جلد اول

# احسن الخطبات

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

الجامعۃ العربیہ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

کتاب کا نام ....... احسن الخطبات جلد اول خطبات کی تعداد ....... ١٧

صاحبِ خطبات...... شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ

ناشر ........... احسنی کتب خانہ، جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال ٢ کراچی

مرتب............ محمد ہمایوں مغل

کمپوزنگ ......... محمد ہمایوں مغل، مفتی افضل محمد صدیقی، حافظ حضرت الدین (دارالتصنیف)

ڈیزائنگ ........ منیب اشرف (دارالتصنیف جامعہ عربیہ احسن العلوم)

طباعت اول........ جمادی الاولیٰ ١٤٣١ھ

## ملنے کا پتہ

احسنی کتب خانہ — احاطہ جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ٢ کراچی

کتب خانہ مظہری — بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک نمبر ٢

مکتبہ عمر فاروقؓ — بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی


## اہم گذارش

احسن الخطبات کی تیاری میں حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس میں قرآن کریم کی آیات میں کوئی غلطی نہ ہو اور نہ ہی احادیث مبارکہ اور دیگر فقہی عبارات میں غلطی واقع ہو۔ پھر بھی اگر قارئین میں سے کسی کو کوئی کمی محسوس ہو تو ازراہِ کرم اعتراضات اور طعنوں سے گریز کرتے ہوئے ادارے کو اطلاع فرمائیں، ادارہ شکرگزار رہیگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیہ العصر

حضرت مولانا المفتی محمد زرولی خان دام ظلہ

عنوانات — صفحہ نمبر

## دوسرا خطبہ



## تیسرا خطبہ

## چوتھا خطبہ ۹۵



## پانچواں خطبہ ۱۰۹

## گیارہواں خطبہ ۲۴۱

## چودھواں خطبہ ۲۹۳

# مقدمۃ المؤلف

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ　　　　اما بعد

اللہ تعالیٰ کے دین کے بیان کرنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔ اپنے پیغمبر کو فرمایا" وقل رب زدنی علماً "، علم جب بڑھتا ہے تو خیر و برکت میں اضافہ ہوتا ہے، اس لئے علماء کے لئے فرمایا" والراسخون فی العلم " کیونکہ پختہ علم کے بغیر پختہ کام نہیں ہو سکتے۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ابابیل سے حفاظت کعبہ کا کام لیں اور ناتواں کو توانا بنائیں۔ "ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوٰرثین" (سورۂ قصص آیت ۵) اللہ فرماتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کرلیں جنہیں سرزمین کا کمزور ترین بنایا گیا تھا اور انہی کو وقت کا پیشواء اور دینی سعادتوں کو سمیٹ لینے والے بنائے۔ عربی شاعر نے خوب کہا ہے

ان المقادیر اذا ساعدت

الحقت العاجزۃ　با لقادر

عین اس کا مظہر ہے کہ اس عاجز کے جمعۃ المبارک کے خطبات شائع ہونے لگے

اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے لئے احادیث نقل کرنے کے لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو راوی الاسلام بنایا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کو دین اسلام کی تدوین اور فقہ کی تشریح اور استنباط کا ملکہ موہوبہ عطا فرمایا جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے گو (۹۰) نوے ہزار محدثین نے استفادہ کیا ہے لیکن چند رواۃ رجال کاملین بنے جن کے نسخے عالم میں معروف ہیں اور پھر امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو جو مقام اور نسبت حاصل ہے وہ رہتی دنیا تک کے لئے باقیات الصالحات ہیں۔ بزرگان دین کہتے ہیں کہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے سر بستہ علوم کھولنے کے لئے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو بلخ سے اٹھایا اور قونیہ کو ان سے سرسبز اور شاداب فرمایا اس لئے مولانا فرماتے ہیں

ہفتِ شہرِ علم را عطار گشت
ما ہمی اندر خم یک کوچہ

اور مولانا روم کے مدت مدیدہ کے بعد ان کے باوفا مرید ہند اقبال مرحوم کو شرفِ توضیح اور مثنوی معنوی کے اسرار و حکم کھولنے کے راز دار اور اعلام الاعلام بنایا۔ در پردہ جو تعلق اقبال کو امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بحر بیکراں اور محدث کبیر اور فقیہہ علی الاطلاق بلکہ آیت من آیات اللہ جن سے تحت السماء و فوق الارض کوئی علم و فن بکمال امامت مخفی نہ رہا سے تھا وہ قابل تحسین ہے جس کا اعتراف ان کے ہم عصروں نے بزبان خلاف و وفاق کیا ہے۔ واحدۃ فی مائۃ نمونہ از خروارے سید سلیمانؒ نے ''یادرفتگان'' میں بھی لکھ دیا ہے۔ اقبال کو فن شعر اور کمال سخن اور ملکہ موہوبہ فارسیات میں

کیوں حاصل تھا اس کا اندازہ اس شعر سے کیا جاتا ہے وہ فرماتے ہیں۔

عطارؔ ہو کہ رومیؔ ہو رازیؔ کہ غزالیؔ ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

یہ داستان طویل ہے اور علم وعمل کے بادہ پیماؤں کے لئے نہایت لذیذ ہے مگر یہ چند کلمات اور یہ ناتمام جملے اس حقیقت کے اعتراف سے تشنۂ دامان رہیں گے کہ رب العزت نے احسن العلوم کے قلمرو میں اس عاجز اور فقیر جو علم وعمل سے یکسر خالی ہے ان کی ٹوٹی پھوٹی سعی جو علم اور تحقیق کے میدان میں ریشم کمخواب و مخمل اور میں ٹاٹ کے پیوند سے کم نہیں

اللہ تعالیٰ نے عزیزم محمد ہمایوں مغل مدظلہ وسلّم افکارہ وحفظ حیاتہ وسدد الحوارہ کو خصوصی توفیق اور محبت مخلصہ نصیب فرمائی ہے، ڈاکٹر عارفی نے خوب کہا ہے۔

یہاں تک بڑھ گئے وارفتگئی شوق کے نظارے
حجابات نظر سے پھوٹ نکلا حسن جانانا

واقعی بعض کام بعض لوگوں تک موقوف رہتے ہیں جب وہ آجاتے ہیں تو "وألناله الحدید" کے مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں قلیل عرصے میں "ماہنامہ الاحسن" وجود نوازئدہ کے ساتھ ملک کے قابل قدر علماء اور شاہکار انشاء پردازوں کی نگاہِ مکرم میں ایک مقام پیدا کر چکا ہے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

اور جس تسلسل سے دیر سویر کہ خم اور لچک کے ساتھ یہ ماہنامہ اپنے مراحل اور منازل پر گامزن ہے دل سے دعا نکلتی ہے۔

این چنیں می روی که زیبامی روشن

''احسن التفاسیر'' کا طویل وعریض مقدمہ جو عنقریب منصہ شہود پر آکر، داد تحسین لینے والا ہے۔

داد اورا قابلیت شرط نیست

بلکه شرط قابلیت داد اوست

مختلف موضوعات پر با قاعدہ علمی اور تحقیقی عناوین کے ساتھ مقالات الاحسن کی کائنات میں شائع ہوتے ہیں جن میں ختم بخاری نمبر، سیرت النبی ﷺ نمبر، دورۂ تفسیر نمبر اور حال ہی میں آئینہ ربیع الاول خاصے مقبول مقالے ہیں۔ ان سب سے پہلے جامعہ کے آن بان، علم وعمل کے سالار اور ہمارے محبوب وعزیز دوست اور ہمایوں مغل کے مبادئ علوم کے استاذ اور انتہاء تک حسن نظر کے پیکر مولانا سید صبا احسن مرحوم کی وفات پر جو گلدستہ مجموعہ مقالات شائع ہو چکا ہے شاید یہ اس اخلاص بھری ادا کی قبولیت کے انبار اور ذخائر ہیں کہ اب وہ اس عاجز کے بخاری سے متعلق محاسن یا ترمذی سے متعلق ''احسن الاحوذی'' وغیرہ بھی زیب تدوین اور شرف طباعت سے آراستہ کرنا چاہتے ہیں اور ان سب کاموں میں ان کے لئے تکوینی معنی اور ظاہری رکاوٹ یہ عاجز اور فقیر اور اس کے ہجوم مشاغل اور مختلف اداروں کے اہتمام وانتظام کا سوداء وفکر اور پھر طبعی افتادگی بلکہ آوارگی کا ادواء داء اس پر مستزاد ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے اور ہم سیاہ کاروں کو حسب شان سرپرستی اور عنایات اور توجہات

ارزانی فرمائے، آمدم بر سر مطلب۔

کافی دنوں سے ان کے دو مجموعے ایک اس عاجز کے مختلف جمعة المبارکہ کے خطبات ہیں اور دوسرا دس چھوٹے چھوٹے رسائل اور اپنی بساط کے مطابق تحقیق پر مشتمل مقالے ہیں جو ''احسن الخطبات'' اور ''مجموعۂ احسن الرسائل'' کے نام سے موسوم کئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ اگر یہی رفتار قائم رہی اور اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو اس کی کئی مجلدات ہدیہ قارئین ہونگی۔

اس عاجز کے شطحیات اور ہفوات پر مشتمل ''احسن البرہان'' جلد اول شائع ہو چکی ہے اور مزید چار پانچ جلدیں تقریباً قریب الاختتام ہیں ''احسن الخطبات'' پر کلام کرنا فی الحال سعی لاحاصل ہے کیونکہ خطبات جس کی طرف منسوب ہیں اس کا حال حکیم شیراز مصلحِ وقت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی کچھ یوں ہے۔

شخصم بچشم عالمیاں خوب منظر است
واز خبث باطنم سر خجلت فگندہ پیش
طاؤس راکه نقش و نگارے که ہست خلق
تحسین کنند او خجل از زشت پائے خویش

اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے اور ان مجموعوں کو اعمال دین کے میزان میں حسنات کو موزون کرنے کا سبب خیر ثابت فرمائے۔

اللہ تعالیٰ جب دینی کام کی توفیق دیتا ہے تو اس کے ساتھ مطلوبہ ہمت بھی نصیب فرما دیتے ہیں اور اس میں اخلاص اور محبت فیضان الٰہی کے کامیاب وسیلہ بنتے ہیں۔ ورنہ ہم

سیاہ کاراوران کے مجموعہ "چہ معنی دارد" حافظ شیرازی نے خوب کہا ہے۔

من وانکارِ شراب ایں چہ حکایت باشد

غالباً ایں قدرم اکل کفایت باشد

مگران سب میں عزیزم کا اخلاص روح رواں ہے ان کا اپنا ایک شعر ہے جو میرے حال کا ترجمان ہے

میں تو کچھ بھی نہیں ہوں تجھ کا بھلا لگتا ہوں

اس کو چاہت بھری نظروں کا عمل کہتے ہیں

اللہ تعالیٰ ان کاوشوں کوقبول فرمائے۔ جمعہ کے خطبے کس ڈھنگ اور ضرورت کے ہیں بقول فارسی شاعر کے

مشك آن ست کہ خود ببوید

نہ کہ عطار بگوید

اللہ تعالیٰ نے عرصہ تیس (۳۰) سال سے ممبر ومحراب کی سعادت نصیب فرمائی ہے۔اس کے علاوہ بھی جہاں کہیں بیان کا موقع ملا ہے تواس پر بزرگ دعائیں دے چکے ہیں یہ داستان بہت طویل ہے اور اپنے منہ میاں مٹھو کے پیش نظر خود میرے لئے قدرے کڑوا ہے اس لئے ک ع بس کنم خود زیر کار ایں بس است

سرجدا کردا ز تنم یارے کہ مارا یاربود

قصہ کوتاہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود

جامعہ بنوریہ میں ختم بخاری کے موقع پرشہر بھر کے مقتدر علماء کی موجوگی میں اوراس

زمانے کے امام، اہل حق کے مشہور محدث مفسر محقق العصر حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی صدارت میں ایک متصوف غیر محتاط نے بیان کیا جس کا حاصل یہ تھا کہ مدارس کا نظام اور طالب علمی کا سفر وغیرہ اس کی اسلام میں کوئی حقیقت نہیں ہے اور خانقاہی نظام اور تصوف ہی وقت کی اصل ضرورت ہے، یہ اسلامی تعلیمات سے بغاوت اور گمراہی کی تقریر تھی۔ اس کے بعد اس عاجز کی تقریر ہوئی جس کے نتیجہ میں فقیہہ وقت مولانا مفتی نظام الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے باہر آکر اس عاجز کا ماتھا چوما اور محترم ومکرم مولانا یوسف صاحب کشمیری کبھی کبھار فرماتے ہیں کہ یہ خطاب، الہامی خطاب تھا۔

حضرت مولانا حبیب اللہ مختار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کے دن جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں اکابر علماء کی موجودگی میں ممبر پر حضرت مولانا کے متعلق بیان اور اس کے تأثرات اس وقت کا ضرب مومن اور موجود ہجوم اس کا شاہد عدل ہے۔ حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب نے بنگال جاکر اس کا ذکر خیر فرمایا اور حرمین شریفین میں اہل حق کے نمائندہ اور معتمد خاص ہمارے بزرگ حضرت مولانا محمد مکی حجازی نے کئی مجلسوں میں اس بیان کے حوالے دئے۔

بہت پہلے پنجاب ڈیرہ غازی خان کے ایک مدرسے میں ختم بخاری کی ایک نشست کو علماء پنجاب اور بالخصوص اس وقت موجود جامعہ کے کہنہ مشق استاذ حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب افسوس کے ساتھ فرماتے ہیں کاش کہ وہ نشست محفوظ ہوجاتی۔

اللہ تعالیٰ ان کاوشوں کو اور جہد ناتمام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

والسلام

# عرض مرتب

الحمد للہ جل وعلا وصلی اللہ علی رسولہ المصطفیٰ و نبیہ المجتبیٰ

اما بعد!

یوں تو اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات بے شمار ہیں لیکن حیات اور حیات کے بعد ایمان وہ نعمتیں ہیں جو کہ بیش بہا اور بے بدل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی انسان اپنے عزائم اور اپنے اہداف کو پورا کرسکتا ہے ورنہ انسان کی اتنی بساط کہاں کہ وہ رب کریم کے حکم کے بغیر ایک قدم بھی اٹھا سکے۔ یقیناً حق کو پہچاننا اور حق کا ساتھ دینا اللہ تعالیٰ کی نصرت اور توفیق سے ہی آسان ہوتا ہے۔ میری تمام تر شفقتوں اور صلاحیتوں کا منبع اور مرجع میرے شیخ میرے محسن یقیناً میری زندگی کے مالک استاذ گرامی قدر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتھم العالیہ وہ شخصیت ہے جنہوں نے مجھ جیسے نا کارۂ زمانہ، بے علم وعمل اور شکستہ حال کو اس قابل بنایا کہ آج ان کی کتاب احسن الخطبات کو ترتیب دے کر منصۂ شہود پر لانے کی جسارت کر رہا ہوں۔ اس کے اعتراف میں صرف یہی کہوں گا کہ

اگر کیا تو زندگی میں یہی کام کیا ہے
کہ ان کے نام سے روشن خود اپنا نام کیا ہے

بلاشبہ اس سے پہلے بھی مختلف نوعیت کے خطبات زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکے ہیں جن میں اکابر علماء دیوبند جیسے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات، حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات اور خطیب پاکستان حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات مشہور ومعروف ہیں۔

ہم نے احسن الخطبات کو جدید تقاضوں کے مطابق ایک نئے طرز پر ترتیب دیا ہے جس کی وجہ سے احسن الخطبات گزشتہ تمام مجموعہ خطبات سے ہٹ کر ثابت ہوگی۔

میرے شیخ ومحسن حضرت الشیخ دامت برکاتھم العالیہ عرصہ تیس (۳۰) سال سے ممبر ومحراب کی ذمہ داری کو نبھارہے ہیں اور بڑے احسن طریقہ سے نبھارہے ہیں۔ حرمین شریفین کے سفر کے علاوہ ملک بھر میں جہاں بھی حضرت الشیخ تشریف لے جاتے ہیں تو جمعہ سے پہلے پہلے واپس تشریف لاتے ہیں چاہے جمعہ پڑھا کر واپس کیوں نہ جانا پڑے۔ عند اللہ مقبول وماجور ہونے کے لئے اس قسم کی قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور اس کا ثبوت جمعہ میں موجود لوگوں کا ہجوم اور ان کا دور دراز سے جامع مسجد احسن میں آنموجود ہونا ہے۔

چمن میں حسنِ گل و لالہ دیکھنے والوں
گلوں میں عکسِ رُخِ باغبان ہوتا ہے

حضرت الشیخ کے جمعہ کے خطاب کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں محض تقریر، قصص یا واقعات نہیں ہوتے بلکہ حضرت الشیخ دوران خطاب ایسا طرز اختیار فرماتے ہیں کہ گویا کوئی استاذ اپنے شاگردوں کو سبق پڑھا رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت الشیخ کے خطاب

میں توحید باری تعالیٰ کی للکار، سنت نبوی ﷺ کا پرچار، فقہ حنفی کی بھرمار، اکابر علماء دیوبند کا تذکار اور تمام فرقہ اہل باطلہ سے یلغار برمحل ہوتا ہے۔

## خطابت کے چند اہم امور

حضرت الشیخ اکثر اپنے خطبات اور درس ومجالس میں فرماتے ہیں کہ آخر ایک خطیب کی ذمہ داری کیا ہے؟ پھر فرماتے ہیں کہ ہر خطیب کو اپنا مؤاخذہ خود کرنا چاہئے کہ اس نے اپنی تقریر میں شریعت کے کتنے مسائل بیان کئے ہیں، سرچشمۂ نبوت اور فیض نبوت سے اس نے کتنا کام لیا ہے اور کتنے لوگوں تک اس کو پہنچایا ہے۔ عقائد کے باب میں اس نے کس حد تک اپنے مسلک ومشرب کی اشاعت کی ہے اور لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کیا ہے۔ کن کن مسائل میں اس نے اپنے اکابر اسلاف کا ساتھ دیا ہے۔ خطاب صرف یہ نہیں ہے کہ آئے ممبر پر بیٹھے اور وقت پورا کر دیا، چند قصص اور حکایت سنا دیں جن کا نتیجہ نہ خود کو معلوم ہے اور نہ حاضرین کو اس کا کوئی فائدہ پہنچا۔ حضرت الشیخ کو جمعہ کی خطابت کرتے ہوئے ۳۰ سال کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن آج بھی جب حضرت الشیخ جمعہ کے خطاب کے لئے تیار ہوتے ہیں تو موضوع اور مسائل سے متعلق تمام کتب منگوا کر اچھی طرح اپنی طبع تسلی کرتے ہیں اس کے بعد ممبر پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ حضرت الشیخ اکثر فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ خطاب یہ سمجھ کر کرتا ہوں کہ اس کے ایک ایک لفظ کا مجھ سے حساب لیا جائے گا اور عنداللہ میں ایک ایک مسئلہ میں خود کو مسئول سمجھتا ہوں اس لئے مکمل تیاری کے بعد ہی خود کو جمعہ پڑھانے کے لئے تیار سمجھتا ہوں۔

جب ایک خطیب ان سب باتوں کا لحاظ کریگا اور ان تمام امور کا خیال رکھے گا تو اب اس کی خطابت وہ ہوگی کہ بیان تو فرش پر ہوگا لیکن اس کی قبولیت اور اس کے اثرات من العرش ہونگے۔

احسن الخطبات پڑھنے والے میں تمام حضرات کو ان تمام باتوں کا بخوبی اندازہ ہو جائیگا کہ حضرت الشیخ نے اپنے خطبات میں کسی بھی موقع پر مسلک حق کی تائید اور عقائد اہلسنت والجماعت کا دامن نہیں چھوڑا ہے۔

احسن الخطبات کی ترتیب دینے میں تقریباً آٹھ مہینے کا وقت لگا اس کو دیکھنے والے ان شاء اللہ اس کا اندازہ اس کی ترتیب وتزئین سے بخوبی لگالیں گے۔ شائد اسی موقع کے لئے مولانا روم نے فرمایا ہے کہ

مدتے در مثنوی تاخیر شد
فرصت باید که تا خون شیر شد

## احسن الخطبات کی چند خصوصیات

(۱) تمام خطبات سے پہلے عربی خطبہ ابتدائیہ موجود ہے اور آیت اور حدیث بھی بحوالہ نقل کی گئی ہے۔

(۲) ہر ضروری بات سے پہلے ایک عنوان قائم کیا گیا ہے تا کہ پڑھنے والے کو اس بات کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ ہو جائے۔

(۳) تمام آیات بحوالہ نقل کی گئی ہیں۔

(۴) تمام احادیث چاہے وہ کائنات احادیث کی کسی بھی کتاب میں ہو بحوالہ نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۵) تمام فقہی عبارات بھی بحوالہ نقل کی گئی ہیں۔

(۶) تمام تاریخی واقعات کو بھی بحوالہ نقل کیا گیا ہے۔

(۷) اگر ایک حدیث ایک سے زیادہ کتب میں ہے تو کوشش یہ کی گئی ہے کہ تمام کتب کا حوالہ دے دیا جائے اور اکثر جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے اس میں کامیابی عطا فرمائی ہے۔

(۸) اکثر عربی اور فارسی اشعار کو بھی اصل کتاب میں سے دیکھ کر نقل کیا گیا ہے۔

(۹) دورِ حاضر کی تمام مروجہ بدعات کا تفصیلی رد کیا گیا ہے۔

(۱۰) خود صاحبِ کتاب کے قلم سے گراں قدر معلومات سے لبریز مقدمہ بھی کتاب کی زینت بنایا گیا ہے۔

## تلک عشرة كاملة

ان تمام باتوں کے اہتمام کے باوجود اگر عربی عبارات، عربی یا فارسی اشعار اور اردو کتابت کی کوئی غلطی پائی جائے تو اس پر ہمیں مطلع فرمائیں اور ان غلطیوں کو مرتب اور پروف ریڈنگ کرنے والوں کی طرف منسوب کیا جائے نہ کہ حضرت الشیخ کی طرف۔ کیونکہ انسان آخر انسان ہے، غلطی کر سکتا ہے یہ صرف قرآن پاک کی شان اور جلالت ہے کہ وہ غلطیوں سے مبرّا ہے " ذٰلک الکتٰب لا ریب فیه "۔ میں رب کریم کے سامنے سجدہ شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے میری اس آرزو کو پورا کرنے میں میری مدد فرمائی۔

ع اگر کچھ تھی تو بس یہ تھی تمنا آخری اپنی

میں علماء، طلباء اور خاص طور پر خطباء حضرات سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ احسن الخطبات کو ضرور حاصل کریں کیونکہ اس میں ان کے لئے علم و معرفت کے وہ خزائن موجود ہیں جو ان کے لئے علمی میادین میں آب حیات اور سنگ پارس سے کم نہ ہونگے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور زندگی نے وفا کی تو اس کی کئی مجلدات ہدیہ قارئین کرنے کی کوشش کریں گے۔

محمد ہمایوں مغل

علم کے موتی پرونا کوئی اِن سے سیکھ لے

شیخ مُفتی زرولی کی ذات بھی وہ ذات ہے

لفظ دریائے معانی ہر ورق بحرُالعلوم

جو کتابوں کے ذخیرے میں عجب سوغات ہے

جامع البرہان ہے جو جامع البرکات ہے

احسنُ الخُطبات ہے یہ احسنُ الخُطبات ہے

سمیع صدیقی

# پہلا خطبہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ با لله من شرور انفسنا ومن سيأت اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا ها دى له واشهدان لا اله الاالله وحده لا شريک له واشهدان سيدنا ونبينا محمداعبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كا فة الخلق بين يدى الساعة بشيراً ونذيراً وداعياالىٰ الله باذنه وسراجاً منيرا صل الله تعالىٰ عليه وآله واصحابه وبارک وسلم اما بعد!

فا عوذبالله من الشيطن الرجيم . بسم الله الرحمن الرحيم .

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْاوَ كَذَّبُوْابِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُo مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ o وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ط فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ oاَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَo (سورۂ تغابن آیت ۱۰ تا ۱۳)

ہنوز آں ابر رحمت دُر فشان است
مہ و میخانہ و مہرو نشان است

## سورۂ تغابن کے مضامین پر ایک نظر

قابل قدر بزرگوں محترم اور عزیز دوستو آج سورۃ تغابن کے مضامین اور تفسیر نکات اور فوائد بیان کرنے کا ارادہ ہے۔ سورت کی ابتداء میں اللہ جل ذکرہ کی تسبیح اور تنزیہ کا بیان ہے "یسبح للہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض" اللہ کی پاکی ہر وہ مخلوق جو زمین یا آسمان میں ہیں بیان کرتی ہیں "لہ الملک ولہ الحمد" بادشاہت بھی اسکی ہے اور حمد وثنا بھی اس کے لئے ہے "وھو علی کل شیء قدیر" اور سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد اس پہلی آیت میں بیان فرمادیئے۔ تسبیح، تحمید، تبجیل، تعزیر اور تقدیس کا مستحق صرف اللہ بزرگ و برتر ہے اختیار اور سلطنت بھی اس کی ہے "لہ الملک ولہ الحمد" اور سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے۔ گویا اس کے سوا کوئی اور نہیں ہے جس کے لئے تسبیح اور تحمید اور تنزیہ ہو اور نہ کسی کے ہاتھ میں قدرت اور تصرف یا راج اور سلطنت ہے نہ کوئی اور ایسا ہے جو سب کچھ کرسکتا ہو۔ آسمانی مخلوق ہو یا زمینی، خدا تعالیٰ نے ان کو جو ذمہ داریاں سونپی ہیں اور اس کی جو توفیق عطاء فرمائی ہے وہ اتنے امور انجام دے سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں "ھو الذی خلقکم" اللہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا "فمنکم کافر ومنکم مؤمن" تم ہی میں کافر بھی ہیں اور تم ہی میں مؤمن بھی کافر بھی انسانوں میں سے ہے۔ کافر اس ناشکر انسان کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احکام کا منکر ہوتا ہے اور مؤمن اس مطیع اور فرمانبردار کا نام ہے جس کا دل وجان اللہ کی اطاعت وشکر سے

لبریز ہے" واللہ بما تعملون بصیر " تمھارے اعمال کو اللہ دیکھ رہے ہیں" خلق السمٰوٰت والارض بالحق وصورکم فأحسن صورکم " آسمان وزمین کو حکمت اور فوائد سے لبریز پیدا فرمایا، تمھاری شکلیں اور صورتیں سب سے اعلیٰ اور بہتر بنائیں ہیں " والیہ المصیر " اور اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے۔ اس میں اشارہ ہے کہ ہمیشہ رہنے والی ذات بس صرف اللہ کی ہے۔ یہاں کی سلطنت، یہاں کی عزت اُور خوشی اور یہاں کی حسن وبہار یہاں کی تمام مسرات اور فرحات یہاں کی ہر چیز جواب دینی والی ہے" یعلم ما فی السمٰوٰت والارض " وہ جانتے ہیں جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے " ویعلم ما تسرون وما تعلنون " جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو جیسے اعمال ہم ظاہر کرتے ہیں، اور جو کچھ تم چھپاتے ہو، جیسے نیتیں اور ارادے ہیں، عزائم اور خیالات ہیں، وہ سب جانتے ہیں" واللہ علیم بذات الصدور " کوئی چیز چھپانا تو درکنار وہ تو دل میں آنے والا خیال دل میں رکھنے والا ارادہ دل میں بندھا ہوا عزم اس تک کو جانتا ہے۔

## گزشتہ امتوں کے نافرمانوں کی سزا

" الم یأتکم نبؤا الذین کفروا من قبل " کیا آئی نہیں تمھارے یہاں خبران لوگوں کی، ان کافروں کی جو تم سے پہلے تھے، گزشتہ امتوں کے کفار حضرت عیسیٰؑ کے نہ ماننے والے حضرت داوٗدؑ کے زمانے میں سرکشی کرنے والے" وجعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت " (سوۂ مائدہ آیت ۶۰) جنہیں بداعمالی کی وجہ سے بندر اور خنزیر بنایا گیا تھا۔ اعمال جب خراب ہوئے اور خدائی عبادت ان سے چھوٹ گئی

اور غیر اللہ کا پوجا شروع کر دیا تو قرآن نے انکا ذکر کیا کہ

"لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علیٰ لسان داود و عیسیٰ ابن مریم " ( سورۂ مائدہ آیت ۷۸ ) بنی اسرائیل پر دو زمانوں میں دو پیغمبروں کی زبان سے لعنت کی گئی ایک حضرت داؤدؑ کے دور میں اور دوسری بار حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں۔ ان پر عذاب کا سبب یہ بنا کہ انہوں نے دونوں زمانوں میں شعائر دین کی توہین کی۔ شعائر دین ان کے یہاں ہفتہ کا دن تھا جو ان کا مذہبی دن تھا اور ان سے کہا گیا تھا کہ اس کی مذہبی روایات کا خیال رکھنا، انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی، اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا، فذاقوا وبال امرھم ، وہ چکھ چکے ہیں اپنے کئے کی سزا۔ اس میں سب کے لئے عبرت ہے ایسا نہیں کہ آپ بد اعمالیاں کرتے رہیں اور بے فکر رہیں۔

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو از جو

## کافر کا پہلا کام پیغمبر کی بشریت کا انکار ہے

جو تخم بھی زمین میں ڈالا جاتا ہے اور اس کا پودا نکل آتا ہے تو ساری یادگاریں تازہ ہو جاتی ہیں کہ یہ بیری کا پودا ہے یہ کیکر کا پودا ہے یہ شہتوت کا پودا ہے، فذاقوا وبال امرھم ، وہ چکھ چکے ہیں اپنے کئے کی سزا، ولھم عذاب الیم ، اور ان کیلئے دردناک قسم کی سزائیں ہیں " ذالک بانہ کانت تأتیھم رسلھم بالبینٰت " یہ اس لئے کہ آئے ان کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لیکر " فقالوا " بس کہنے لگے " أبشر یھدوننا " کیا بشر بھی

پیغمبر ہو سکتے ہیں جو ہماری رہنمائی کریں۔ یہ نور اور بشر والے کافری اس وقت بھی موجود تھے اور ہر دور میں انکی سازشیں رہی ہیں نور و بشر کے جھگڑے کرنے والے اور اس بہانے مخلوق خدا کو دھوکہ دینے والے" فقالوا " کہنے لگے " ابشر یھدوننا " کیا بشر پیغمبر بن سکتے ہیں جو ہماری رہنمائی کریں۔ گزشتہ زمانوں کے سارے کافروں اور بے دینوں کا یہ خیال تھا کہ پیغمبر انسان نہیں ہوتے اور وہ سب یہ سمجھتے تھے کہ پیغمبر کیلئے نور ہونا ضروری ہے اسی لئے تو پیغمبر کی بشریت پر اعتراض کرتے تھے۔ آج ہمارے مسلمان بھائی مجھ سے پوچھتے ہیں کہ جی بشریت کا انکار کرنے والوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ تو میں کہتا ہوں کہ ہاں کافر کی نماز کافر کے پیچھے ہو سکتی ہے۔ مسلمان کی نماز تو بغیر وضو کے نہیں ہوتی، مسلمان کی نماز تو ناپاک جگہ پر نہیں ہوتی، مسلمان کی نماز میں تو ایک لفظ غلط ہو تو خراب ہو جاتی ہے، تو مسلمان کی نماز ایسے شخص کے پیچھے کیسے ہوگی جو قرآن پاک کو جھٹلائے، اور پیغمبر کی زندگی کا انکار کرے۔ انبیاء علیہم السلام کی انسانیت اور بشریت کا انکار تو قرآن مجید کی آیات کا انکار ہے، خدا کی کتاب کے منکر کے بارے میں آپ پندرہ سو سال گزرنے کے بعد یہ پوچھتے ہیں کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ نماز کی بات کہتے ہیں میں تو کہتا ہوں کہ ان کے رشتوں سے بھی پرہیز ضروری ہے یہ بشریت کے منکر مسلمان کے نکاح کے گواہ بھی نہیں بن سکتے۔ آپ اس کو چھوٹا مسئلہ سمجھتے ہیں تو قرآن سن لیں کہ ان کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ قران پاک کہتا ہے جنہوں نے ہمارے نبی اور رسولوں کی بشریت نہیں مانی " فکفروا وتولوا " انہوں نے کفر کیا اور منہ موڑا " واستغنی اللہ " اللہ کو ایسے کافروں کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ پوچھتے ہیں کہ اتنے لوگ خراب ہو گئے جبکہ اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں ”واستغنی اللہ“ مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے ان لوگوں کی ” واللہ غنی حمید“ اللہ غنی اور خوبیوں والے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی انسانیت اور بشریت کے نہ ماننے کے بعد قیامت کا انکار شروع ہو جاتا ہے۔ قیامت کا انکار اس رنگ میں ہوتا ہے کہ لوگ اپنا دین بنا کر پیش کرتے ہیں۔ جو لوگ قیامت کے قائل ہیں وہ ایک ایک لفظ اور جملے میں گھبراتے ہیں انہیں ثواب اور اجر اس عمل میں ملے گا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہوں اور ہمارا دین ہو۔ اگر ہمارا دین نہیں ہے تو ہمیں ثواب کیسے ملے گا۔

سب کو معلوم ہے کہ تیجہ بدعت ہے، خوب پتہ ہے کہ چہلم اور برسی بے دینی ہے لیکن کرتے ہیں جب پوچھو کہ آپ یہ بے دینی کیوں کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ رشتہ داروں کی وجہ سے مجبور رہیں، لوگوں کو بھی تو جمع کرنا ہوتا ہے۔ یاد کھنا جو دین رشتہ داروں اور عزیز واقارب کے ہاتھوں کا ہو وہ دین خدا کا نہیں ہوتا۔

## آنحضرت ﷺ بھی اس دین کے پورے مطیع اور فرمانبردار ہیں

خدا کے دین میں محمد ﷺ بھی پورے مطیع اور فرمانبردار ہیں حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز میں تلاوت فرمارہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے سورت مؤمن میں کچھ خطاء واقع ہوئی اور آیتیں آگے پیچھے ہوگئیں جو بعد میں تھی حضرت ﷺ نے وہ پہلے پڑھی اور جو پہلے پڑھنی تھیں وہ اس کے بعد پڑھی، معجزہ ہے قرآن کا حضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگوں میں عبداللہ ابن مسعود موجود نہیں ہے؟ کہا حضرت میں موجود ہوں فرمایا کہ آپ کے ہوتے ہوئے آیتیں آگے پیچھے

ہو گئیں ۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم پر حضرت ﷺ کو کتنا اعتماد تھا اس لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خلفائے راشدین کے بعد پانچواں صحابی جو فقہ کیلئے چنا ہے وہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کو فقہ مسعودی کہتے ہیں اور یہ حضرت امام صاحب کی دقت نظر اور کمال ہوش کی بات ہے ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت جب آپ نے یوں پڑھا تو ہم سمجھ گئے کہ اس طرح نازل ہو چکی ہوگی کیونکہ آیات آپ پر نازل ہوتی ہیں، چشمہ فیض اور ہدایت آپ ہیں تو آنخضرت ﷺ نے فوراً فرمایا کہ اگر یہ آیتیں اس طرح آگے پیچھے ہو چکی ہوتی ''لنباتکم'' میں پہلے سے تمہیں اطلاع دیتا، یہ ممکن نہیں کہ نبی آیتیں آگے پیچھے کرلیں اور اُمت کو پتہ نہ ہو آنخضرت ﷺ کی دیانت دیکھئے، اطاعت دیکھئے، فرمانبرداری دیکھئے فوراً فرمایا کہ اگر تبدیلی خدا کی طرف سے آچکی ہوتی تو ''لنباتکم'' میں ضرور تمہیں اطلاع دے چکا ہوتا ۔ جس طرح ایک عام آدمی دین کا پابند ہوتا ہے انبیاء کرام اس سے بڑھ کر پابند ہوتے ہیں ۔

## کافر کا دوسرا کام آخرت کا انکار ہے

''زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا'' گمان کرنے لگے کافر لوگ کہ یہ دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے، کافر آخرت کا کہاں قائل ہوتا ہے ۔ مرنے کے بعد کی زندگی یہ اس زندگی کے سکون کا ضامن ہے کسی کو ہاتھ بھی اگر لگایا تو یہی خیال رہتا ہے کہ اس کا پوچھا جائیگا، کسی کی اخروٹ برابر کوئی چیز بھی ہڑپ کرتے ہوئے آدمی کو پتہ ہے کہ وہاں مجھ سے اس کا بدلہ لیا جائے گا ۔ آخرت کا عقیدہ مرنے کے بعد دوسری زندگی ہے اور وہ حقیقت

میں جزا اور سزا کی زندگی ہے ''زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا '' گمان کرنے لگے کافر لوگ کہ یہ دوبارہ زندہ نہیں کیئے جائیں گے ''قل بلیٰ وربی لتبعثن ثم لتنبئن بما عملتم '' آپ فرمائے میرے رب کی قسم اٹھائے جاؤ گے۔ بڑا اہم مسئلہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم کھائی۔ تین جگہیں قرآن میں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے۔ سورۃ یونس میں، سورۃ فاطر میں اور تیسری جگہ سورۃ تغابن میں ''قل بلیٰ وربی '' آپ فرمائے ہاں اٹھائے جاؤ گے میرے رب کی قسم، لتبعثن ،تم ضرور زندہ کیئے جاؤ گے ''ثم لتنبئن بما عملتم '' پھر تم کو بتایا جائے گا تمھارے اعمال کے بارے میں۔ خدا وند کریم خود ایک مسئلہ میں اپنی ذات کی قسم کھا رہے ہیں اس سے اس مسئلہ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور آخرت نہیں مانے تو اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ۔

تو منکر قانون مکافات عمل تھا
لے دیکھ تیرا عرصہ محشر بھی یہی ہے

آج قیامت ہے حساب، کتاب ہو رہا ہے تو مانتا نہیں تھا اب نہیں کر سکے رہو اللہ اس لئے فرماتے ہیں ضرور تم زندہ کیئے جاؤ گے یہاں کی زندگی کا وہاں پتہ کرونگا، وذالک علی اللہ یسیر ،اور یہ اللہ کیلئے بہت آسان ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت آدمؑ سے لیکر قیامت کی آخری گھڑی تک جتنے جن اور انس ہیں ان سب کا حساب اللہ تعالیٰ عصر سے مغرب تک کے عرصے میں کر دیگا، اندازہ لگاؤ کہ خدا تعالیٰ کتنا بڑا حساب کرنے والا ہے۔ بطور سزا جن سے نارضگی ہے کسی کو پانچ سو سال کسی کو ہزار سال کسی

کو پچاس ہزار سال قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آسان فرمائے ''وذالک علی اللہ یسیر'' یہ اللہ تعالیٰ کیلئے بہت آسان ہے ''فأمنوا باللہ ورسوله والنور الذی انزلنا'' اب اس دن کی آسانی کا بھی کوئی طریقہ ہے دنیا میں ہر مشکل کے حل کرنے کا کوئی طریقہ ہے اس دن کی مشکل کیسی حل ہوگی اس کا علاج ''فأمنوا باللہ ورسوله'' پس ایمان لے آؤ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر، والنور الذی انزلنا، اور اس نور پر جسے ہم نے اُتارا وہ نور جسے ہم نے اُتارا اسے قرآن کہتے ہیں تفسیر ابن جریر وغیرہ کے حوالے سے ہیں کہ ''ھو القرآن العظیم'' وہ نور جسے قرآن کہتے ہیں وہ اللہ کا اُتارا ہوا ہے ''قد جآء کم من اللہ نور و کتٰب مبین'' خدا تعالیٰ کے طرف سے جو نور آیا ہے وہ کتاب مبین ہے نور اس لئے کہ ہر مسئلہ کو کھل کر بیان کرتا ہے ہے۔ ایک مسئلہ بھی عقیدے اور عمل کا ایسا نہیں جو قرآن پاک میں کھل کر بیان نہ ہوا ہو۔ قرآن پاک کسی کا لحاظ نہیں کرتا جو ماننے والے ہیں انکا مقام اور انعام ذکر کریگا اور جو نہ ماننے والے ہیں انکو کافر، منکر، نافرمان، مجرم اور سرکش کہہ کر فوراً جہنم کا حکم ان پر لگا دیگا، اس لئے قرآن پاک کے ناموں میں سے ایک نام نور ہے ''ھو النور المبین والشفاء العظیم'' ''فأمنوا باللہ ورسوله والنور الذی انزلنا'' پس ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ پر اور اللہ کے رسول ﷺ پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ ایمان سے کہو قرآن پاک پر ان بشریت کا انکار کرنے والوں کا ذرہ برابر بھی ایمان ہوتا تو اس آیت کے نزول کے بعد بھی یہ آنحضرت ﷺ کو نور کہتے؟ حضرت کا تو مستقل منصب ذکر ہو رہا ہے ''ورسوله والنور الذی انزلنا'' اور اس نور پر بھی تمہیں ایمان لانا پڑیگا جسے ہم نے اُتارا اور اگر تم نے اس کے علاوہ

کسی اور کو نور کہا تو یہ اس کتاب پر ایمان نہ لانے کے معنی میں ہیں'' واللہ بما تعملون خبیر '' اللہ تمہارے اعمال سے پورے خبردار ہیں۔

## آخرت کا دن اصل حساب کتاب کا دن ہے

''یوم یجمعکم لیوم الجمع '' جس دن جمع کریگا تم کو اجتماع والے دن ''ذالک یوم التغابن '' وہ دن ہوگا لوٹ کھسوٹ کا دن ہوگا، ہار جیت کا دن ہوگا اور نفع اور نقصان کا دن ہوگا، حدیث میں ہے کہ دنیا میں کسی نے کسی پر تہمت لگائی، کسی کی غیبت کی ،کسی کی ناحق بے عزتی کی، بلاوجہ کسی کو پریشان کیا اس کو اذیتیں پہنچائیں قیامت کے دن اس کو راضی کرنے کیلئے اس کی نیکیاں اس کو دیدی جائے گی ،ایک آدمی کو ساری نمازیں دیدی ایک دوسرا کھڑا ہوگا جی میرے خلاف بلاوجہ باتیں بنا رہا تھا جبکہ مجھے پتہ بھی نہیں تھا فرشتے دفتر کھول کے دیکھ لینگے، گواہی ہو جائے گی کہ ثابت ہو گیا اب راضی کرنے کا کیا سامان ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اس کے روزے اسے دیدو۔ایک محلے میں رہا وہاں لوگوں کو ستایا کسی اور جگہ میں چلا گیا تو وہاں دہشت گردی گرم کردی اچھا اگر اس کی زکوٰۃ تھوڑی بہت جو سودی رقم سے دی ہے وہ خبیث مال اور مال حرام برائے حرام رفت ،کچھ بچا کچا اگر کچھ خیرات یا صدقہ زکوٰۃ ہے تو وہ بھی اس کو دیدو ایک ایک کرکے اس شخص کی تمام نیکیاں مظلوموں میں بانٹی جائے گی۔خدا تعالیٰ ظلم سے بچائے اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی ظلم کرنے والے نہ بنائے ''الظلم ظلمات یوم القیٰمۃ'' (ترمذی ج ۲ ص ۲۴)

ترمذی میں ہے کہ قیامت کے دن ظلم کی وجہ سے ظالم کے سامنے اندھیرے

پیدا ہو جائیں گے کھلے میدان میں سر کے بل گرتا جائے گا اور اٹھ نہیں سکے گا، سارے لوگ حیران ہو جائیں گے معلوم ہو جائے گا کہ اس کیلئے سارا ماحول اندھیرا کر دیا گیا ہے ''الظلم ظلمات یوم القیامة ''جب ساری نیکیاں ختم ہو گئیں، لوگوں میں تقسیم کر دی گئیں اور اب بھی لوگ ناراض ہیں اور بہت ساری خلقت کہے گی کہ اے اللہ اس نے ہمیں بہت ستایا ہے ،ہماری دنیاوی زندگی اس نے اجیرن کر دی تھی، خدایا ہمیں آئے دن یہ پریشان کرتا تھا تو کہا جائے گا اب نیکیاں تو ہے ہی نہیں تو اب ان لوگوں کے جو گناہ ہیں وہ اس ظلم کرنے والے کے حصے میں ڈالو۔ اب لوگوں کے گناہ اس ظالم کے حصے میں ڈالنا شروع کیے جائیں گے ''ذالک یوم التغابن ''یہ ہے تباہی کا دن فائدہ اور نقصان کا دن'' ومن یؤمن باللہ ویعمل صالحا یکفر عنه سیاته ''اور جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور عمل بھی نیک کرے اس کے گناہ اللہ معاف فرما دیگا، اشارہ ہے کہ اگر ایمان اور عمل صالح وزنی ثابت ہوا تو خدا تعالیٰ خود سفارش فرمائیں گے کہ یہ میرا بندہ ہے تمہارے حق میں قید ہو رہا ہے خدا تعالیٰ خود انکو کہے گا کہ معاف کرو میں سفارش کرتا ہوں۔

## امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک حکایت

روایات میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا خدا کی شان ہے کہ نیک لوگوں کے علماء اور اہل حق کے آس پاس سانپ اور بچھو رہتے ہیں جو انکو ڈستے رہتے ہیں اور یوں عند اللہ ان کے مرتبے بڑھتے ہیں۔ امام صاحب کی عادت یہ تھی کہ ساری رات عبادت فرماتے تھے اور اس کے فوراً بعد مجلس فقہ لگتی

تھی ظہر تک ظہر سے عصر تک حضرت آرام فرماتے تھے یہ موچی شرابی کبابی ساری رات عیش وعشرت کی مجلس سجا کے ناکر دنیاں کرتا تھا کسی رات کو وہاں کی پولیس گشت پر تھیں کوتوال ساتھ تھا جب قریب میں آ کے دیکھا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے متصل مکان میں یہ داد عشرت گرم ہے وہ بڑے خفا ہوئے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ کو یہ ستا رہا ہے اندر جا کے پکڑا اور پکڑ کر لے گئے، دن جب ہوا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ رات کو ہمارے پڑوسی نے شور شرابہ نہیں کیا کیا بات ہے۔ پتہ چلا کہ اسے پولیس پکڑ کے لے گئی اس زمانے میں حکومتوں کی یہ بھی ذمہ داری تھی صرف دن میں نہیں بلکہ رات کے وقت بُرا کام شور شرابہ ناحق شور وغُل نہ مچائے حکومتوں کا کام صرف یہ نہیں کہ لوگوں پر ٹیکس لگاؤ اور لوگوں کا مال ضبط کرتے رہو اور اپنے چند حواریوں پر بانٹتے رہو پاکستان کی ساری دولت چند آدمی کھا گئے اور معاف بھی کرا دیتے ہیں ایک تاریخ کو یہ بینک سے پچاس لاکھ روپے لے لیتے ہیں تو اگلے مہینے بینک والے کہتے ہیں کہ چلو یہ معاف ہے بینک میں کون بیٹھے ہیں اور لینے والے کون ہے اور دینے والے کون ہے سارے ایک جیسے ہیں ہماری پشتو میں کہتے ہیں

په خنزیرانو که خه او بد نه وی

سوروں میں اچھے اور برے نہیں ہوتے گورے رنگ کا اور کالے رنگ کا سُرخ رنگ کا اور نیلے رنگ کا سب ایک جیسے ہیں۔ خیر جب پتہ چلا کہ پولیس پکڑ کر لے گئی حضرت جب درس سے فارغ ہوئے تو سیدھے تھانے چلے گئے کوتوال کو پتہ چلا تو بھاگا بھاگا آیا اور کہا کہ حضرت آپ یہاں کیسے تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا آؤں گا نہیں میرے

پڑوسی کو پکڑ کے لے آئے ہو تو اس نے کہا حضرت یہ تو بڑا خراب آدمی ہے حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن ہے تو میرا پڑوسی اس کو تکلیف آئی ہے اب اس کو چھڑانا میرا فرض ہے کوتوال نے اسے فوراً چھوڑ دیا کہ حضرت تشریف لائے ہیں۔ وہ شخص جو نا کرد نیاں کرتا تھا تو وہ امام صاحب کو ستانے کیلئے سحری میں ایک آواز بھی لگاتا تھا کہ "اضاعونی وأی فتی اضاعوا" لوگوں نے میری قدر ہی نہیں کی بہترین جوان کو ضائع کر دیا امام صاحب روزانہ سنتے تھے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب اسے دیکھا کہ تھانے سے باہر آرہا ہے تو وہ شخص امام صاحب کی طرف جھکنے لگا معافی مانگنے کیلئے تو امام صاحب آگے بڑھے اور فرمایا "ماضیعناک یافتا" ہم نے آپ کو ضائع نہیں ہونے دیا جب موقع آیا تو ہم حاضر ہیں یہ وہ شاگرد ہے جو اب مجتہدین خمسین میں شامل ہیں اور اس کا نام ہے، امام محمد ابن شجاع الثلجی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس اور امام صاحب کی برکت کی وجہ سے رب العلمین نے اس اوباش کو زمانے کا مجتہد اور پیشوا بنایا۔ نیک لوگوں کی صحبت کبھی نا کبھی فائدہ ضرور دیتی ہے۔

## وقتی آزمائش سے ڈرنا نہیں چاہئے

"ومن یؤمن باللہ ویعمل صالحا یکفر عنہ سیاتہ" جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو ہم دور کریں گے اس کے گناہ، فخر الرازیؒ نے کہا ہے کہ گناہ اللہ کیسے دور کریگا؟ اس طرح کہ گناہ سے نفرت پیدا ہو جائے گی سابقہ زندگی یاد آتی ہے تو آنسو سے روتا ہے "ویدخلہ جنتٍ" اسی کو اللہ جنت لیجانے والا ہے "تجری من

تحتھا الانھر "جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں "خٰلدین فیھا" ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس میں رہے گا۔ دنیا کی خوشی تو چند گھڑیوں کی ہوتی ہیں جب کہ آخرت کی خوشی ہمیشہ کی ہوگی اللہ نصیب فرمائے۔

"والذین کفروا و کذبوا باٰیٰتنا" اور تکذیب کی ہماری آیتوں کی، ہمارا دین نہیں مانا، ہمارے علماء کا احترام نہیں کیا، دینی کتابوں اور دینی مدارس و دینی مساجد کو دہشت گردی کی جگہ سمجھا یہ سب تکذیب ہے "اولٰئک اصحٰب النار" یہ لوگ دوزخی ہیں۔ ذرا دوزخیوں کو بھی پہچان لیجئے یہ لوگ کیا پاکستان کو ترقی دیں گے جو اپنے مذہب تک کو نہیں جانتے ۔ملک میں امن وحفاظت سکون اور عدل کے جو گنجینے ہیں وہ مساجد اور مدارس ہیں اور یہ ان کو برے لگتے ہیں "اولٰئک اصحٰب النار" یہی ہیں دوزخی "خٰلدین فیھا" ہمیشہ ان دوزخوں میں رہیں گے "وبئس المصیر" اور بڑی ناکارہ بازگشت ہے۔ لیکن مسلمانوں کو علماء کو اور طالب العلموں کو ڈرنا نہیں چاہئے "ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ" جو تکلیف پہنچتی ہے وہ خدا کے حکم سے پہنچتی ہے خدا تعالیٰ کی اجازت کے بغیر تو کچھ نہیں ہوتا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب بہتر ۷۲ آدمیوں سمیت کربلا میں شہید ہو گئے اور امام زین الدین رحمۃ اللہ علیہ سے یزید نے شام میں پوچھا کہ ان تمام باتوں کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ "ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ" تمام مصیبتیں حق تعالیٰ شانہ کے حکم سے آتی ہیں۔ یہ اتنا بڑا عقیدہ ہے کہ آگے دیکھو قرآن کیا کہہ رہا ہے "ومن یؤمن باللہ" جو خدا پر مکمل ایمان رکھتا ہو "یھد قلبہ" اللہ اس کے دل کو روشن

کردیگا آپکے والد فوت ہوئے تو آپ نے کہا کہ خدا کے حکم سے فوت ہوئے ہیں کون ہے جو کسی کی روح لینے والا ہے اور کون اپنی روح کسی کو دے سکتا ہے ''ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ'' یہ خدا کے حکم سے ہے ہم جب تک اس دنیا میں رہیں گے اس کے احکام کے پابند ہیں،

دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد

اگر باشد بنی آدم نہ باشد

صوفیاء کرام کہتے ہیں کہ یہ وظائفِ حیات ہے، زندگی کے معمولات ہیں کہ کبھی سردی سے مر رہا ہے اور کبھی گرمی میں جل رہا ہے، کبھی خوشی کی وجہ سے ہنس رہا ہے تو کبھی میت اور سانحہ پر آنسو بہا رہا ہے ''ومن یؤمن باللہ یھد قلبہ'' جو خدا پر ایمان بحال کردے اللہ اس کے دل کو روشن کردیگا، اور دل قوی ہو جائے گا۔

## علم کا مرتبہ بہت بڑا ہے

کبھی بھی مصیبتیں مانگنا نہیں چاہئے کہ یا اللہ میرے اوپر مصیبتیں توڑ دے، حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے دعا مانگی ''اللھم انی اسئالک الصبر'' حضرت ﷺ نے سنا اور فرمایا کہ ''یا عبداللہ سئلت اللہ بلاء سل العافیۃ'' یہ آپ نے کیسی دعا کی ہے، جلدی خدا سے عافیت کی دعا مانگو صبر بھی کوئی مانگنے کی چیز ہے۔ صبر تو تب مانگو جب کمر ٹوٹ جائے، ٹانگ ٹوٹ جائے کہ یا اللہ مجھے صبر دے۔ صبر تب مانگو جب میت پڑی ہوئی ہو تو پھر کہا بھی جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو صبر دے غم آنے کے بعد صبر مانگنا چاہئے۔ جب غم

اور تکلیف کوئی نہیں تو پھر صبر کی دعا مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے غم اور مصیبت کی دعا مانگ رہے ہیں۔ بعض جاہل امام دعا مانگتے ہیں کہ "ربنا افرغ علینا صبرا " یعنی یا اللہ مجھے قوم سمیت ہلاک کر دے یہ امام ہے یا غمام ہے یہ کہتے ہیں کہ یہ امام ہے اور لوگ چاہتے ہیں کہ یہی لوگ مسجد میں رہیں، نہ وہ مسائل جانتے ہیں اگر مسائل بیان کرتے ہیں تو غلط بیان کرتے ہیں۔ مسئلہ سیکھنا لعل اور جواہر سے زیادہ قیمتی ہے۔ دیکھیں حضرت ﷺ جب بیمار ہوئے اور آپ کو اندازہ ہو گیا کہ اب مسجد میں آنا مشکل ہو گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"مروا ابابکر فلیصل بالناس "(بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۵، ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)

جاؤ ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کی امامت کرے، کیا آپ کو پتہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیوں کیا ان میں کیا کمال تھا

"کان ابو بکر ھو اعلمنا" (بخاری ج ا ص ۵۱۶)

صحابہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ ان کا علم بہت بڑا تھا جب حضرت ﷺ کا وصال ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم دیکھا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ حضرت ﷺ کی تدفین کہاں ہو گی جنت البقیع میں یا کعبہ میں تو آپ نے فرمایا کہ پیغمبر جس جگہ روح دیتے ہیں اسی جگہ تدفین ہوتی ہے پیغمبر کا جسد اقدس کو ہٹایا نہیں جا سکتا۔ پھر صحابہ کرام نے پوچھا کہ کپڑے اُتارے جائیں گے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ کپڑوں کے اوپر سے نہلایا جائے گا۔ پھر پوچھا گیا کہ کون غسل دیگا؟ فرمایا محارم علی اور عباس آگے آجائیں۔ ایک چچازاد بھائی

ہے اور ایک چچا ہے فرمایا آپ آگے آجائیں ہم امداد کریں گے۔ پھر صحابہ نے پوچھا کہ کون جنازہ پڑھائے گا؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیغمبر کی موجودگی میں کوئی امام نہیں بن سکتا حضرت کا جسد اقدس، اطہر خود امام ہے اور ہم صفوں کے شکل میں کھڑے ہونگے اور درود وثنا پڑھ کر فارغ ہونگے۔ پھر سوال ہوا کہ قبر کس طرح بنائی جائے گی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ، لحد، پیغمبر نے جو پسند فرمایا ہے وہ لحد ہے نہ کہ شق، صحابہ نے کہا دو امیر ہونگے ایک مہاجرین کا اور ایک انصار کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غلط مسلمانوں کا صرف ایک امیر ہوتا ہے دو نہیں ہوتے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تمھارے دو امیر ہو جائیں گے تو پھر تمھاری خیر و برکت اٹھ جائے گی "کان ابابکر اعلمنا "ابوبکر ہمارے سب سے بڑے عالم تھے۔ جب آیت نازل ہوئی آخری سورۃ "اٰخر سورۃ نزل فی القراٰن"" اذاجاء نصر اللہ والفتح" جب کہ خدا کی مدد آ پہنچی اور مکہ فتح ہو گیا" ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افوجاً "اور آپ دیکھتے ہیں کہ لوگوں کی جماعتوں کی جماعتیں اسلام میں داخل ہو رہی ہیں، قبیلے کے قبیلے دن رات مسلمان ہونے آرہے ہیں "فسبح بحمد ربک واستغفرہ" پس آپ اپنے رب کی تسبیح اور تحمید فرمائیں اور استغفار بھی فرمائیں "انہ کان توابا" بے شک وہ خوب توبہ قبول فرمانے والے ہیں تو تمام صحابہ کرام نے مدینہ منورہ میں جشن منایا اور خوش ہو گئے کہ ایسی آیت نازل ہوئی ہے جس میں تسبیح اور تحمید اور استغفار بھی ہے اور نصرت و فتح کا اعلان بھی ہے۔ لیکن آیت سُنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غمگین ہو گئے اور بہت روئے صحابہ حیران ہو گئے کہ مقام خوشی کا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں، جب حضرت ﷺ

کا وصال ہوا تو صحابہ سمجھ گئے کہ ''کان ابا بکر اعلمنا'' ابو بکر واقعی ہمارے بڑے عالم ہیں وہ سمجھ گئے تھے کہ اللہ فرماتے ہیں کہ دین مکمل ہو گیا اور اللہ فرماتے ہیں آپ تیاری کریں کہ جب دین مکمل ہو گیا اور اللہ فرماتے ہیں کہ آپ تیار رہئے تو پتہ چل گیا کہ منصب نبوت کے فرائض مکمل ہوئے اب سفر آخرت باقی ہے اور علماء لکھتے ہیں کہ اس سورۃ کے نزول کے چند ہفتوں بعد آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ اس سورۃ کے نزول کے بعد حضرت اکثر ''استغفر اللہ ربی اللھم اغفرلی'' خدایا میں استغفار کرتا ہوں معافی مانگتا ہوں خدایا مجھے معاف فرما ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ اس سورۃ کے نزول کے بعد کسی نے آپ ﷺ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا، کیونکہ وقت پورا ہو چکا تھا بس تیاری تھی۔

## تمام مسائل کا حل رجوع الی اللہ ہے

خدا تعالیٰ سے کبھی یہ نہ مانگیں کہ خدا تعالیٰ مصیبت اور غم سے دوچار کر دے یہ غلط بات ہے لیکن جب آ جائے تو گھبرائے نہیں کیونکہ ہر تکلیف اور مصیبت پر اجر ملتا ہے۔ اب یہ سوچنے کی بات ہے کہ مصیبت اور پریشانی پر اجر کیسے ملتا ہے؟ دراصل مصیبت اور تکلیف کے بعد مؤمن اللہ کے قریب ہو جاتا ہے اور فوراً اس کے تدارک کے لئے اپنے دینی راہنما سے مشورہ کرتا ہے کہ کونسی سورۃ پڑھی جائے یا کون سا وظیفہ کیا جائے۔ ہم انکو کہتے ہیں کہ راتوں کو اٹھا کرو۔ آپ ذرا اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ کتنی راتیں آپ نے اپنے رب کے حضور اپنے مسائل پیش کرنے میں گزاری ہیں۔ خدا کی قسم اگر لوگ راتوں کو

اٹھ کر بندگی بجالائیں اور اپنے مصائب اور پریشانیوں کا حل اللہ تعالیٰ سے طلب کریں تو اس دنیا میں کوئی شخص بھی مصیبت زدہ اور پریشان حال نہ رہیگا:

بن کے بندہ جو اسے دل سے صدا دیتا ہے

اس کا ہر کام خدا جلد بنا دیتا ہے

اسی شخص پر جب مصیبت کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں تو پھر دیکھیں کہ رات کو اٹھنے والا یہ وہ شخص ہے جو رمضان کے روزے بھی پورے نہیں رکھتا تھا، یہ وہی شخص ہے جو محلے کی مسجد میں نماز باجماعت نہیں پڑھتا تھا یہ وہی شخص ہے جس کے ذمے فرائض باقی ہیں آج پریشان ہے۔ میرے پاس ایک شخص آیا بڑے غم ودرد کی داستان سنائی میں نے کچھ دیر توقف کیا اس کے بعد میں نے اس سے کہا کہ سورج نکلنے سے پہلے قرآن مجید شروع کیا جائے اور سورج ڈوبتے وقت مکمل کیا جائے تو آپ کی مشکل حل ہو جائے گی، تو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں آج سے ہی شروع کرتا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ قرآن پڑھا بھی ہے؟ تو اس نے سورۃ فاتحہ جب سنائی تو پانچ چھ منٹ میں سنائی تو میں نے کہا کہ تم تو چھ مہینے میں بھی نہیں پڑھ سکتے ہو لیکن اس کا غم اور صدمہ ایسا تھا کہ اس نے کہا کہ میں اب شروع کرتا ہوں اور رات تک ختم کرونگا۔

لزت درد صحت از توبے دردان مه پرس

قدرِ صحت اوندارد ہر که او بیمار نیست

تکلیف اور غم کے بعد مؤمن کا پتہ چلتا ہے چونکہ مؤمن مصیبت اور تکلیف کی وجہ سے خداوند تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اس لئے "ما اصاب من مصیبة الا باذن اللہ" یہ

عقیدہ بڑا بلند عقیدہ ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، ومن یؤمن بساللہ ،اور جو کوئی ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر ''یھد قلبہ'' وہ اس کے دل کو ہدایت دے گا اور اس کے دل پر صبر کی پٹی رکھ لے گا۔ یہ سارا دل کا مرہم ہے اس لئے دل بن رہا ہے'' ومن یؤمن بساللہ یھد قلبہ واللہ بکل شیء علیم '' اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں'' واطیع اللہ واطیع الرسول '' اللہ تعالیٰ اور اس کی رسول کی اطاعت کرو، دل کی شفا اور دل کا مرہم اس سے بنے گا، فان تولیتم ،اگر تم نے منہ موڑ لیا ''فانما علیٰ رسولنا البلاغ المبین'' تو ہمارے پیغمبر کے ذمہ پہنچانا تھا اور کھلم کھلا ،واضح الفاظ میں رسول اللہ ﷺ نے پیغام پہنچایا ہے۔

## علماء کرام دین کا سرمایہ ہیں

علماء کی ضرورت ہر جگہ ہوتی ہے، بازار میں اگر خرید و فروخت ہو اور لوگ حرام کے معاملات کریں تو حرام پیسے لوگ گھر لائیں گے اور حرام کھائیں گے اور اپنے بچوں کو حرام کھلائیں گے تو معاشرہ ناکارہ ہو جائے گا۔ زراعت اور تجارت میں بھی علم کی ضرورت ہے بیع فاسد کب ہوگی، درست کب ہوگی اور زمینی پیداوار کے تمام مسائل اگر نہ سمجھے جائیں تو فصلیں بھی غلط اُگیں گی ان کی تقسیم بھی غلط طریقے پر ہوگی، اس میں زکوٰۃ اور عشر کے مسائل یہ سب علماء سے متعلق ہیں ایک عام آدمی ان کو نہیں سمجھ سکتا۔ صرف مال کمانا یہ فرعون اور ہامان کا کام ہے مال کمائے اور حلال طریقے سے کمائے یہ سلطنت سلیمانی جاہ حشمت سکندر ذوالقرنین ہے اس لئے کاروبار اور لین دین میں علماء کرام ِ راہنمائی حاصل کرنی

چاہئے اور زندگی کا وہ کون سا مسئلہ ہے پیدائش سے لیکر جنازہ تک جو آپ بغیر کسی عالم کی مشاورت سے حل کر سکتے ہیں۔ آج یہ لوگ علماءِ کرام کے خلاف باتیں کرتے ہیں ذرا ان سے یہ پوچھو کہ تمھارے والدین کا نکاح کس نے پڑھایا تھا ''ایک عالم نے'' تمھاری پیدائش پر تمھارے کان میں آذان کس نے دی تھی ''ایک عالم نے'' خود تمھارا نکاح کس نے پڑھایا تھا ''ایک عالم نے'' اور جب مرو گے تو جنازہ کون پڑھائے گا ''ایک عالم'' تو پھر کس منہ سے علماء کے خلاف باتیں کرتے ہو۔ ہمیں کہتے ہیں کہ اسلام میں سختی نہیں ہے اور کوئی اختلاف بھی نہیں اس لئے آپ لوگ اختلافات بیان نہ کریں، ذرا ان سے یہ پتہ کرو کہ اختلاف کرتا کون ہے۔ ہم اختلاف نہیں کرتے بلکہ جن دین فروشوں نے دین کے اوپر گرد وغبار کی چادر چڑھائی ہے اور اپنے مفاد کے لئے دین پر سودے بازی کی ہے، تو ہم ان ضمیر فروشوں کے دجل اور فریب سے لوگوں کو بچاتے ہیں اور ایک صاف ستھرا اسلام ان کے سامنے پیش کرتے ہیں

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لاالٰہ الا اللہ

## توکل الی اللہ سب سے بڑی دولت ہے

'' اللہ لاالٰہ الاھو '' سورت کا موضوع اور سورت کا خلاصہ اور تمام عناوین کو اس جگہ سورت میں جمع کیا گیا ہے '' اللہ لاالٰہ الاھو '' اللہ ہی کارساز ہے مشکل کشا حاجت روا اور تمام عبادتوں کا لائق ہے '' لاالٰہ الاھو '' کوئی نہیں مشکل کشا سوائے اس کے کوئی

نہیں حاجت روا بس وہی ہے کوئی نہیں بیڑا پار کرنے والا عزت اور نوکریاں دینے اور لینے والا ''الا ھو'' مگر وہی اللہ۔ آسمان اور زمین میں جو مخلوق اللہ کی تسبیح کرتی ہیں انکا بھی یہی عقیدہ ہے، جو پیغمبر قرآن لے کر کے آئے ہیں انکا یہی ایمان ہے۔ جن کو قرآن پہلے سنایا سمجھایا وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے اور چودہ سو سال سے مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے'' اللہ لا الٰـــہ الا ھو'' اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں جو مشکلوں کو ٹال دے پریشانیوں کو دور کر دے مرادوں کو پورا کر دے دعاؤں کو سن لے'' وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون'' پس اسی اللہ پر توکل کرنا چاہئے مسلمانوں کو۔ ایک مضمون خدا سے وابستہ ہے'' اللہ لا الٰـہ الا ھو'' کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا کوئی مشکل کشا کوئی کارساز نہیں کوئی عبادت کا لائق نہیں ہے سوائے اس کے معبود وہ ہے اور مستجاب بھی وہی ہے۔ دوسرا مضمون بندے سے متعلق ہے'' وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون'' اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے مسلمانوں کو۔ توکل وہ اسباب ہیں جو آپ سے ہو سکے اور آپ اسے پورا کریں، نماز پڑھنا، دعائیں مانگنا، ذکر کرنا، تسبیح کرنا یہ سب توکل ہے، توکل اس کو نہیں کہتے کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے اور منتظر مراد ہو کہ کچھ بھی نہ کرے اور بس سارا کا سارا ہو جائے گا۔ بلکہ سارا کچھ جو آپ کے ذمہ ہے اسے سامنے لاؤ اور پھر کہو کہ خدایا یہ مجھ سے ہو سکتا تھا اب اس میں برکت ڈالنے والا اس کو کام میں لانے والا اور اس میں تأثر پیدا کرنا خدایا یہ تیرا منصب ومقام ہے یہ میرے بس میں نہیں ہے اس کو توکل کہتے ہیں۔ لوگ توکل کو غلط سمجھتے ہیں، ایک تعطل ہے، تعطل کے معنی ہے'' ترک الاسباب والاعتماد'' وہ حرام اور ناجائز ہے کہ ایک آدمی شادی نہ کرے اور دعا کرے کہ خدایا مجھے ایک بیٹا دیں یہ خدا تعالیٰ کے ساتھ مذاق ہے اور ان کی الوہیت اور ربوبیت کے

آداب کے سراسر منافی ہے۔ ایک شخص ایک جگہ پر بیٹھا ہوا ہے اُٹھ نہیں رہا ہے اور کہتا ہے کہ خدایا مجھے وہاں تک پہنچا، جہاں تک تجھ سے ہوسکتا ہے آپ وہاں تک جائیں جو آپ سے ہوسکتا ہے پھر اس کے نتیجے کو اللہ کے حوالے کرو اس کو توکل کہتے ہیں اور سرے سے اسباب کو اختیار نہ کرنا اس کو تعطل کہتے ہیں جو کہ حرام اور ناجائز ہے" اللہ لا الٰہ الا ھو "اس کا حاصل یہ نکلا کہ جب آپ مؤمن ہیں اور موحد ہیں، شرک اور بدعت سے آپ کو خدا نے بچایا ہے تو" وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون "صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے مسجدوں میں کیا تعلیم دی جاتی ہے" وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون" مدرسوں میں کیا سبق پڑھایا جاتا ہے" اللہ لا الٰہ الا ھو" یہ مدرسوں کا سبق ہے حکومتیں کیوں ناراض ہیں کیونکہ وہ تو بری امام کو بھی مشکل کشا سمجھتے ہیں اور داتا کو بھی اور نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اور معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اور شیخ عبدالقادر پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کو بھی۔ ان کے نزدیک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسلمان سمجھنے والا سُنی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو کافر کہنے والا رافضی دونوں ایک جیسے مسلمان ہیں، حکومت میں تو اتنی غیرت اور حیا نہیں ہے اس لئے انکو مدرسے اور مسجدیں بڑی کھٹک رہی ہیں۔

ایک بات آپ کو بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ اس ملک پر دو سو سال انگریز مسلط رہا ہے، انگریز نے مغل حکومت تو ختم کردی، شہزادوں کو اپنے ماں اور باپ کے سامنے آنکھیں نکال کر انکو دکھایا چالیس ہزار علماء کو دہلی اور دہلی سے متعلقہ جگہوں میں ۱۸۵۷ھ کی جنگ آزادی کے جرم میں انگریز نے قتل کرایا۔ یہ سب کچھ ہوا ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ انگریز

نہ مسجدیں ختم کرسکا اور نہ مدرسے ختم کرسکا۔ انگریز برطانیہ جن کی حکومت میں سورج ڈوبتا نہیں تھا وہ نہ کرسکے تو یہ کل کے آئے ہوئے پرسوں جانے والے یہ کیا کرسکتے ہیں۔ مسجدوں اور مدرسوں پر روزانہ ایک نا ایک بیان داغتے ہیں۔ یاد رکھیں یہ مساجد اور مدارس ہمارے اور آپ کے نہیں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ہیں ہم تو صرف ان کی دیکھ بھال کے لئے مامور کئے گئے ہیں آج ہم ہیں کل ہمارے بعد کوئی اور ہوگا لیکن یہ اپنی جگہ پر قائم رہیں گے، ان کا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن کریم کی اس سورت میں یہی تعلیم دی جارہی ہے کہ جب آپ موحد مسلمان ہیں تو پھر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں اور صرف اللہ ہی سے ڈریں آسمان وزمین کا سارا نظام اس کے دست قدرت میں ہے۔

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین"

# دوسرا خطبہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيأت اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له واشهدان لا اله الاالله وحده لا شريك له واشهدان سيدنا ونبينا محمداعبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراًونذيراًوداعيا الىٰ الله باذنه وسراجاً منيرا صلى الله تعالىٰ عليه وآله واصحابه وبارک وسلم اما بعد !

فاعوذبالله من الشيطن الرجيم . بسم الله الرحمن الرحيم .

يٰٓايها الذين امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغد و اتقوا الله ان الله خبير بما تعملون ٥ ولا تكونوا كالذين نسوا الله فانسٰهم انفسهم اولٰٓئک هم الفٰسقون ٥لا يستوى اصحٰب النار و اصحٰب الجنة ط اصحٰب الجنة هم الفآئزون ٥(سورۂ حشر آیت ۱۸ تا ۲۰)

هو الحبيب الذى ترجىٰ شفاعته　　لكل حولٍ من الاحوال مقتحم

فمبلغ علم فيه انه بشر　　وانه خير خلق الله كلهم

مولايا صل وسلم دائماً ابدا　　على من تزينت به عصور

يا رب صل وسلم دائما ابدا　　علىٰ حبيبک خير خلق كلهم

سورۃ حشر کے آخری رکوع کی تین آیتیں میں نے تلاوت کی ہیں ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زندگی گزارنے کا طریقہ اور اس کا مقصد بیان فرمایا ہے اور ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی کمائی کی تاکید فرمائی ہے جس سے گزرنا یقینی ہے اور ان تمام اسباب اور عوامل کی راہنمائی فرمائی ہے جن کو اپنے ہمراہ لے کر جانا ضروری ہے۔ دوسری آیت میں ایسی تنبیہ فرمائی گئی ہے جس میں اس قسم کی کمائی نہ کرنے کی سزا ہے اور اس میں مقصد حیات سے ہٹنے کی مختلف وعیدوں کا تذکرہ ہے۔

## انسان اور حیوان کا فرق

عام طور پر انسان دنیا میں جو انسانی زندگی گزار رہا ہے وہ صرف اس کوشش میں رہتا ہے کہ اسے کچھ فائدے کی چیزیں ملیں اور نقصان کی چیزوں سے وہ محفوظ رہ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان اور حیوان میں یہ ایک واضح فرق پیدا فرمایا ہے کہ انسان کو اپنے بھلے اور برے کا خیال رہتا ہے۔ یہی انسان جب ماؤف العقل ہو جاتا ہے۔ تو اس کی یہ تمیز ختم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد یہ اسلامی معاشرے کے لئے ایک تکلیف دہ فرد بن جاتا ہے۔ اسی طرح ایک وہ انسان ہے جو اعضاء، شکل و نسل کے اعتبار سے تو انسان ہے، لیکن مقاصدِ حیات کے اعتبار سے وہ حیوانات کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر ان کا ذکر فرماتے ہیں۔ کبھی فرماتے ہیں۔

"فمثلہ کمثل الکلب" (سورۃ اعراف آیت ۱۷۶) یہ لوگ ایسے ہو گئے جیسے کتے ہوتے ہیں۔ اور کبھی ان کی تشبیہ گدھوں کے ساتھ دیتے ہیں

" مثل الذين حملوا التورٰۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحملُ اسفاراً "

(سورۂ جمعہ آیت ۵)

کبھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" یا کلون کما تاکل الانعام " ایسے کھاتے پیتے ہیں جیسے جانور کھاتے پیتے ہیں" والنار مثوًی لھم " (سورۂ محمد آیت ۱۲) دوزخ ہی ان کیلئے ٹھیک رہے گی۔ اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا" یآیھا الذین امنو ا اتقوا اللہ " (سورۂ ال عمران آیت ۱۰۲) اے ایمان والوں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، خدا کا خوف اپنے اندر پیدا کرو آپ ذرا غور فرمائیں کہ نظام میں درستگی تب ہوگی جب نظام میں خوف کا عنصر شامل ہوگا۔ جس جگہ خوف اور ہیبت کی کیفیت اٹھ گئی وہاں نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ چھوٹے بچے ماں سے ڈرتے ہیں بیٹے اپنے باپ سے ڈرتے ہیں تو گھر کا نظام درست رہتا ہے، یہ ڈرنا ایسا نہیں ہے جیسے شیر اور چیتے سے یا سانپ سے لوگ ڈرتے ہیں۔ بلکہ یہ ڈر ایسا ہے جس میں خاص شوق اور محبت موجود ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے

اشتاقه و خافه و الخوف من اشواقه

مجھے ان سے محبت بھی ہے اور ان سے کچھ ڈر سا بھی لگتا ہے۔

اور یہ ڈر لگنا یہ ان کی محبت کا کمال ہے" اشتاقه و خافه و الخوف من اشواقه" قرآن وسنت کی روشنی میں اور عقل کے معاشرے کے سامنے خاوند سے بیوی ڈرا کرتی ہے۔ محبت کی زندگی ہے خوشگوار ازدواجی تعلق قائم ہے لیکن ایک فریق کو دوسرے فریق پر بھاری بھر بنایا ہے قرآن کریم نے بھی اس کے اسباب ذکر کیئے ہیں" بما انفقوا " ایک تو مرد کا یہ منصب ہے کہ اسے خرچ کرنا ہوتا ہے۔ کمائے گا بھی اور خرچ بھی کرے گا۔ بیوی

کمائے گی بھی نہیں اور خرچ کرنے میں بھی خاوند کی پابند ہوگی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک خاتون نے جناب نبی کریم ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ میرا خاون ہر چیز اپنے پاس رکھتا ہے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا کیا اس بات کی اجازت ہے کہ میں ان کی عدم موجودگی میں کچھ لوں اپنے لئے اور اپنے بال بچوں کیلئے۔ تو حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی حرج نہیں ہے کہ آپ معروف طریقے سے معقول طریقے سے جو ایک خاتون اپنے بال بچوں کے لئے مناسب سمجھتی ہو وہ خاوند سے لے لیں چھپالیں۔

"عن عائشة قالت هند ام معاوية لرسول الله ﷺ ان ابا سفيان رجل شحيح فهل عليّ جناح ان اخذ من ماله سراً قال خذى انت و بنيك ما يكفيك بالمعروف" (بخاری ج ۱ ص ۲۹۴)

جب وقت پر نہیں دینگے تو یہی ہوگا۔ حضرت ﷺ نے اجازت دیدی چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر خاتون کا نفقہ خاوند نہیں دیتا تو عدالت اسلامیہ جبراً لے گی۔

نکاح کے شرائط میں یہ بات داخل ہے کہ نان نفقہ کی استطاعت ہو تو نکاح کرے۔ اگر اسلام میں اس بات کی گنجائش ہوتی کہ خواتین خود کمائیں، دفتر اور کارخانوں میں جائیں تو سرے سے یہ ضابطہ اسلام کا معاذ اللہ ٹوٹ جاتا کہ وہ خود کمائیں رات خاوند کیساتھ رہی اور سویرے دفتر چلی جائے اور شام کو پھر آجائے۔ مگر نہیں اسلام نے یہ کہا ہے "بما انفقوا" خرچ کرنا تو خاوند کی ذمہ داری ہے یہ کمائے گا اور دے گا۔ اشیاء دو قسم کے ہیں ایک وہ جو مردانہ ہیں وہ تو مرد کی شان کے لائق ہیں اور دوسری وہ جو زنانہ ہیں وہ زنانے کے حوالے ہونا چاہیے۔ بلکہ مرد کو چاہیے کہ وہ خاتون کی ایسی پرورش کرے کہ وہ اس کی امین اور محافظہ

ہو۔ قرآن کریم میں مسلمان عورتوں کا نام ہے "**والحفظت**" خاوند موجود نہ ہو تو یہ دیکھ بال کرے گی، اس کے منصب اور عزت کا پوری خیال کرے گی۔

## اسلام کی راہنمائی ہر مسئلہ میں موجود ہے

اسلام نے ہر چیز کے بارے میں ایک نظام دیا ہے جب تک وہ سامنے ہو انسان صحیح رہتا ہے۔ معاملہ چاہے کوئی بھی ہو اسلام نے ہر جگہ راہنمائی کی ہے حدیث میں ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے جب کھانا لایا جاتا۔ تو آپ ﷺ کھانا اس وقت شروع فرماتے جب آپ ﷺ کو بتایا جاتا کہ یہ کہاں سے آیا ہے کیا چیز ہے۔ کیونکہ جاہلیت کا دور گزرا تھا اور اسلام کی تکمیل ہو رہی تھی اندیشہ تھا کہ کہیں بتوں کے نام کی نذر غیر اللہ کے نام کی نیاز نہ آئے۔ جزیرے میں بڑا اونٹ اس وقت کٹتا تھا جب غیر اللہ کے نام کی نیاز ہوا کرتی تھی۔ امام بخاریؒ نے بخاری جلد ثانی کتاب الاطعمہ میں اس پر باب قائم کیا ہے کہ یہ باب ہے کہ آنحضرت ﷺ اس وقت تک کھانا شروع نہ فرماتے جب تک یہ بتایا نہ جاتا کہ حضرت ﷺ یہ فلاں صحابی کے گھر سے آیا ہے اور یہ چیز ہے (بخاری ج ۲ ص ۸۱۲)۔ آج بھی ہم جس معاشرے میں ہیں اس معاشرے میں ایک فرقہ ایسا بھی آباد ہے جو خدا کے نام کے بجائے غیر اللہ کے نام کے کھاتے پیتے ہیں۔ آج گیارہویں کی دیگیں پک رہی ہیں سب تیجہ ہے، برسی ہے، چہلم ہے اور یہ کونڈے ہیں یہ فلاں بابے کے نام کی ہے۔ فلاں درگاہ کی نیاز ہے ہمارا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ کھانا شروع کرنے سے پہلے اس کا پتہ کریں کہ یہ کھانا ہے کیا۔

بتمنائے گوشت مرد ن بہ     زہ تقضائے زشت قصابا

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گوشت کے ارمان میں مرنا بہتر ہے۔ کہ ادھار گوشت کھائے پھر قصاب آئے گلی میں گالیاں دے۔

دینی اعتبار سے احتیاط فرض ہے کہ ایسی چیز استعمال نہ کی جائے جو شرعاً غلط ہو توحید و سنت اس کا نام نہیں ہے کہ چند محدود مسائل کا مسلمان خود کو پابند کر لے بلکہ پوری زندگی توحید و سنت کی ہونا ضروری ہے اور اس میں حرام، منکر اور مکروہ سے سخت پرہیز کیا جائے۔ مطلب میرا یہ ہے کہ احتیاط کی جہاں ضرورت ہو وہاں احتیاط ہوتی ہے بلکہ فتاویٰ عالمگیری ضلت القاری میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ "الاحتیاط فی الامور واجب" معاملات میں احتیاط ضروری ہے اب جب ایک آدمی چل رہا ہو تو اسے دیکھنا چاہیے کہ ہموار زمین کہاں ہے۔ اور اونچائی اور اترائی کہاں ہے تاکہ اسے ٹھوکر نہ لگے۔ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو یہ بھی واجبات میں سے ہے کہ جس آدمی کے ساتھ آپ برتاؤ اور معاملہ کرتے ہیں اس کی کچھ نیک خصلتیں یا بعض عادتیں آپ معلوم کرلیں تو یہ بہتر ہوگا تاکہ آپ کو بعد میں پچھتاوا نہ اٹھانا پڑے۔ یہ احتیاط کی ضرورت ہے کئی رشتے آئیں تو رشتے میں بھی طرفین کے مزاج، ان کے خلق اور ان کی حیثیات کا متوازن ہونا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو ازدواجی زندگی کا ترازو ایک طرف جھک سکتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ آپ غیر معمولی چیزوں میں پڑ جائیں اور فضول قسم کی خلاف سنت شرائط لگانا شروع کر دیں جس کی وجہ سے ہر دونوں فریق جو نقصاب اٹھانا پڑے اور نتیجہ کچھ بھی نہ ہو۔

## نکاح میں خلاف سنت شرائط لگانا بے دینی ہے

حدیث میں ہے کہ آپ کو کسی ایسے شخص نے رشتے کا پیغام بھیجا جن کے دین اور خلق پر آپ کو اعتراض نہیں ہے، اس کا دین پسندیدہ ہے، اس کا اخلاق درست ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ رشتہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رشتہ دے دو اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا۔ تو حدیث کے الفاظ میں ہے کہ بہت بڑا فساد اور فتنہ برپا ہوگا۔ آج مسلمان گھرانوں میں رشتے مشکل ہو گئے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ناجائز شرائط لگائی گئی ہیں اور غیر ضروری مطالبات رکھے گئے ہیں۔ مومن کے یہاں اولین منصب اس کے دین کا منصب ہے اگر دین نہیں ہے تو قرآن کریم میں ہے کسی مشرک اور بے دین کیساتھ مسلمان کا نکاح ہی نہیں ہوسکتا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس بدعقیدہ اور بے عقیدہ دونوں کے ساتھ اسلامی روایات کے مطابق نکاح کا انعقاد منع ہے۔ جو نکاح ہوا ہے وہ منعقد ہی نہیں ہوا ہے۔ احتیاط کے جہاں مواقع اور مواطن ہیں وہاں ہونا ضروری ہے۔ لیکن بے جا اور بے موقع احتیاط اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ ایک شخص ایک مسلمان عفیف اور پاکدامن عورت پر بلاوجہ شک وشبہ کرے۔ کوئی وجہ نہیں یہ جائز نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے حضرت ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ حضرت ﷺ میرا بچہ ہوا ہے بالکل کالا کلوٹا ہے۔ خود گورے چٹے خوبصورت تھے اور بچہ بالکل دوسرے رنگ کا پیدا ہوا۔ حضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضرت ﷺ سے ذکر کیا۔ کیونکہ حضرت ﷺ صاحب وحی ہیں اور حق تعالیٰ شانہ مغیبات کے علوم ان کو بالوحی ارسال فرماتے تھے۔ تو حضرت ﷺ نے ان سے

دریافت کیا کہ آپ کے پاس اونٹ ہیں انہوں نے کہا کہ جی پھر حضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اونٹ کس قسم کے ہیں انہوں نے کہا حضرت سب بھورے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی کالا اونٹ بھی ہے تو صحابی نے جواب دیا کہ ایک ان میں کالا ہے تو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ بھوروں میں کالا کیسا پایا تو صحابی نے کہا کہ حضرت نسل میں کوئی ایسا اونٹ گزر جاتا ہے اس کی رگ آجاتی ہے۔ تو حضرت ﷺ نے فرمایا ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ کی نسل ونسب سے ایک رنگ ڈھنگ اس میں آیا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ بے موقع اور بے وجہ اشتباہ پیدا کرنا اور اسے احتیاط کا نام دینا شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر یہ نہ ہو تو اس سے شک شبہ کی بیماری وسواس کی بیماری ہوتی ہے۔ امام غزالیؒ نے احیاء میں لکھا ہے جس کی عبادت اللہ نے ختم کرنی ہو اور ناپسند کرنی ہو اس کو اس قسم کی وساوس میں شک اور ریب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

## اسلام میں عورت کا مقام اور منصب

یہ بات میں نے یہاں سے کہی۔ کہ بعض اوقات غیر ضروری احتیاط ہوتی ہے۔ اسے بخل کنجوسی اور بے جا تردد اور وساوس پیدا ہو جاتے ہیں جو نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص اخلاق کیساتھ اپنی بیوی کو اور اس کے گھر کی نوکرانی کو اور وہ باہر فقیر یا فقیرنی کو خیرات پیش کرے۔ آج تقریباً ہماری قوم کے یہاں گھریلو خریداری خواتین کرتی ہیں۔ یہ گاڑی میں بیٹھا رہتا ہے اور وہ دوکاندار کے ساتھ سودا سلف کے معاملات طے کرتی ہے۔ قوم کی ایمان اور غیرت کی حدیں ٹوٹ گئی ہیں بزدلی اور

کم نصیبی کی بھی حد ہوگئی۔ اجکل یہ بات فیشن میں شامل ہوگئی ہے اور کہتے ہیں کہ یہی لوگ پکاتے ہیں یہی لوگ خود لے کر کے آئیں "ولا حول ولا قوۃ الا باللہ" اسے اجازت کہاں ہے وہ تو گھر کے اندر باہر کے آدمی کو مشکل سے ہاں اور نہ کہہ سکتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی سے بات کرنی ہو "فسئلو ھن من ورآء حجاب" (سورۂ احزاب آیت ۵۳) پس پردہ بات ہوگی۔ وہ اندر ہونگی آپ باہر۔ جب کہ ازواج مطہرات کے بارے میں مسلمانوں کے دل کے کسی زاویے میں بھی کوئی خیال پیدا نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ازواج مطہرات امہات المومنین پیغمبر کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔ جیسی ماں ہے اس سے زیادہ محترمہ مکرمہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔ مگر تطہیر عفت اس بات کو مانع نہیں ہے کہ پردہ نہ ہو۔ اس لئے ماں اور بہن بھی اپنے بیٹے اور بھائیوں سے جسم کے حصے بچا کے رکھے گی۔ یہ اجازت نہیں ہے کوئی ماں بیٹوں کے سامنے یا بہن بھائیوں کے سامنے بے حجاب ہوجائے۔ خاتون کے محارم صرف چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ جسم کے ایسے حصے بھی ہیں جن سے بدستور پردہ فرض ہے۔

تو حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس آدمی کو کمانے کا خاتون کو رکھنے کا اور گھر کی نوکرانی یا نوکر کو باہر کے فقراء کو دینے کا برابر اجر مل رہا ہے۔ اب عجیب بات ہے کہ ایک آدمی نے اتنی مشکلوں سے کمایا ہے ایک خاتون نے گھر پہ رکھا ہے اور اسی میں سے لے کر گھر کے کسی فرد کو کہا وہ باہر فقیر یا فقیرنی ہے اسے دے دینا۔ اور حضرت ﷺ فرماتے ہیں ثواب برابر ملے گا۔ حدیث کے الفاظ میں ہے کہ ایک کے اجر میں بھی کمی نہ ہوگی۔ بیوی کے بھیجنے سے خاوند یہ نہ سمجھے کہ ثواب میرا کم ہوگیا، کیونکہ بیوی نے دے دیا، نہیں یہ وہ چیزیں ہیں جو گھر کی طرف

سے تقسیم ہوتی ہیں۔ اور گھر میں گھر والی ہمیشہ رہے گی گھر والا دیر تک نہیں رہتا اس کے تو
اوقات ہوتے ہیں۔ محدثین لکھتے ہیں کہ اصلا کمانا یا خرچ کرنا کمال نہیں ہے۔ دل کی بات کا
سننا کمال ہے۔ عام طور پر خواتین طبعاً کمزور ہیں۔ اس لئے قدرے کنجوس ہوتی ہیں اور پھر
گھر کے نوکر یا نوکرانی وہ تو اس خیال میں ہوتے ہیں کہ ہمیں دے اور انہوں نے کہا کہ
نہیں باہر دے جو دروازے پر مانگنے آیا ہے۔ تو مرد کی سخاوت دل کا امتحان، خاتون کے
سخائے دل کا امتحان، نوکر یا نوکرانی کے سخائے دل کا امتحان ہے تب جا کے ارشاد فرمایا کہ
برابر اجر ملے گا۔ (ترمذی ج اص ۸۵ ابواب الزکوٰۃ)

## اخلاص قلب بہت بڑی نعمت ہے

اخلاص قلب کتنی بڑی دولت ہے ایک آدمی نے آپ کو دس ہزار روپے دئے کہ
یہ فقیر مسکین کو دینا۔ آپ کے دل میں یہ آیا کہ کاش میرے پاس بھی ہوتے تو دس ہزار روپے
اور ملا لیتا تو آپ کو نقد بیس ہزار کا اجر مل گیا۔ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ انتقال کے بعد
خواب میں دیکھے گئے تو دریافت کیا گیا کہ حضرت کیا معاملہ طے ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا کافی اونچے درجات عطا ہوئے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا کہ
آپ سے بھی کوئی اونچا ہے تو حضرت نے کہا کہ میرے پڑوس میں ایک دھوبی تھا اس کا
درجہ اونچا ہو گیا ہے۔ پوچھا کہ یہ کیسے ہوا کہ ایک دھوبی آپ سے درجے میں اونچا حضرت
نے فرمایا اس شخص کے دل میں عمر بھر یہ ارمان رہا کہ کاش احمد ابن حنبل جو حدیث کے امام
ہیں اور خادم ہیں، اس کے جسم کا کوئی کپڑا ہاتھ آئے اور میں بڑے شوق سے اور بہت

عالیشان طریقے سے اسے دھولوں کیونکہ حضرت حدیث رسول کے خادم ہیں۔ اس کے اس ارادے میں کوئی انقطاع نہیں ہوا، جب سے ارادہ کیا تھا آخر تک ارادہ رہا۔ ذرا غور فرمایا جائے کہ دین کے ایک خادم کی خدمت کے اس ارادے نے اس دھوبی کو کہاں تک بلند کر دیا۔ اور جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں انہی کو ان نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگیں، دنیا تو ختم ہو رہی ہے، یہ کارخانے بھی نہیں ہونگے، یہ فیکٹریاں بھی بند ہونگی "یوم تبدل الارض غیر الارض" (سورۂ ابراہیم آیت ۴۸) یہ زمین بھی نہیں ہوگی "والسمٰوٰت مطویٰت،، (سورۂ زمر آیت ۶۷) آسمان بھی لپیٹ لیا جائے گا۔ تو نظام سارا ختم ہونے والا ہے "یآیھا الذین امنوا ،، اے ایمان والو!" اتقوا اللہ" اللہ سے ڈرو۔ خدا کا خوف پیدا کرو۔ آپ خود سوچیں کہ جب آپ کسی عدالت میں جاتے ہیں تو اس کے اداب معلوم کرتے ہیں، پیشی کی تاریخ معلوم کرتے ہیں، کیس کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں، اس کے لئے قاضی، فریق اور وکیل کا انتظام کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی ایک ہیبت ہے ایک رعب ہے، کیونکہ وہ عدالت دنیا کے اعتبار سے کچھ سزا بھی دے سکتی ہے۔ جبکہ اس عدالت میں بیٹھا ہوا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا ایک فرد ہے جو کہ خود عوارض کا شکار رہتا ہے۔ آج جج مر گیا، بیمار ہو گیا یا ڈس مس کر دیا گیا یا آج قتل ہو گیا۔ مگر ایک وقتی اعزاز جو اللہ نے اس کو دیا ہے اس کا پاس خاطر رکھا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جو خالق اور مالک ہیں اور کن فیکون ذات ہے۔ اس کی ہیبت الوہیت اور جلالت شان تو بہت زیادہ ہے "یٰاَیھا الذین امنوا اتقوا اللہ " اے ایمان والوں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، رأس الاولیاء وسلطان الولایات والکرامات کا ایک واقعہ" شرح

عین العلم و زین الحلم "میں نقل کیا ہے کہ حضرت سے پوچھا گیا۔

"ما الاسم الاعظم "اسم اعظم کسے کہتے ہیں۔(مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ نام ہیں۔ جو ایک خاص ترتیب اور تعداد سے پڑھتے جاتے ہیں۔اس کے بعد ماورالاسباب طاقت ملتی ہے۔اور تقریباہر شریعت میں اس کا تصور رہا ہے۔)اسم اعظم کیا ہے؟تو حضرت نے فرمایا "ان تقول اللہ و لیس فی قلبک الا اللہ "جب آپ اللہ کہیں۔تو دل میں اللہ کے سوا کوئی نہ ہو، یہ تو نہیں ہوگا۔

ہر زبان تسبیح بردل گاہ خر

این چنی تسبیح کجا باشد اثر

الاسم الاعظم بعض کہتے کہ اسم اعظم آیۃ الکرسی ہے۔ حضرت اسماءؓ سے ایک روایت ہے کہ سورہ ال عمران کے اوائل میں ہے۔بعضوں نے اللہ تعالیٰ کے وہ اسماء حسنی جو حدیث میں بالترتیب آئے ہیں ان میں کچھ اسماء مبارکہ بتائے ہیں۔ الامام الاعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مہتم بالشان چیز کو حکمتاً مستور رکھا جاتا ہے تاکہ تلاش جاری رہے اسی لئے ان کو مستور رکھا گیا ہے اور ثواب لوگ حاصل کرتے رہے "جیسے لیلۃ القدر" ہے۔الاسم الاعظم اللہ تعالیٰ کے مقدس اسامی ہیں۔

## عوام کی ایک غلط عادت اور اس کی اصلاح

"یٰٓا یھا الذین امنو ا اتقو اللہ " اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو۔خدا کا خوف پیدا کرو خدا کے خوف کی وجہ سے عبادت وقت پر ہوگی، عبادت خشوع سے ہوگی، عبادت

مقصد کے مطابق ہوگی۔ کبھی آپ نے غور کیا ہے کہ جب انسان دکھا ہوا ہوتا ہے تو یہ نماز اور طرح پڑھتا ہے، تلاوت اور شان سے کرتا ہے۔ بڑی لذت کے ساتھ تلاوت کرتا ہے" ان الانسان لیطغی ٥ ان راٰہ استغنی ٥ (سورۂ علق آیت ٦، ٧) تھوڑا سے اس کے پیر جم گئے۔ بلاٹل گئی اور مسائل حل ہو گئے پھر کبھی دیکھیں کہ یہ شخص مسجد میں آتا ہے یا نہیں۔ عوام کا یہی حال ہوتا ہے اور جب بہت جوش میں آتے ہیں تو خوب سجدے کرتے ہیں نہ موقع دیکھتے ہیں نہ محل۔ یہ ایک بہت غلط رواج ہو گیا ہے لوگوں میں کہ خوشی کے موقع پر سجدہ کرتے ہیں شکر میں سجدہ کرتے ہیں۔ یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ نماز پڑھکر پھر سجدہ کرنا چاہئے۔ اس لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سجدۃ الشکر مکروہ ہے اور صرف سجدہ شکر کے طور پر کرنا یہ بھی ناپسندیدہ ہے۔ کیونکہ حضرت فرماتے ہیں جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو جناب نبی کریم ﷺ نے اس خوشی میں آٹھ رکعت نماز پڑھی تھی صرف سجدۃ شکر نہیں کیا تھا۔ جیسے ہمارے کھلاڑی کہیں جیت جاتے ہیں تو سارے کے سارے لڑک جاتے ہیں، نہ وضو، نہ استنجا، نہ کسی کپڑے کا پاک ہونا، نہ قبلہ اور کعبہ۔ یہ تو سجدہ نہیں ہے سجدے کا مذاق اڑانا ہے جس سے ایمان جانے کا خدشہ ہے۔ کیونکہ فقہاء لکھتے ہیں بغیر وضو کے عملاً سجدہ کرنا موجب کفر ہے۔

## استقامت بہت بڑی نعمت ہے

فقہاء اور صوفیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ استقامت علی الطاعات خدا کی خوشنودی کا سب سے عظیم ذریعہ ہے۔ استقامت علی الطاعات اگر کسی انسان کو حاصل ہو جائے تو یہ اس

کے لئے بہت بڑی نعمت اور خداوند کریم کی طرف سے اس کے اعمال کی قبولیت کی نشانیوں میں سے ہے۔ بخاری شریف میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت موجود ہے وہ فرماتی ہیں

”قالت سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال ادومہ وان قل“ (بخاری ج۲ص۹۵۷)

آنحضرت ﷺ پسندیدہ اعمال کو ہمیشہ کرتے تھے۔” وان قل “قلیل کیوں نہ ہو۔ یہی فرائض جو سنتے کیساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ اگر اس کی عمر بھر پابندی ہو اور فوتگی اور ناغے نہ ہو۔ تو انشاء اللہ خدا کے یہاں سرخروئی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر ایک دن یا دو دن یا ایک ہفتے کیلئے کوئی ساری رات جاگے اس کے بعد ایسا سو جائے کہ فرض بھی نہ پڑھے تو اس عبادت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس شخص کا پتہ چلا تھا جو رات بھر تہجد پڑھ کر فجر میں غیر حاضر ہوتا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش وہ مجھے مل جاتا میں اس کا سر، گردن سے اتار دیتا۔ جناب نبی کریم ﷺ جو دین لیکر آئے ہیں اس میں استقامت علی الطاعات ہے۔ عبادت اور اطاعت یہ اختیاری چیزیں نہیں ہیں۔ یہ لازم ہیں دوسرے تمام نظام پر ان کا تسلط اور غلبہ ہے۔ اس لئے دن میں پانچ مرتبہ بندہ اپنے رب کی طرف بلایا جاتا ہے۔

## فجر کی نماز کی اہمیت وافادیت

فجر کیلئے بستر چھوڑو نیند ختم کرو۔ نیند آرہی ہے اور سونا نہیں ہے۔ فجر کا وقت ہے

اور خدا تعالیٰ کے حکم سے خدا کا داعی بلند آواز سے اعلان کر رہا ہے ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' نماز نیند سے بہت بہتر ہے نیند سے آپ کو کیا ملیگا ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' حدیث میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ رات بھر عبادت کر کے تہجد سے فارغ ہونے کے بعد صبح صادق تک آرام فرماتے تھے تو جب فجر کا وقت داخل ہو جاتا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ گھر پر آ کے اٹھاتے تو گلی میں ان الفاظ کے ساتھ آواز لگاتے تھے ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' حضرت ﷺ جب بیدار ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ

''ما احسن ھذا یا بلال اجعلہ فی اذانک''

(کنز العمال ج ۸ ص ۳۵۶ حدیث نمبر ۲۳۲۴۸) (مزید تفصیلات کیلئے دیکھئے، ابن ماجہ صفحہ ۵۱، مصنف عبد الرزاق ج اص ۴۷۲ اور اوجز المسالک ج ۲ ص ۲۲)

اے بلال بہترین کلمات ہیں، ان کو فجر کی اذان کے ساتھ ہی پڑھا کرو تا کہ پوری امت اس سے فائدہ اٹھائے ''الصلوٰۃ خیرم من النوم'' اذان کا حصہ ہے اذان کے ساتھ یہ پڑھا جاتا ہے کہ نماز نیند سے بہت بہتر ہے۔ نیند کمال نہیں ہے۔ نیند تو موت کی بہن ہے ''النوم اخ الموت'' امام الآئمہ، فقیہ الفقہاء حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے استاذ اور استاذ الاستاذ ابراہیم النخعیؒ کے بارے میں سیر الاعلام میں ذہبی نے نقل کیا ہے ترجمہ ابراہیم نخعی میں کہ وہ دعا فرماتے تھے ''اللھم اقلل النوم و اکثر عبادۃ'' خدایا میری نیند کم کر دے اور عبادت بڑھا دے۔ آج ہماری قوم کی نصف سے زائد زندگی اس غفلت میں صرف ہو رہی ہے کہ ان سے فجر کی نماز کا اہتمام نہیں ہوتا، کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ اس کا بھی کوئی تو حساب ہونا چاہیے تھا کہ فجر کی نماز میں ہمارے دوستوں کو محلے کی مسجد

میں آنے میں کیا رکاوٹ ہوتی ہے "الصلوٰۃ خیر من النوم" نماز بہت بہتر ہے۔ چنانچہ فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے (ادلۃ الفقہ) میں ہے کہ اذان سننے کے بعد جب تک نماز نہ پڑھی جائے لیٹنا مکروہ ہے منع ہے۔ کیونکہ یہ تجربہ ہے جب بھی اذان کے بعد لیٹ گیا تو جماعت متاثر ہوتی ہے یا تو آنکھ لگ جاتی ہے یا پھر سستی ہو جاتی ہے اور اس وقت آنکھ کھلتی ہے جب جماعت ہو چکی ہوتی ہے۔ جب بھی کسی نماز کیلئے اذان آپ نے سن لی تو فوراً نماز کی تیاری شروع کر دیں۔ ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے کہ لیٹنے کا دل چاہتا تھا لیکن لیٹنا منع ہے۔ تو چلنا شروع ہو جاتے تھے کہ نیند ختم ہو جائے۔ اس میں کسی کی کوئی مرضی نہیں ہے جیسے کہ آج کل ہمارے دوستوں کے یہاں رائج ہو گئی ہے کہ کوئی بات نہیں پھر پڑھ لیں گے۔ پھر جب پڑھیں گے تو وہ آپ کی اپنی مرضی سے ہو گی اور جب وقت پر پڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق پڑھیں گے۔

## پانچ نمازوں کے نظام کی حکمت

اللہ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے اوقات مقرر فرمائے گئے۔ چونکہ پانچوں نمازیں دن کے حساب سے رکھی گئی ہیں۔ فجر سے امتحان شروع ہو گیا۔ کہ بھئی نیند چھوڑو۔ گرم نرم بستر رہنے دو۔ اُٹھ کے آؤ

"ان القرآن الفجر کان مشھودا" (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۸)

فجر کی نماز کی حاضری بڑی ضروری ہے۔ سبحان اللہ۔ حکم بھی یہ آیا ہے کہ فجر کی قرات اور نمازوں کی قرأت سے طویل ہو "اتفقت الآئمة علی اطالة الاولیٰ من

الثانیۃ فی الفجر"

فقہاء لکھتے ہیں اور پھر جب دن گرم ہوا، کام زوروں پر ہوا تو حکم آیا کہ اب پھر نماز پڑھ ظہر کا وقت داخل ہو گیا پھر کام ختم ہونے کو آیا ہر شخص کا جی چاہتا ہے کہ پہلے کام سے فارغ ہو جاؤں، کام کو گولی مارو کام کیا ہوتا ہے۔ عصر کی نماز پڑھو، اس لئے عصر کو دیر سے پڑھنے والے کے لئے ترمذی شریف میں ہے۔ بعض لوگ بیٹھے رہتے ہیں جب سورج ڈوبنے لگتا ہے تو اٹھ کر چند ٹونگے مارتے ہیں جیسے مرغی ٹونگے مارتی ہے اور فرمایا۔ "تلک الصلوۃ المنافق" یہ منافقانہ نماز ہے، منافق شریعت کی ٹائم ٹیبل کا پابند نہیں تھا۔ مومن شرعی نظام اور نقشے کا پابند ہوتا ہے۔

ایک بادشاہ کے ساتھ کوئی نوکر تھا۔ نماز کا وقت ہو گیا قریب مسجد میں جماعت کھڑی ہونے لگی تو نوکر نے بادشاہ کو کہا جماعت کھڑی ہو رہی ہے اگر اجازت ہو تو شریک ہوتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ نہیں گھر پہنچنا ہے تو نوکر نیچے اترا اور بادشاہ کو گھوڑے کا لگام دیا اور کہا آپ خود جائیں تو بادشاہ نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے کس سے بات کر رہے ہیں تو نوکر نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے کہ میرا کس سے معاملہ ہو گیا ہے ابھی آپ کی بادشاہت ختم ہو گئی ہے۔ میں آپ کی بادشاہت نہیں مانتا کیونکہ اصل بادشاہ کے حکم پر جماعت کھڑی ہو گئی ہے۔ گاڑی والوں فیکٹری والوں ایمان خدا کے سامنے پیش کرنا ہو گا۔ نمازوں اور جماعتوں کی پابندی کرو۔ اپنے نوکروں کو بھی عقل سکھاؤ اور اگر نہیں تو ان سے عقل سیکھو یہ ایسا نہیں کہ ہمارا جی چاہے گھر پہنچیں تو دیکھا جائے گا۔ ایک یہ کہ گھر پر بھی قریب مسجد میں نماز مل رہی ہے۔ وہ تو ٹھیک بات ہے لیکن بدقسمتی سے آج ہمارے ملک میں بالخصوص جس شہر میں ہم

ہیں اس میں ایسے فرقے بھی ہیں جن کے پیچھے شرعاً نماز نہیں ہوتی۔ وہ ایک شرعی ضرورت ہے کہ آپ اس لئے وہاں سے گزر گئے کہ آپ کو پتہ ہے کہ یہاں بدعقیدہ لوگوں کا راج ہے اور بدعقیدہ کے اقتداء میں مومن موحد سنی کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ مسئلہ بھی ساتھ ساتھ یاد رکھتے رہو اور اگر یہ یاد رہا اور اس پر عمل رہا تو انشاء اللہ ہمیشہ نمازوں کی پابندی جماعت کی حلاوت اور وقت کی پابندی کی لذت دل و جان میں محفوظ رہے گی انشاء اللہ۔ پھر جب وقت تنگ ہونے لگا تو پھر فرمایا اب پھر پڑھو تین رکعات پڑھو نہ دو نہ چار تین رکعات فرض پڑھو۔ پھر دو سنت پڑھو پھر اس کے بعد چھ سے لے کر بیس تک اوابین ہیں وہ پڑھو۔ یہ اختیاری چیزیں ہیں فرض اور سنت کی تاکید ہے فرض تو فرض ہے۔ الفرض کا القرض اور سنت اس کی پشت و پناہ میں ہے۔

یہ پورا نظام آپ دیکھیں۔ اس پورے نظام میں ہر دم اور ہر گھڑی آپؐ پر نظام الاوقات کا اثر ہوگا۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ وقت کی پابندی کرو وقت قیمتی چیز ہے وقت واپس نہیں آتا وقت بڑی دولت ہے۔ یہ ساری کے ساری باتیں ہیں لیکن اسلام نے ایسا چارٹ پیش کیا ہے کہ اگر اس سلیبس پر رواں ہو جائے تو ایک سو سالہ بوڑھا وہ بھی پندرہ سالہ نوجوان کی طرح چست اور چاق و چوبند ہوگا اور یہی دیکھا گیا ہے کہ عابدین اور زاہدین وقت گزرنے کے ساتھ ان کے اعضاء اور جسم ختم ہو جاتا ہے لیکن ہمت ان کی جوان سال ہوتی ہے۔ خود یہ نوجوان ہمارے بھائی جو نظام کے پابند نہیں ہوتے ہیں تو قسم قسم کی بیماریوں میں نامناسب عادات میں اور تباہ کاریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ آسان معالجہ یہ ہے کہ انسان شرعی نظام کا پابند ہو جائے خاص کر نماز کے۔

''یا یھا الذین امنوا اتقوا اللہ '' ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو'' ولتنظر نفس ما قدمت لغد'' اور دیکھئے۔ ہر انسان کہ اس نے کیا بھیجا ہے کل کے لئے۔ خدا سے ڈرو'' ولتنظر نفس ما قدمت لغد'' ہر انسان دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا بھیجا ہے۔ کل ۔ جو دس سال بعد مرنے والا ہے وہ بھی کل ہے۔ بس آنے والا قریب سمجھو۔ یہ موت قبر کی زندگی اور آخرت میں جانا ایسا ہے جس طرح کل کا دن ہے۔ آنے والی کل'' ولتنظر نفس ما قدمت لغد'' غد کہتے ہیں عربی میں صبح کو۔

یہ تو انبیاء علیہم السلام کو بھی خطاب ہے۔ اولیاء کرام کو بھی خطاب ہے۔ صحابہ کو محدثین اور مفسرین کو بھی خطاب ہے۔ ہم جیسے گناہگاروں کے لئے خطاب ہے کہ کل کی تیاری ضروری ہے۔

مسافر شب سے اٹھتا ہے جو جانا دور ہوتا ہے

جب آدمی کو یقین ہو کہ سفر طویل ہے۔ تو کہتے ہیں رات کو تین بجے اٹھیں گے فجر کی نماز حیدر آباد پڑھیں گے۔ تا کہ سفر وقت پر شروع ہو جائے وقت بچ جائے۔ مسافر شب سے اٹھتا ہے جو جانا دور ہوتا ہے۔

غفلت کی نیند اور غفلت کے سارے کام ختم ہو جاتے ہیں'' ولتنظر نفس ما قدمت لغد '' اللہ اکبر حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ حضرت قیامت کب ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا'' فما اعدت لھا '' قیامت تو بہت تکلیف اور پریشانی کا دن ہے آپ نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ قیامت ایسی نہیں ہے جو آسانی سے گزر جائے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے آسان فرمائے اس کی

مہربانی اور کرم ہوگا۔ تو اس نے کہا حضرت میں تو نہ زیادہ نمازیں پڑھ سکا، نہ میرے زیادہ روزے ہیں اور نہ صدقے ہیں البتہ اللہ اور اللہ کے رسول سے میری محبت ہے۔ روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہی محبت آپ کو جنت پہنچا دے گی۔ علماء لکھتے ہیں۔ نمازیں روزے خیرات صدقات زکوٰۃ اور جمیع عبادات یہ فرع ہیں یعنی شاخیں ہیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کی۔ محبت کی مثال ایسی ہے جیسی جڑ اور بیج جب کسی درخت کی جڑیں زمین میں قائم ہو۔ تو کوئی بھی وقت ایسا آئے گا کہ شاخیں نکلی آئیں گی۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

لیکن اگر جڑیں مضمحل ہوگئی اور شاخیں بڑی تر و تازہ ہیں۔ لیکن کل پرسوں تک مرجھا جائیں گی۔ پتے جھڑ جائیں گے۔ پھر یہ کہ محبت اللہ اور اللہ کے رسول سے باکمال ہو۔ تو عبادات آسان ہو جاتی ہیں محبت باکمال تھی۔ اور جناب نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے بارے میں جو تجزیہ آیا ہے وہ یہ ہے۔

”فقال ای قومِ واللہ لقد وقدت علی الملوک و وفدت علیٰ قیصر و کسریٰ والنجاشی واللہ ان رأیت ملکاً قط یعظمہ اصحابہ مایعظم اصحاب محمدٍ محمداً“　　　(بخاری ج ۱ ص ۳۷۹)

فرمایا ہم نے کسی کو نہیں دیکھا۔ جو کسی سے ایسی عقیدت و محبت رکھتا ہو۔ جیسے نبی کریم ﷺ کے صحابہ جناب نبی کریم ﷺ سے محبت فرماتے ہیں۔ اس لئے انہیں تمام تر دین پر عمل کرنا آسان تھا۔ محبت اس کو نہیں کہتے ہیں۔ جیسے کہ بعض لوگ کہتے ہیں ہم محبان ہیں۔ اپنے منہ میاں مٹھو۔ اپنے آپ کو خود عاشقان رسول کہتے ہیں۔

مشك ان است كه خود ببويد

نه كه عطار بگوئيد

عشق اسے کہتے ہیں کہ آپ کے زندگی بولے کہ واقعی اس میں عشق ہے۔تواضع ہے، مسکنت ہے۔سخا اور پرہیز گاری ہے۔تم نے تو ساری زندگی قرآن وسنت کے خلاف گزاری ہے۔تفسیر مدارک میں ہے۔

''فمن الدعیٰ محبته و خالف سنة الرسوله فهو كذاب و كتاب اللهيكذ به''

جس کسی نے اللہ یا اللہ کی رسول کی محبت کا دعویٰ کیا۔اور عمل خلاف کیا وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔اور اللہ کی کتاب اس کو جھٹلا رہی ہے۔تو کذابین اپنے آپ کو محبین نہ سمجھیں۔ اذان سے لے کر نماز تک اعمال سے لے کر عقائد تک پورا ڈھانچا محمد رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے خلاف ہے۔

''یآ یھا الذین امنوا اتقو اللہ ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو''ولتنظر نفس ما قدمت لغد ''دیکھئے ہر انسان اس نے کیا کچھ بھیجا ہے کل کے لئے۔دن آنے والا ہے۔

فا ذا حملت الى القبور جنازة

فعلم بانک بعدها محمول

یہ جو جنازے اُٹھ رہے ہیں اور لوگ دفن ہو رہے ہیں اے جنازے اٹھانے والو دفن کرنے والو سمجھو تمہارا اور ہمارا جنازہ بھی اٹھنے والا ہے۔خدا جانے جنازہ نصیب بھی ہو موت تو یقینی ہے۔جنازہ بھی کسی خوش قسمت مسلمان کو نصیب ہوتا ہے۔ایسے کتنے سارے

ہیں جو غائب ہو گئے پتہ بھی نہیں چلا۔ جنازہ پڑھنا کیوں بڑی عبادت ہے جہاں کہیں آپ کو اطلاع ملے کہ جنازہ ہے فوراً پہنچو۔ علماء لکھتے ہیں جس نے مسلمانوں کے جنازے شوق سے پڑھے اللہ اسے تین عزتیں دے گا۔

(۱) ایک تو اس کا جنازہ بڑی عزت اور اخلاص کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ وقت کم ہے۔ ورنہ میں آپ کو ان لوگوں کی فہرست سناتا۔ جو شوق سے جنازے پڑھ چکے ہیں۔ اور ان کے جنازے زمانے کے یادگار جنازے ثابت ہوئے ہیں۔

۲۔ دوسرا: جنازہ جس کا پڑھا گیا۔ اگر اس کی اللہ نے مغفرت فرمائی تو پڑھنے والوں کی اللہ مغفرت فرمادے گا۔ یہ بھی امکان ہے کیونکہ یہ سب اس کے سفارشی تھے۔ وہ معاف ہو تو مع سفارشیوں کے معاف ہو۔

۳۔ اور تیسرا یہ کہ جنازہ پڑھنے سے مومن کی توجہ بجائے دنیا کے آخرت کی طرف ہوتی ہے۔ جو بہت بڑے مقاصد میں سے ہے۔

"یآ یھا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد" دیکھ لو کل کے لئے کیا تیاری فرمائی ہے"واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون" بے شک اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ خبر دار ہیں تمہارے سب کچھ کیے کا۔ کوئی عمل کوئی فعل ایسا نہیں جو اللہ کے علم سے باہر ہو" ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ" ان لوگوں جیسی مت بنو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تھا" فانسٰھم انفسھم" اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کے جانیں بھلا دی۔ اپنے آپکو بھول گئے۔ کہ ہم کر کیا رہے ہیں۔ آج قوم کی حالت دیکھو۔ قوم سمجھ نہیں رہی ہے ہم کر کیا رہے ہیں۔ خود اپنے پیر کاٹے جا رہے ہیں، ایسی تربیت دی جا رہی ہے، ایسے کمائیوں

اور فلڈوں میں لوگ مشغول ہوگئے کہ واپس آنے والے نہیں ہیں۔

"فانسٰھم انفسھم اولٰئک ھم الفٰسقون" یہ لوگ سیدھے راستے سے ہٹ چکے ہیں اور کل کی تیاری اس لئے ضروری ہے کہ کل جنتی اور جہنمی کا فیصلہ ہوگا۔

"لا یستوی اصحٰب النار و اصحٰب الجنۃ" دوزخ جانے والے اور جنت جانے والے برابر نہیں ہیں "اصحاب الجنۃ ھم الفائزون" جنت جانے والے یقیناً کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ جنت والی زندگی نصیب فرمائے۔ جہنم اور اس کے تمام اطراف سے کل امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔

"و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین"

# تیسرا خطبہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیّات اعما لنا من یھدہ اللہ فلا مضلّ لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان سیّدنا و نبینا و مولانا محمداً عبدہ و رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و اصحابہ و بارک وسلّم علیہ امّا بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا اقسم بھٰذ البلد ○ و انت حل بھذا البلد ○ و والد و ما ولد ○ لقد خلقنا الا نسان فی کبد ○ ایحسب ان لن یقدر علیہ احد ○ یقول اھلکت مالا لبد ○ ایحسب ان لم یرہ احد ○ الم نجعل لہ عینین ○ و لسانا و شفتین ○ و ھدینٰہ النجدین ○ فلا اقتحم العقبۃ ○ و ما ادرٰک ما العقبۃ ○ فک رقبۃ ○ او اطعٰم فی یو م ذی مسغبۃ ○ یتیماً ذا مقربۃ ○ او مسکیناً ذا متربۃ ○ ثم کان من الذین امنوا و تواصوا بالصبر و توصوا بالمرحمۃ ○ اولٰئک اصحٰب المیمنۃ ○ و الّذین کفروا باٰیٰتنا ھم اصحٰب المشئمۃ ○ علیھم نار مؤصدۃ ○ (سورۂ بلد)

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم الدین النصیحۃ قیل لمن یارسول اللہ قال للہ و لرسولہ

ولائمة المسلمین ولعامتھم (بخاری ج ۱ ص ۱۳)

اللھمّ صل علیٰ عبدک ورسولک ونبیّک محمد وعلیٰ الہ واصحابہ وبارک وصلّ وسلّم

این چنین زیبا روش کمتر بود اندر جہان

## نبی کی جمیع تعلیمات پر ایمان لانا ضروری ہے

قابل قدر بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں دنیا میں جس طرح دنیا کے نظام کو شریعت کے نظام کا تابع کرنا پڑتا ہے تب اس نظام میں حسن وبرکت، امن وپائیداریاں آتی ہیں اسی طرح نظام کے ہر دن اور ہر مہینے کو بھی اسلامی نظر سے دیکھنا ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات انبیاء علیہم السلام کے ذریعے آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی تھی اور انکی زندگی کو اس قدر پر اعتماد اور پر سکون بنایا تھا کہ وہ وحی کی تشریح اور وضاحت تھی۔ اسلئے جمیع انبیاء ومرسلین کی ادائیں امتوں کیلئے مشعل راہ تھیں۔ ہر دور اور زمانے کے پیغمبر صدہا اعتبارات کے لائق ہیں۔ اس رسول اور نبی کی زندگی کے جمیع اطراف پر چلنے کا حکم اس زمانے کے باشندوں اور مکینوں کو ہوتا تھا اور یہ ایمانیات میں سے ہے کہ ہر دور اور زمانے میں جو انبیاء اور مرسلین مبعوث ہوئے ہیں وہ اللہ کے فرستادہ تھے اور وہ قابل قدر انسان تھے اور ان کی ہمہ زندگی خشنودیٔ خداوندی کی پیکر مجسّم تھی اور دور نبوّت میں نبی سے بڑھ کر حسین وجمیل، کامل واکمل زندگی کسی اور کی نہیں ہوتی تھی۔ جب جمیع انبیاء اور مرسلین کا یہ حال ہے تو سید الانبیاء جناب نبی کریم ﷺ کی زندگی تو ہر اعتبار سے کامل اور اکمل ہے۔ پھر گزشتہ انبیاء اور ہمارے نبی میں فرق ہے، فرق تو چوبیس ہزار کے قریب ہیں لیکن جو بات زیر بحث ہے وہ

یہ ہے کہ ایک زمانے میں تو ایک نبی کے جانے کے بعد دوسرا نبی آجاتا اور جو بھی کمی وکوتاہی ہوتی ان کو درست کر لیتا۔

''ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم'' (سورۂ آل عمران آیت ۵۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائے تو بنی اسرائیل سے کہا کہ جو غلطیاں اور کوتاہیاں برپا ہوئی ہیں، میں ان کو درست کرنے آیا ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''کانت بنو اسرآئیل تسوسهم الانبیاء'' بنی اسرائیل کی سیاست بھی نبی کرتے تھے۔''کلما هلک نبی خلفه نبی'' ایک نبی کے تشریف لیجانے کے بعد دوسرا نبی جانشین ہوتا وہ کام درست کر لیتا تھا'' وانه لا نبی بعدی'' میرے بعد تو انبیاء نہیں ہونگے ''فسیکون خلفاء'' میرے بعد امّت کے امیر ہونگے۔ دین اسلام کے معتمد افراد ہونگے۔ جیسے خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جیسے علمائے امت امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔ حدیث کے میدان میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ''فیکثرون'' اور خوب کثرت سے ہونگے۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۹۱)

ہر دور اور ہر زمانے کیلئے اللہ تعالیٰ با اعتماد قسم کے افراد کو پیدا فرماتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ پیغمبر کس زمانے میں تشریف لاتے تھے اور اس زمانے میں بہتری ہوتی تھی یا ابتری زیادہ ہوتی تھی؟ اسکا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کہتا ہے کہ میں نے نبی اسلئے بھیجے کہ وہ مبشرین ومنذرین ہوں جو اچھے کام کرنے والے ہیں انکو انعام کی خوشخبری

سنائیں اور جو برے کام کرنے والے ہیں ان کو سزا کی وعید سنائیں اور ان کو ڈرائیں۔اس سے پتا چلتا ہے کہ انبیاء کرام ملے جلے نظام میں مبعوث ہوتے تھے۔

## دور جہالت کا ایک مختصر جائزہ

ہمارے رسول، جناب نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری بھی ایک ایسے ہی زمانے میں ہوئی کہ آپ ﷺ کے اس عہد کو عہد جاہلیّت کہا گیا ہے۔ ہر طرف جہالت بھری ہوئی تھی اس قدر جہالت تھی کہ ایک عقل مند نے کہا ہے کہ ''اس کو بار بار دہرانے سے بھی طبیعت خراب ہوجاتی ہے'' انسانوں کی زندگی ایسی تھی کہ حیوانات کی بھی ایسی نہ تھی، وہ بھی ان سے بہتر تھے کیونکہ حیوان جب تک دیوانہ نہ ہو تو وہ اپنے بچے کو قتل نہیں کرتا، بلّی کو دیکھے اپنے بچے کو اٹھا کر ادھر سے ادھر گھومتی رہتی ہے جب تک محفوظ مقام پر نہ پہنچا دے، مرغی دیکھے اپنے چوزوں کو بچانے کیلئے اوپر بھی دیکھتی ہے کہ چیل نہ آئے نیچے بھی دیکھتی ہے کہ بلی نہ آئے اور بڑے جانوروں کو دیکھئے کس طرح اپنے بچون سے محبت کرتے ہیں اور اس محبت کو بطور مثال کے حدیث میں ذکر فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت مخلوق کے ساتھ اتنی ہے اور مختلف درجات بیان فرمائے اور پھر فرمایا کہ اس کا سترّ واں (۷۰) یا سواں (۱۰۰) حصہّ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے جس کی وجہ سے گھوڑی اپنے بچے پر پاؤں نہیں رکھتی چاہے کتنا ہی تکلیف کا وقت ہو۔ اس بات پر حضرت ﷺ بھی حیران ہیں ۔ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام تشریف فرما تھے اور ایک پرندہ آیا اور آپ ﷺ کے سامنے بار بار اڑنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ کسی نے اس کے بچے تو

نہیں اٹھائے تو ایک نے کہا کہ میں نے اٹھائے ہیں تو آپ ﷺ ناراض ہوئے، اور فرمایا کہ اگر کوئی آپکے بچے اٹھائے تو آپ کو کتنا صدمہ ہوگا، یہ بھی مخلوق ہے اس پر رحم کرو اور انکو بچے واپس لانے کا حکم دیا کہ بچوں کو واپس گھونسلے میں رکھ کر آؤ۔

(۱) الادب المفرد ص ۱۰۴ حدیث نمبر ۳۸۲

(۲) حیات الحیوان ج ۲ ص ۱۰۱

آنحضرت ﷺ تو صرف انسانوں کے نہیں کل مخلوقات کے پیغمبر ہیں۔ آپ کا دل جو سمندر سے بڑھ کر سخی اور جواد ہے اس میں سب کیلئے گنجائش ہے۔ ان تمام باتوں سے یہ حاصل نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے علاوہ حیوانات کو بھی اپنی اولاد سے محبت عطاء کی ہے لیکن جہالت ایک ایسی بلا ہے جس میں محبتیں کچل جاتی ہیں۔ جزیرہ کے اندر یہ رواج تھا کہ وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے اور قرآن کریم نے ایک درد بھرا قصّہ بیان کیا ہے کہ "واذابشّر احدهم باالانثی" جب ان میں سے کسی کو اطلاع ملتی ہے کہ تیرے یہاں بچی پیدا ہوئی ہے "ظل وجهه مسوداّ وهو کظیم" (سورۂ نحل آیت ۵۸) اس کا چہرہ صدمہ کی وجہ سے سیاہ ہو جاتا تھا اور وہ غم میں گھٹنے لگتا ہے "یتواری من القوم" اپنی برادری سے چھپتا رہتا ہے لوگ کہیں گے کہ اچھا آپکے یہاں بچی ہوئی ہے "ایمسکه" اس لڑکی کو رہنے دے ذلت برداشت کر کے "ام یدسه فی التراب" یا اس کو مٹی میں زندہ دبا دے۔ یہ ان کا ایک غلط نظریہ تھا جس کو قرآن کریم کہتا ہے

"ساء مایحکمون" (سورۂ نحل آیت ۵۹) بہت غلط فیصلے کرتے ہیں. ابن المنظور افریقی نے "لسان العرب" جو عربی زبان کی سب سے دقیق اور وسیع لغت ہے

میں لکھا ہے کہ ''ساء'' اس وقت کہا جاتا ہے جب اسے سن کر غم اور صدمے کی وجہ سے سننے والے کا بھی رنگ اتر جائے۔ جاہلوں کا دور تھا اور وہ اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے تھے اور حضرت اسماعیل کی پیروی کرتے تھے۔ کچھ چیزیں ان میں انبیاء کی تعلیمات کی باقی تھیں جیسے وہ بچے کا ختنہ کرتے تھے، عقیقہ کرتے تھے اور اس میں باقاعدہ بکرے کاٹتے تھے، باقی اور کچھ نہیں جانتے تھے کہ کس دن کریں اور کیسے کریں۔

## عقیقہ کا مسنون طریقہ

یاد رکھیں کہ جاہل قوموں کے یہاں دینی رسوم پوری نہیں ہوتیں، اب بھی بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف بکرا کاٹ دیا جائے۔ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ لڑکے اور لڑکی کا کیا فرق ہے؟ عقیقے کے چار طریقے ہیں۔

(۱) لڑکی کی طرف سے ایک بکرا کاٹا جائے

(۲) لڑکے کی طرف سے دو بکرے کاٹے جائیں

(۳) اسی دن نام مقرر کرلیں

(۴) بال اتار کر سونا یا چاندی میں تول کر فقراء اور مساکین میں تقسیم کرلیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک انسان خیر و عافیت سے آپکو دیا ہے تو اسکا شکریہ بھرپور طریقے سے ہونا چاہئے۔ نام رکھنے کے معاملے میں انتہائی سوچ بچار کی ضرورت ہے لوگ سمجھتے نہیں ہیں کہتے ہیں کہ قرآن سے نام رکھیں قرآن میں تو فرعون، خنزیر، شیطان یہ نام بھی آئے ہیں کیا یہ نام رکھے جاسکتے ہیں. کہنا یہ چاہئے کہ نام قرآن وسنت کے مطابق رکھیں

اگر خود نہیں جانتے ہیں تو کسی عالم دین سے گذارش کریں کہ وہ نام سوچ کر بتائے۔ اسی لئے قرآن کریم میں ہے "فاسئلوا اهل الذكران كنتم لاتعلمون" (سورۂ انبیاء آیت ۷) اگر تم نہیں جانتے ہو تو علماء سے پوچھو۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا چار اماموں میں سے کسی امام کی تقلید ضروری ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ضروری ہے، پھر پوچھا کہ کیا دلیل ہے تو آپ نے فرمایا "فاسئلوا اهل الذكران كنتم لاتعلمون" علماء کو اہل ذکر کہا گیا۔

## امت کی اصلاح انبیاء کے بعد علماء کا منصب ہے

اس سے یہ پتہ چلا کہ ہر دور کے علماء کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ امت کی اصلاح اور ان کی راہنمائی میں اہم کردار ادا کریں۔ اس میں سب سے بڑی ذمہ داری آئمہ کی ہے کہ وہ اپنے منبر سے ایسے مسائل بیان کریں جن سے امت کو فائدہ ہو۔ آج کل صرف قصہ کہانیوں میں ہی وقت ضائع کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے امامت کی روح مجروح ہو چکی ہے۔ یاد رہے کہ نبوت کے بعد سب سے بڑا منصب امامت کا ہے۔ انبیاء کرام تمام کے تمام حیاً اور میتاً امام ہوتے تھے اور نبی کا جب جسد اور جنازہ رکھا ہوا ہو تب بھی کوئی امام نہیں بن سکتا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "واذا كنت فيهم فاقمت لهم الصلوٰة" (سورۂ نساء آیت ۱۰۲) جب آپ ان کے درمیان موجود ہیں تو ان کے لئے نماز پڑھائیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ بندوں کے اعمال میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل امامت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "انى جاعلك للناس اماما" (سورۂ

بقرہ آیت ۱۲۴) اے ابراہیم آپ تمام آزمائشوں میں کامیاب ہوئے ہیں میں آپ کو اب امام بناتا ہوں کیوں کے آپ امامت کے لائق ہیں۔اہل اور اعلم آدمی امام بنے جاہل کو امامت کا کوئی حق نہیں "المستشار" میں علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ قرب قیامت میں حفاظ اور قراء نماز پڑھائینگے اور علماء پیچھے کھڑے رہیں گے "هنالک الضلالة والفتن" یہ معصیت اور تکلیف کا وقت ہوگا۔قاری صاحب کبھی بھی قوم کی اصلاح نہیں کرسکتا اسے توصرف اپنی آواز کے اتار چڑھاؤ کی فکر ہوتی ہے۔وہ قوم کو نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ صفیں سیدھی کرلیں اور نہ ہی سر ڈھکنے کو کہتا ہے "فالاعلم احق بالامامة" (هدایہ ج اص ۱۰۹) غور سے سن لو نور الایضاح سے لیکر مبسوط تک خلاصہ سے لیکر قاضی خان تک نماز پڑھانے کا حق صرف عالم کو حاصلہے۔احادیث کے سب سے بڑے امام،امام بخاری رحمة اللہ علیہ نے بھی اس مسئلے میں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمة اللہ علیہ کا اتباع کیا ہے اور بخاری شریف میں باب قائم کیا ہے۔

"باب اهل العلم والفضل احق بالامامة" (بخاری ج ۱ ص ۹۳)

حدیث "یؤم القوم اقرأهم" اس حدیث کو منسوخ جانا ہے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ نماز پڑھائیں ابوبکر کے ہوتے ہوئے کوئی اور امام نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ کو بھی یہ بات پسند نہیں کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے کوئی اور امامت کرے کیوں کہ حضرت ابوبکر عالم بڑے ہیں بخاری میں ہے کہ "کان ابوبکر اعلمنا" (بخاری ج ا ص ۵۱۶) علماء لکھتے ہیں کہ گذشتہ امتوں میں بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا کوئی نہیں تھا حضرت عمرو عثمان جیسے تھے لیکن حضرت ابوبکر جیسا کوئی نہیں تھا جیسے تمام انبیاء میں

نبی کریم ﷺ لاثانی ہیں اس طرح تمام امتوں میں ابوبکر لاثانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب امتوں پر احسان کرتے ہیں تو "وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا" کہ ان نبیوں کو ان امتوں کا امام بنایا اور یہ کس شان سے ارشاد فرمایا ہے "لما صبروا" امام کون بنتا ہے جن میں استقامت ہو، صبر ہو، حکمران سے نہ ڈرے

اگرچہ بت ہے جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

"وكانوا باٰيتنا يوقنون" (سورۂ سجدہ آیت ۲۴) اور ہماری آیتوں پر مکمل اعتماد کرتے ہوں۔ دینی مسائل پر مکمل عبور رکھتے ہوں۔ ہر زمانے اور ہر دور میں دینی استقامت اصل نعمت ہے مکہ مکرمہ بلد امین امن کا شہر "من دخله كان اٰمنا" جو یہاں آیا امن سے رہے گا۔ لیکن پیغمبر کو اور صحابہ کو امن حاصل نہیں مشرکین مکہ کیسے ظالم اور بدبخت تھے ہر شخص کو اجازت تھی کہ وہ خانہ کعبہ آئے لیکن جناب نبی کریم ﷺ کو اجازت نہیں تھی "ارأيت الذى ينهى ○ عبدا اذا صلى ○" (سورۂ علق آیت ۹، ۱۰) آپ نے دیکھا اس ظالم کو جو ہمارے بندے کو نماز پڑھنے نہیں دیتا، بندہ کہا ہے عالم الغیب نہیں کہا ہے، حاضر ناظر نہیں کہا ہے، مشکل کشا نہیں کہا ہے اور نہ ہی حاجت روا کہا ہے۔ کہنے والے عقل سے دور ہیں، جاہل ہیں اور لوگوں میں بے دینی پھیلا رہے ہیں۔ نبی کیسے نور ہو سکتا ہے نبی کے تو ماں اور باپ معلوم ہیں، نسب معلوم ہے، اولاد معلوم ہے، قوم و قبیلہ معلوم ہے، پیغمبر کو نور کہنے والے پہلے اپنا ایمان درست کر لیں غلط باتوں سے ادب نہیں کیا جا سکتا غلط بات کہہ کر اللہ تعالیٰ کا عذاب مول لیا جاتا ہے۔

## تخلیق آدم (علیہ السلام) کی مختصر تفصیل

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں مٹی سے بشر پیدا کرتا ہوں ''فاذاسویته'' جب میں اس کو ٹھیک کروں'' ونفخت فیه من الروحی '' اوراس میں اپنے حکم سے روح ڈالوں ''فقعوا له سٰجدین'' (سورۂ حجر آیت ۲۹) سب سجدہ کرلو۔ پیدا ہوگا بشر اور سجدہ کریں گے نور

فرشتوں سے بڑھ کر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

اللہ تعالیٰ نے پہلے دن سے یہ فیصلہ کیا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا جسد تیار ہوا اوراس میں روح ڈالی گئی اور حسین وجمیل حضرت آدم علیہ السلام تیار ہوئے ، تفاسیر میں لکھاہے کہ ملائک اور دیگر مخلوقات حسن آدم دیکھ کر دنگ رہ گئے اور ایک حدیث میں ہے کہ

'' ان اللہ تعالیٰ خلق اٰدم علی صورته او علی صورة الرحمٰن''

(روح المعانی ج ا ص ۲۹۸)

اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورت شکل حضرت آدم کو دی تھی یا پھر یہ کہ اس میں الوہیت کا جلوہ ڈالا تھا مگر پھر بھی بشر کہا کوئی اور نام نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کا آئینہ بنایا تھا جیسے کامل اور اکمل اولیاء اللہ کو دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یاد آیا۔

## بدعتیوں کی بے دینی اوراس کی اصلاح

بدعتی کہتے ہیں کہ سجدہ آدم کو نہیں تھا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جناب

نبی کریم ﷺ کا نور تھا اسی نور کو سجدہ کیا گیا تھا۔ ماشاء اللہ وزیراعظم صاحب بھی ان کے ساتھ نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت لگا رہے ہیں

گربہ میر وسگ وزیر و موش دربانی کنند

این چنین ارکان دولت ملک راویران کنند

جس ملک میں بلی اور خچر جیسے حکمران حکمرانی کرتے ہوں تو اس ملک میں ہر طرح کے افسران آئیں گے۔ خطرہ یہ ہے کہ کچھ دنوں کے بعد اور نعرے نہ لگیں کیونکہ پاسپورٹ میں سے تو مرزائیوں کا امتیاز ختم کر دیا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کچھ دنوں بعد اعلان ہو جائے کہ غلام احمد قادیانی ملعون کو نبی مانو اور زندہ باد کے نعرے لگیں۔ ماسٹر صاحب کے سر پہ تو پہلے ہی بڑے آقا کا سایہ ہے،

شرم تم کو مگر نہیں آتی

یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے سے کوئی مسلمان نہیں بنتا۔ پہلے اس بات کا پتہ تو کر لیں کہ یا رسول اللہ کا نعرہ کون لگائے گا بخاری شریف ”کتاب الجهاد“ میں ہے کہا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بروز قیامت ایک آدمی آئیگا جس کے سر پر اونٹ ہوگا اس نے اونٹ چوری کیا ہوگا اور وہ کہے گا ”یارسول اللہ اغثنی“ یارسول اللہ مجھے چھڑا لیں حضرت فرمائینگے ”لا املک لک شیئاً انی قد بلغتک“ میں کچھ نہیں کرسکتا ہوں میں نے دین پورا پہنچایا تھا اس میں لکھا تھا کہ چوری جرم ہے، پھر ایک آدمی آئیگا اس کی گردن پر گائے ہوگی وہ بھی کہے گا ”یارسول اللہ اغثنی“ پھر ایک آدمی آئیگا اس کے سر پر بکری ہوگی وہ بھی کہے گا ”یارسول اللہ اغثنی“ (بخاری ج ۱ ص ۴۳۲، مسلم ج ۲ ص ۱۲۲)۔ اب آپ

دیکھیں کہ، گائے چور، بکری چور اور اونٹ چور سب نے یارسول اللہ کا نعرہ لگایا یہ بین الاقوامی ڈکیتروں اور چوروں کا نعرہ ہے۔ یہ کتاب دارالعلوم دیوبند سے شائع نہیں ہوئی اور نہ ہی میں نے لکھی ہے یہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے جسے اہل علم نے ''اصح الکتب بعد کتب اللہ'' کہا ہے۔ معلوم ہوا کہ جولوگ عقیدے میں توحید کے چور ہیں اور شرک کرتے ہیں اور عمل میں سنت کے چور اور بدعات سے اپنا سارا کام چلاتے ہیں انکا یہی حال ہے۔

## تمام انبیاء صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے

یارسول اللہ کہنے والوں ایک اللہ کو پکارنا سیکھو اللہ تعالیٰ پیغمبروں کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ داؤد، وہ سلیمان یہ پیغمبر ہیں ایک اللہ کو پکارتے ہیں ''وایوب اذنادی ربہ'' ایوب بیمار ہیں ''رب انی مسنی الضر'' خدایا میں بہت بیمار ہوں ''وانت ارحم الراحمین'' اور بیماری آپ ہی دور کر سکتے ہیں ''فاستجبنالہ'' ہم نے دعا قبول کی ''فکشفنامابہ من ضر'' اور ہم نے ساری تکالیف ہٹائیں۔ تکلیفیں دور کرنے والا صرف اللہ ہے اور اسی کو آواز دی جائیگی ''واسماعیل وادریس وذا الکفل کل من الصٰبرین'' یہ سارے حق پر جمنے والے تھے ''وادخلنٰھم فی رحمتنا انھم من الصٰلحین'' یہ سارے کے سارے ایک اللہ کو پکار رہے ہیں ''وذالنون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ'' اور مچھلی والے پیغمبر جن کا خیال تھا کہ ہم سختی نہیں کرینگے ''فنادیٰ فی الظلمٰت'' مچھلی کے پیٹ میں دریا کی موجوں میں ایک پیغمبر بالکل مقفل ہے اور مسجون

ہے اور پریشانی کی حالت میں آواز لگا رہا ہے ”لا الٰــه الا انـت“ خدایا بلانے کا اہل، مشکلات دور کرنے کا اہل اور پریشانیاں ہٹانے والے صرف آپ ہیں ”سبحٰنک“ تیری ذات پاک ہے کہ تیرے علاوہ کوئی حاجت روا نہیں، کوئی مشکل کشا نہیں ”انی کنت من الظٰلمین“ مجھ سے بھی بامقتضائے بشریت تھوڑی سی سستی ہوگئی آپ معاف فرمائیں ”فاستجبناله“ دعا مانگتے ہی اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی ”ونجیناه من الغم“ ”اور ہم نے انہیں صدمے اور غم سے بچایا“ ”وکذالک ننجی المؤمنین“ اور اسی طرح ہم مسلمانوں کو بچاتے ہیں۔ مسلمان وہ ہے جو نبی کے طریقے پر ایک اللہ کو پکاریں۔ جو قبروں کو درگاہوں کو پیروں کو فقیروں کو پکارتے ہیں بحکم قرآن وہ مؤمن نہیں ہیں قرآن پاک آگے قصہ کرتا ہے ”وزکریا اذنادیٰ ربه رب لا تذرنی فردا“ زکریا علیہ السلام بھی پیغمبر ہیں بیت المقدس کے امام ہیں خدا سے بیٹا مانگ رہے ہیں خدایا مجھے تنہا نہ چھوڑ پیارا بیٹا عطا فرما ”فاستجبنا له“ ہم نے دعا قبول کی دعا اس لئے قبول ہوئی کہ اللہ سے مانگا ہے اور ہم نے بیٹا دیا نام یحییٰ رکھا اور ”واصلحنا له زوجه“ اور انکی بیوی بھی اس قابل بنائی کہ بچہ دے سکے ”انهم کانوا یسارعون فی الخیرات“ یہ سارے پیغمبر نیکیوں میں آگے بڑھتے تھے۔ دعا قبول کرانے کا طریقہ نیکی کے کاموں میں آگے بڑھنا ہے قرآن کہتا ہے کہ نبی ہے لیکن نیکی کے کاموں میں آگے ہے یہ نہیں فرمایا کہ اس لئے بیٹا دیا کہ پیغمبر ہے، پیغمبر ہے لیکن اللہ سے مانگ رہے ہیں، معلوم ہوا کہ قبروں سے مانگنا درگاہوں سے مانگنا انبیاء کرام کی مخالفت کرنا ہے اسکا ٹھیکہ ہمارے دور کے بدعتیوں نے لیا ہوا ہے قبروں اور درگاہوں پر جانا کوئی نیکی نہیں، بدعتیوں کے ساتھ مشابہت ہے اور

یہ بدترین معصیت ہے کیونکہ یہ لوگ پیغمبر کے بدترین دشمن ہیں اور اوّل درجے کے کذابین ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ ابراھیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، یونس علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام ان تمام پیغمبروں کی دعا ہم نے اس لئے قبول فرمائی کہ ''یدعوننا رغبا ورھبا'' (سورۂ انبیاء آیت ۸۳ تا ۹۰) یہ مجھے ہی پکارتے تھے خوشی میں بھی اور غم میں بھی۔

بدر کا میدان ہے حضرت ﷺ نے دیکھا کہ تین سو تیرہ صحابہ اتفاقا آئے ہیں مشرکین نے چاروں طرف سے گھیر لیا کنوؤں پر بھی مشرکین کا قبضہ ہے جنگ کی جگہ پر بھی انکا قبضہ ہے اور مسلمان ہر طرف سے پریشان ہیں اور کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو ایسے موقع پر آنحضرت ﷺ اللہ کی بارگاہ عالی میں سر بسجود ہوئے اور فرمایا کہ یہ چھوٹی سی جماعت آپکے دین کی سربلندی کیلئے لایا ہوں میری مدد فرمائیں اگر یہ جماعت ختم ہوگئی تو آپکی عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا (بخاری ج ۲ ص ۵۶۴)

دیکھو نبی بھی مشکل وقت میں ایک اللہ کو پکارتے ہیں کیا آپ ﷺ سے پہلے لاکھوں پیغمبر نہیں گزرے کہ آپ ﷺ ان میں سے کسی ایک کو آواز دیتے، حضرت عیسیٰ زندہ آسمانوں میں موجود ہیں لیکن آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی پیغمبر کو مشکل وقت میں نہیں پکارا۔ لیکن بدعتی اپنا سارا کام قبروں اور مزاروں سے چلاتا ہے کیونکہ بددینوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا وہ صرف لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ جو قرآن پاک کو سمجھتا ہو اور حدیث وفقہ پر مکمل دسترس رکھتا ہو وہ کبھی بھی انکی جعلسازی میں نہیں آئیگا۔ اگر بحکم قرآن دیکھا جائے تو یہ لوگ اسلام سے بہت دور جاچکے ہیں اتنا دور کہ وہاں سے واپسی اب ممکن نہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ان کا

کوئی بھی عمل قرآن کریم کے مطابق نہیں ہے اور نہ ہی پیغمبر کے طریقہ کے مطابق ہے ان کے تمام اعمال اپنے من گھڑت ہیں۔

## درود کے سلسلے میں بدعتیوں کی جعلسازی

قرآن کریم میں حکم ہوا کہ درود پڑھو تو بخاری شریف میں ہے کہ جب آیت نازل ہوئی ''صلوا علیه وسلموا تسلیما'' (سورۂ احزاب آیت ۵۶) تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ''قد عرفنا السلام'' کہ سلام تو پہلے سے پہچان لیا جو نماز میں ہے ''کیف نصل'' درود کیسے پڑھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ''قولوا اللھم صل'' (بخاری ج ۲ ص ۸۰۸) میرے رسالہ ''احسن التسنیم (بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت)'' میں مکمل دلائل حوالے اور عبارتیں میں نے نقل کی ہیں، سلام بھی پیغمبر کا بتایا ہوا ہے اور درود بھی پیغمبر کا بتایا ہوا موجود ہے لیکن وہ نہیں پڑھتے اس پہ جھگڑا نہیں ہے کیونکہ یہ تو ہیں ہی متعصبین اور دنگا فساد کرنے والے شرارتی، اور شرارتی آدمی کا کام کیا ہے سوائے دوسروں کو چھیڑنے کے۔ کیونکہ وہ صلوٰۃ وسلام جو نبی ﷺ کا بتایا ہوا ہے وہ بیٹھ کر ہے اور انکو تو کھڑا ہونا ہے اس لئے کہ یہ نظر نہیں آتے ہیں کیونکہ یہ بہت تھوڑے سے ہیں، انہوں نے اپنی پگڑیاں بدل دیں اس کا رنگ بدل دیا ارے شلوار کا بھی رنگ بدل دو تب نظر آؤ گے یہ سب اس لئے کہ شرم وحیاء نہیں ہے اور حدیث میں ہے کہ جب انسان میں شرم وحیا نہ ہو تو وہ جو چاہے وہ کرسکتا ہے شرم کرو پگڑی اختیار بھی کی تو وہ جو کہ دجال کے سپاہیوں کی نشانی ہوگی۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۷۷)

یہ صلوٰۃ وسلام جو نبی ﷺ کا بتایا ہوا ہے یہ انہیں کیوں پسند نہیں اس لئے کہ یہ آہستہ ہے اور وہ چیخ کر پڑھتے ہیں اسی طرح حکم الگ پڑھنے کا ہے اور یہ تو مل کر پڑھتے ہیں تو اس سے تو بریلوی اینڈ کمپنی کی جڑیں کٹ گئیں ہم جو درود پڑھتے ہیں وہ نبی کا بتایا ہوا ہے اور اس کے برحق ہونے پر ہمارا ایمان ہے اور تم جو اپنا بنایا ہوا درود پڑھتے ہو یہ نہ تو نبی ﷺ نے کبھی فرمایا ہے، نہ صحابہ نے سنا ہے، نہ تابعین نے پڑھا ہے میں نے آج سے تیس سال پہلے بریلویوں کو چیلنج دیا تھا کہ اپنا درود ثابت کرو میری کالی داڑھی سفید ہوگئی لیکن یہ لوگ اسے ثابت نہ کر سکے اور نہ ہی کر سکیں گے۔ کوئی ماں کا بیٹا ہو تو دکھا دے کہ یہ الفاظ کہاں ہیں یہ الفاظ جعلی ہیں چھ سو سال بعد گڑھے گئے ہیں، کہیں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ اب انکی یہ ساری باتیں شکاری کی بولی ہے کہ رسول نے یہ کہا اور صحابہ سے یہ ثابت ہے حالانکہ ہر عمل میں یہ سنت کے طریقے سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اب ایک واقعہ سن لو جس سے بدعتیوں کی اصلیت آپ کو پتہ چل جائے گی:

مشرکین مکہ نے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ اس محمد کو تو ہم گالی نہیں دے سکتے کیونکہ محمد کا معنیٰ یہ ہے کہ جس پر تمام کمالات جمع ہوں تو ایسا کرتے ہیں کہ اس کا نام تبدیل کردیتے ہیں اور ''محمد'' کے بجائے ''مذمم'' کہتے ہیں۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ میرے رب کا مجھ پر کتنا بڑا احسان ہے کہ مشرکین کی گندی زبان سے میرا نام ہٹا دیا اب وہ مذمم کو گالیاں دے رہے ہیں اور میں تو محمد ہوں۔

(بخاری ج ا ص ۵۰۱)

اب آپ خود اندازہ لگالیں کہ بدعتیوں کا منہ اور زبان اتنی گندی ہو چکی ہے کہ اس

پر وہ درود نہیں آرہا جو نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے۔ انہوں نے اپنا گڑھا ہوا بے ثبوت اور بے اصل درود جو رضا خان اینڈ کمپنی کا بنایا ہوا ہے پڑھنا شروع کر دیا ہے جسکی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" (سورہ ۷ انبیاء آیت ۷)

علماء کرام سے پوچھو اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بدعات اور گمراہی سے محفوظ فرمائیں

"واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین"

# چوتھا خطبہ

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتو كل عليه و نعو ذ
با لله من شرور انفسنا و من سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله
فلا ها دى له و اشهدان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهدان سيدنا و نبينا
محمدا عبده و رسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كا فة الخلق بين يدى الساعة
بشيراً و نذيراً و داعيا الىٰ الله باذنه و سراجاً منير ا صلى الله تعالىٰ عليه و اٰله
واصحا به و بارک و سلم          اما بعد

فا عوذ بالله من الشيطن الرجيم    بسم الله الرحمن الرحيم .

ولا تا كلوا مما لم يذ كر اسم الله عليه (سورۂ انعام آیت ۲۱)

واخرج امام البخارى فى الجامع الصحيح باب ما كان النبى لا يا كل
حتى يسمىٰ له فيعلم ما هو          (بخاری ج ۲ ص ۸۱۲)

## دنیا میں دو آزمائشیں سب سے کٹھن ہیں

قابل قدر بزرگوں اور عزیز دوستوں دنیا میں دو آزمائشیں سب سے کٹھن ہیں
ایک تو ایمان اور کفر کا مسئلہ کہ اللہ تعالیٰ کفر سے نجات دیدیں اور ایمان کی دولت نصیب

فرمائیں۔ اور دوسری آزمائش یہ ہے کہ اس دولت کو برقرار رکھا جائے اس کی حفاظت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین اور آسمان میں ایمان سے بڑی کوئی طاقت اور توانائی نہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب جو بندے کو نصیب ہوتا ہے اس کا اساس اور بنیاد بھی ایمان ہے۔ ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا انتظام فرمایا ہے کہ سلامت فکر اور عقل جیسی دولت عطا کی ہے جو صانع اور خالق کو جاننے کا ذریعہ ہے۔ آیات اور بینات اور واضح قسم کی نشانیاں آسمان اور زمین میں مقرر ہیں۔

تامل فی ریاض الارض وانظر
الیٰ آثار ما صنع الملیک
عیون من لجین شاخصات
علیٰ اهدابها ذهب سبیک
علیٰ قضب الزبرجد شاهدات
بان الله لیس له شریک

ایک عربی شعر کہتا ہے کہ یہ باغات یہ لہلہاتی کھیتیاں یہ رنگ برنگ قسم کے پھول کلیاں اور شگوفے اور چشمے اور آبشاریں اور یہ تیز وتند چلنے والی نہریں بڑے بڑے دریا اور سمندر اور یاقوت اور زبرجد اور روئے زمین کے تمام طبقات یہ سب کے سب ایک اللہ کو سمجھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے بھی اسی مضمون کا شعر کہا ہے

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقش دفتریست معرفت کردگار

کہ ہر ہر پتہ عقلمند اور ہوشیار کی نگاہ میں ایک دفتر ہے اللہ تعالیٰ کو جاننے اور پہچاننے کے لئے۔

میں نے بات یہاں سے شروع کی تھی کہ دنیا میں دو آزمئشیں بہت کٹھن ہیں ایک ایمان جس کی تفصیل میں نے آپ کے سامنے کی اور دوسری اس ایمان کی حفاظت۔ یہ علماء کرام کا اولین فریضہ ہے کہ لوگوں کو ایمانیات اور اسلامیات کی اہم مہم تعلیمات سے آگاہ کریں اور پھر ان کو اس کی حفاظت کی تدابیر بتائیں تا کہ ان کے ایمان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ عالم کا اصل کام لوگوں کے اعمال اور عقائد کو سدھارنا ہے۔ دراصل عالم کہتے اسی کو ہیں جو لوگوں کے اعمال اور عقائد کا محافظ ہوتا ہے۔

وایں جهد میکند که بگیرد غریق را

علماء کرام اپنی تقاریر وعظ ونصائح میں لوگوں کو اس بات کی اہمیت بتائیں کہ ایمان کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ آج کل کے مقررین کا تو یہ حال ہے کہ لوگوں کو قصہ کہانیوں میں لگایا ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا واقعہ شروع ہو کر ختم ہو جاتا ہے لیکن سامعین کو اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ اس واقعہ کی حکمت کیا ہے اور قرآن اس واقعے کو کیوں بیان کر رہا ہے۔ تقریر کرنا بھی ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ الگ لوگ پیدا کرتے ہیں جن کی ذہانت اور ذکاوت مثالی ہوتی ہے۔

## حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی ذہانت

میں آپ کو ہندوستان کے سب سے بڑے مقرر کا حال سناتا ہوں تقریر کے

میدان میں معرکۃ الاراء شخصیت حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ حضرت بچپن میں بہت شوخ تھے اور کھیل کود میں دھیان زیادہ تھا، ان کے سسر اور تایا شیخ اعظم اور ہندوستان کی مسند کے بخاری اور ابو حنیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں جمعہ پڑھایا کرتے تھے اور مولانا شاہ اسماعیل شہید سے کہتے تھے کہ تقریر سنا کرو تمہیں فائدہ ہوگا تو وہ کہتے تھے کہ ٹھیک ہے لیکن لوگ بعد میں بتایا کرتے تھے کہ وہ تقریر کے دوران کھیلنے کے لئے چلے جاتے ہیں۔ نماز کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ انہیں بلا کر پوچھتے تھے کہ آپ جمعے میں کیوں نہیں تھے تو وہ جواب دیتے تھے کہ حضرت میں موجود تھا اور میں نے تقریر سنی ہے۔ تو پھر حضرت شاہ عبدالعزیز ان سے پوچھتے تھے کہ اچھا بتاؤ کہ تقریر کس طرح تھی تو حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ آپ نے فلاں آیت اور فلاں حدیث اور فلاں واقعہ بیان فرمایا تھا تو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ حیران ہوتے تھے کہ یہ تو تقریر میں موجود نہیں ہوتا پھر کس طرح بتاتا ہے۔ پھر کئی سال بعد حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اندازہ ہوا کہ یہ اپنی ذکاوت اور ذہانت کی وجہ سے صرف آیات اور احادیث سن کر ان کے سیاق وسباق سے اس بات کا اندازہ لگالیتا ہے کہ آج کے خطاب میں کیا کیا مسائل اور واقعات بیان ہونگے۔

عالم ایسا ہونا چاہئے کہ اس کا علم کے علاوہ اور کوئی شغل نہ ہو۔ جب عالم علم کے ساتھ اور دوسرے کام بھی کرنے لگ جائے تو پھر وہ علم کا نہیں رہتا اور نہ ہی اس کا علم اسے فائدہ دیتا ہے۔ میں نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے انہوں نے اپنا اوڑھنا اور بچھونا صرف علم کو ہی بنایا تھا۔

## انسانی ہدایت کا بڑا ذریعہ آسمانی وحی ہے

سب سے بڑا ذریعہ جو اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر انسان کی ہدایت کے لئے چلایا وہ آسمانی وحی کا ہے اور اس کے دو مظہر ہوتے ہیں ایک نبی کی ذات اور دوسرا صحیفہ یا اسمانی کتاب۔ دنیا کی ہر چیز میں فرق ہوسکتا ہے لیکن ہدایت کی اس کنجی میں یعنی کتاب اللہ اور رسول اللہ میں کبھی فرق نہیں آئیگا۔ اس لئے عین ہدایت کا نام اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کو دیا ہے "ذالک الکتٰب لا ریب فیه ھدی للمتقین" (سورۂ بقرہ آیت ۲) اور دوسری چیز "ولکل قوم ھاد" (سورۂ رعد آیت ۷) کہ انبیا علیہم السلام بھی ہدایت دینے والے ہیں اور ان کے ذریعے بھی ہدایت تقسیم ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ہر ادا اور ہر عمل اسلام کا ایک مکمل قانون ہوتا تھا معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا حضرت ﷺ نے کبھی بھی خلاف قانون اور خلاف حق بات نہ کی اور نہ اس کا ساتھ دیا۔

## دائیں اور بائیں کا فرق

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی نوش فرمایا اور اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے اور ایک اعرابی جو جنگلوں سے آیا تھا کچھ دین جانتا تھا اور کچھ نہیں، دائیں جانب بیٹھا ہوا تھا۔ اب دیکھو جو دائیں طرف بیٹھا تھا تو حق اس کا بنتا تھا لیکن حضرت ﷺ کی خواہش یہ تھی کہ بچا ہوا پانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پی لیں تو آپ ﷺ نے اعرابی سے اجازت مانگی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ پانی ابوبکر کو دینا چاہتا ہوں۔ بخاری اور مسلم دونوں کے الفاظ ہیں کہ اس

اعرابی نے جواب دیا کہ آپ کے تبرک پر میں کسی کو بھی ترجیح نہیں دونگا میں ہی اس کا حقدار ہوں

"فقال غلام لا واللہ یا رسول اللہ لا اوثر بنصیبی منک احد"

ہمارے زمانے کا کوئی کوڑ مغز آدمی ہوتا تو کہتا کہ جی ہاں آپ لے لیں لیکن اس اعرابی کی عقل دیکھیں کہ اس نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کی بچی ہوئی چیز کسی اور کو کیسے دوں تو بخاری میں ہے کہ حضرت ﷺ نے جھٹکا دے کر پانی اس کو دیدیا کہ لے لیں

"فتلّہ رسول اللہ صلاللہ علیہ وسلم فی یدہ" (بخاری ج ۱ ص ۳۳۱)

ذرا غور کریں کہ حضرت ﷺ ضابطے اور قانون کے کتنے پابند ہیں اگر حضرت ﷺ اعرابی کے بجائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیتے تو ایک نیا قاعدہ بن جاتا کہ ویسے تو دائیں طرف افضل ہے لیکن اگر کوئی افضل انسان بائیں جانب بیٹھا ہو تو اسے دے سکتے ہیں۔لیکن نبی کریم ﷺ نے وہی پہلے والے قانون کا خیال رکھا کہ "الایمن فالایمن"

ترمذی شریف میں اور دیگر مقامات پر بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھانے کے لئے تشریف فرما ہوئے اور جلیل القدر صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے انہوں نے جلدی ہاتھ ڈالا تو حضرت ﷺ نے ہاتھ پکڑ کر پیچھے کیا اور فرمایا

"ادن یا بنی فسم اللہ وکل بیمینک وکل مما یلیک" (ترمذی ج ۱ ص ۷)

یعنی بسم اللہ پڑھ لیں، دائیں ہاتھ سے کھائیں اور جو آپ کے سامنے ہے اس میں سے کھائیں ایک لمحے میں حضرت ﷺ نے تین سنتیں ارشاد فرمائیں۔

## واقعہ سے مستنبط کردہ مسائل

میں تو کہتا ہوں کہ دنیا کا سب سے مشکل کام تبلیغ اور اصلاح کا کام ہے یہ خالص نبوت کے آداب ہیں۔ آپ خود دیکھیں کہ نبی کی ہر ہر ادا میں انتظام اور حسن سلیقہ موجود ہے۔ ہر ادا اور ہر سنت انوار اور برکات کا باعث ہے۔ چنانچہ اب ایک قانون مستنبط ہوا کہ حضرت ﷺ نے دائیں طرف شخص کو بادل نخواستہ دیدیا اور اور بائیں طرف والے شخص کو نہیں دیا جبکہ آپ کی خواہش تھی تو اس سے ایک مسئلہ تو یہ پتہ چلا کہ بڑے اور زیادہ قرب والے حضرات اپنے مخدوم اور شیخ کے دائیں جانب رہیں اور دوسری بات یہ کہ کبھی ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک شخص خود بہت اچھا ہو لیکن جس جماعت سے اس کا تعلق ہے وہ اچھی جماعت نہیں ہے دوسری طرف ایک شخص کم صلاحیتوں کا ہے اور زیادہ معروف بھی نہیں ہے لیکن اس کی جماعت بہت کام کی ہے تو اب جب فتویٰ دیا جائیگا تو وہ اس طرح ہوگا کہ آپ اس آدمی کا ساتھ دیں یا اس آدمی کو ووٹ دیں جس کی جماعت صحیح ہے اگرچہ وہ ایک عام سا آدمی ہو اور اس کا مستدل یہی حدیث ہے کہ دیکھیں اعرابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں کمزور درجے کا تھا لیکن اس کی صنف اعلیٰ تھی یعنی وہ دائیں طرف تھا تو آنحضرت ﷺ نے پانی اس کو دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح اچھے اوصاف کسی مرد مومن کے نہیں ہوسکتے لیکن چونکہ وہ بائیں طرف تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا۔

## دنیا کے اندر موازنہ بہت مشکل کام ہے

موازنہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جس کا فائدہ ہمیں ہو اس میں اگر بھول چوک بھی

ہو جائے تو کوئی بات نہیں نقصان ہمیں ہوگا اور ایک موازنہ وہ ہے جس کا اثر قوم اور ملت پر پڑتا ہے۔ آجکل جو پاکستان کا حال خراب ہوا ہے اچھے اور کام کے افراد آگے نہیں بڑھ رہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان سے اس دوسرے موازنے میں غلطی ہوگئی ہے، اور پچاس سال ہوگئے لیکن اس غلطی کو سدھارنے والا کوئی نہیں۔ چنانچہ اب سب لوگوں کی زبان پر یہ بات ہے کہ سیاست دانوں سے بچنا چاہئے حالانکہ یہ بات اپنی جگہ بہت تکلیف دہ ہے اور جن لوگوں میں ہوش اور عقل نہیں ہے اس کے سننے سے تکلیف ہوگی کیونکہ سیاستدان اصل میں قوم کی امنگوں کے ترجمان ہوتے ہیں جب وہ صحیح چلتے ہیں تو کسی کو کوئی اعترض نہیں ہوتا اور سب اس پر متفق ہوتے ہیں۔ بات دراصل ایمان سے چلی تھی کہ یہ ایک آزمائش ہے۔

## تلاشی اور تفتیش کے اصول بھی اسلام میں موجود ہیں

بخاری شریف میں ایک واقعہ آیا ہے کہ ایک خاتون تھی کنیز غریب اور عاجز وہ جب بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتی تھی تو کہتی تھی کہ

ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا
الا انہا من بلدۃ الکفر انجانی

وہ جو زیورات گم ہو جانے کا دن تھا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے عجائبات میں سے تھا کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے کفر سے نجات دلا دی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز اس خاتون سے پوچھا کہ آپ جب بھی یہاں آتی ہیں یہی شعر کیوں پڑھتی ہیں۔

تواس نے کہا کہ ایک مالدار گھرانے کا معصوم بچہ باہر کھیل رہا تھا اور اس نے سونے کے زیورات پہنے ہوئے تھے کہ اچانک چیل آئی اور اس کے گلے پر جھپٹا اور اس کے گلے کا ہار لے گئی۔ وہ چونکہ ایک امیر گھرانے کا بچہ تھا اس لئے خوب تفتیش ہوئی اور میں غریب اور بے بس تھی اور میرا کوئی پرسان حال نہ تھا اس لئے سب کو مجھ پر شک ہوا اور ان کے لوگوں نے میری خوب تلاشی لی اور ان جگہوں پر بھی تلاش کیا جہاں تلاش نہیں کرنا چاہئے تھا یعنی تمام مستورہ جگہوں کی تلاشی لی اسی دوران اچانک چیل آئی اور سب کے سامنے اپنے منہ سے اس ہار کو نیچے گرایا۔ اس عورت نے کہا کہ ہار تو چیل لیکر گئی تھی اور آپ لوگوں نے میری تلاشی لیکر مجھے اتنا بے عزت کیا۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر ملی تو سب نے بہت افسوس کا اظہار کیا۔ جب اس عورت کو اس بات کی خبر ملی کہ مسلمانوں نے میری بے عزتی پر بہت افسوس کا اظہار کیا ہے تو اس کو مسلمانوں کی عظمت کا اندازہ ہوا اور وہ مسلمان ہوگئی۔ (بخاری ج ا ص ۶۲، ۶۳)

## حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

یاد رکھو اسلام میں تلاشی لینے کے بھی قاعدے اور قانون مقرر ہیں اسلام ہر چیز میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ بخاری شریف میں طویل واقعہ ہے جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ پر فتح کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے خوب زور وشور سے تیاریاں شروع فرمائیں اور صحابہ کو خوب مسلح کرنا شروع کردیا اور آپ نے تمام قبائل کو یہ بات باور کروائی کہ اس دفعہ مشرکین سے مکہ لیکر رہیں گے۔ کیونکہ آپ ﷺ حدیبیہ کے

بعد شدید غصہ میں تھے کیونکہ کعبہ بالکل سامنے تھا اور مشرکین نے آپ کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی تھی، اگر آپ ﷺ آگے بڑھتے تو خونریزی ہو جاتی اور آپ ایسا نہیں چاہتے تھے۔ اس موقع پر آپ کے ساتھ چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھمْ اجمعین تھے جن میں سے اکثر نے سخت باتیں شروع کر دیں جس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ ان باتوں کو چھوڑیں جو میں کرتا ہوں مجھے کرنے دیں وہاں سے واپسی پر یہ آیات نازل ہوئیں

''انافتحنالک فتحاً مبیناً'' (سورۂ فتح آیت ۱)

کہ ہم آپ کو مکہ فتح کر کے دیں گے، آپ غمگین نہ ہوں، اس آیت کا نزول مسلمانوں کیلئے تسلی اور تشفی کا باعث بنا اور مسلمانوں میں عید کا سماں بن گیا. بخاری شریف میں ہے کہ تمام قبائل اس انتظار میں تھے کہ اگر یہ سچا نبی ہے تو یہ مکہ سے دور نہیں رہیں گے اور بہت جلد مکہ ان کے پاس ہوگا۔ اس وجہ سے وہ قبائل ایمان لانے سے رک گئے تھے اس نصرت وامداد کی خوشخبری کے بعد صحابہ نے تیاری خوب تیز کر دی اور ۸ھ میں حضرت ﷺ نے صحابہ کا ایک لشکر جرار تیار کر لیا اور مکہ پر چڑھائی کی تیاری کر لی اور صحابہ کو تمام جنگی اصولوں سے باخبر کر دیا۔ صحابہ جیسے راز دار اور وفادار زمین اور آسمان نے نہیں دیکھے۔ لیکن ان میں سے ایک شخص کا ذکر آتا ہے حاطب ابن ابی بلتعۃ رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے ایک خط مشرکین کے نام لکھا اور انہیں حضرت ﷺ اور صحابہ کی تمام جنگی تیاریوں کے بارے میں آگاہ کر دیا کہ اس بار تم بچ نہ سکو گے۔ اور یہ خط لکھ کر ایک عورت کو دیدیا کہ اس کو چھپا کر مکہ کہ فلاں رئیس کو دینا۔ وہ عورت روانہ ہوگئی اور جیسے ہی مکہ مکرمہ سے نکلی تو حضرت ﷺ کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے اطلاع فرمائی۔ آپ نے فوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ،

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن ابی مرصق رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ آپ سب فی الفور روانہ ہو جائیں اور روضہ رخاخ ایک جگہ ہے وہاں ٹھہر جائیں کچھ دیر بعد وہاں سے ایک عورت گزرے گی اونٹ پر سوار اس کو روک کر اس کی اچھی طرح تلاشی لو اس کے پاس ایک خط ہے کا وہ خط لیکر میرے پاس آؤ۔ وہ حضرات وہاں پہنچ گئے اور کچھ دیر کے بعد وہ عورت وہاں سے گزری صحابہ نے اسے روک کر اونٹ سے نیچے اتارا اور اس سے خط مانگا اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں تو صحابہ نے کہا کہ خط دو ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دینگے اس بات سے آپ اندازہ لگائیں کہ تلاشی کا حق تلاش کرنے والے کو کس حد تک ہے۔ یاد رکھنا جب اندازہ ہو جائے کہ جانی نقصان ہو سکتا ہے یا اسلام کو نقصان پہنچ سکتا ہے تو پھر تلاشی ہر اعتبار سے جائز ہے۔ تو جب اس عورت کو اندازہ ہو گیا کہ یہ لوگ ایسے نہیں چھوڑیں گے تو اس نے بالوں میں سے خط نکال کر صحابہ کے حوالے کر دیا۔ صحابہ اس خط کو لیکر حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ﷺ نے خط دیکھا اس میں مسلمانوں کی تمام خبریں لکھیں تھیں تو حضرت ﷺ ارشاد فرمایا کہ "یا حاطب ما ھذا" اے حاطب یہ آپنے کیا کیا۔ تو حاطب ابن ابی بلتعۃ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت مجھے صرف تھوڑا سا موقع دیں صفائی کا اور پھر انہوں نے کہا کہ حضرت وحی آچکی ہے اور اب اگر مکہ والوں کے ساتھ دس مکہ اور بھی شامل ہو جائیں تو بھی آپ کا راستہ نہیں روک سکتے میں ایک غیر قوم کا آدمی وہاں آباد ہوا تھا دوسرے تمام صحابہ کے رشتے دار وہاں موجود ہیں جو ان کے گھر والوں کا خیال کرتے ہیں میرا کوئی بھی نہیں ہے میں نے سوچا کہ آپ کو فتح سے تو کوئی نہیں روک سکتا میں اگر ان کو یہاں کی اطلاع دے دوں تو وہ میرے اہل وعیال کا کچھ خیال کر لیں گے۔

حضرت ﷺ نے جب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا کہ یہ بالکل سچ کہہ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑاتا ہوں تو اس پر حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ یہ بدری صحابی ہے اور بدر میں شریک ہونے والے سارے صحابہ بخشے جا چکے ہیں۔

(بخاری ج ۲ ص ۵۶۷، ۶۱۲، ۷۲۶)

اسی لئے تو علماء کرام نے لکھا ہے کہ ''اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں آدمی مرتبے میں بدریوں سے اونچا ہے اور کسی نے ایسا کہنے والے کی گردن اڑائی تو اس نے ٹھیک کیا''۔ بہر حال میں آپ لوگوں کو تلاشی اور تفتیش کے اسلامی قوانین کے بارے میں بتا رہا تھا اسلام ایک جامع دین ہے جس میں ہر ایک کے لئے راہنمائی موجود ہے۔

## علماء انبیاء کے وارث ہیں

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ

''ان العلماء ورثة الانبياء ان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم فمن اخذ به فقد اخذ بحظ وافره''

(ترمذی ج ۲ ص ۱۹۳)

علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اور انبیاء وراثت میں دینار اور درھم نہیں چھوڑتے بلکہ انبیاء علم چھوڑتے ہیں اور جس نے علم حاصل کیا اس نے نبوت کا بڑا مقام اپنایا۔ اور باطل کا رد، ظالم کا منہ توڑنا اور کافر اور مشرک کے ارادوں کو پسپا کرنا یہ تمام کام نبی کے ہوا

کرتے تھے اور اب ہر دور اور ہر زمانے میں یہ کام علماء کرام کی ذمہ داری ہے۔ آپکے سامنے ہے کہ کس بے دردی اور سفاکی سے کراچی میں علمائے حق مارے جارہے ہیں یہ سب کے سب وارث الانبیاء ہیں اور وہ جو وارث الحلوہ اور وارث المزارات ہیں وہ بڑے آرام اور حفاظت سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنی پگڑیوں کے رنگ بدلے تو اللہ نے ان کے چہروں کے رنگ بھی بدل دیئے۔

بھر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش

من اندازے قدت رامی شناسم

یہ کتنے بھی رنگ بدل لیں مگر خوب پہچانے جاتے ہیں اللہ کی شان دیکھو کہ پندرھویں صدی میں بھی جب چناؤ ہوتا ہے تو وہ علماء جو نبوت کے منصب پر قائم ہیں اور انبیاء کے جانشین ہیں وہ یہی کہتے ہیں کہ ہمیں ان چیزوں سے معاف رکھیں اور وہ دوسرے لوگ جو حلوہ خور اور قبر پرست ہیں اور ابوجہل کے جانشین اور مشرکین مکہ کے جانشین ہیں وہ درخواستیں دیتے ہیں کہ وزارتیں ہمیں دی جائیں۔ تو میرے محترم بزرگوں اور دوستوں یہ دین اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہ خود اس کے ناصر اور محافظ ہیں ہم عاجز اور مسکین جو خود اپنی حفاظت نہیں کرسکتے وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی کیا حفاظت کرسکتے ہیں لیکن یہ ایک طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ علمائے کرام کو حق پر جمنے کا طریقہ اور سلیقہ عطا فرماتے ہیں اور پھر علمائے کرام اپنے اپنے حساب سے اپنی اپنی بساط کے مطابق اس دین کی حفاظت کی ذمہ داری نبھاتے ہیں۔ آج کے دور میں ہم اور آپ دیکھتے ہیں عوام کے غلط کاموں میں علمائے کرام ان کا ساتھ دیتے ہیں تو یاد رکھنا اس قسم کے علماء کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا یہ لوگ دین کو صرف

اپنے اغراض ومقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ایک قاعدہ یادرکھنا کہ گناہ کے ذرائع
کواستعمال کرنے کے بعد مولوی بھی گنہگار ہوجاتا ہے اور گنہگاروں کی تقاریراورمجالس میں
گناہ اور معصیت ہوتی ہے اس میں دین نہیں ہوتا جب خود اصلاح کرنے والا ہی غلط
کاموں میں ملوث ہوجائیگا تو وہ قوم کی کیا اصلاح کریگا۔

اللہ تعالیٰ ہر میدان میں ہر فتنے اور گناہ سے ہر مسلمان کواور خاص طور پر علمائے حق
اور علمائے ربانیین کومحفوظ فرمائیں اوراپنے دین کی حفاظت کے لئے ایسے رجال کاملین پیدا
فرمائے جوصرف اورصرف اس دین کی سربلندی کے لئے کوشاں رہیں۔

”واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین“

# پانچواں خطبہ

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتو كل عليه و نعو ذ با لله من شرور انفسنا و من سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا ها دى له و اشهدان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهدان سيدنا و نبينا محمداعبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كا فة الخلق بين يدى الساعة بشيراًونذيراًوداعياالىٰ الله باذنه وسراجاً منير ا صلى الله تعالىٰ عليه واله واصحا به وبارک وسلم اما بعد

فا عوذبالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم .

"يا ايها الذين امنوا ا تقوا الله و كونوا مع الصٰدقين"

(سورۂ توبہ آیت ۱۱۹)

"قال رسول الله ﷺ من راى منكم منكراً فليغيره بيده و من لم يستطع فبلسانه ومن لم يستطع فبقلبه و ذالک اضعف الايمان"

(ترمذی ج ۲ ص ۴۰)

اللهم صل وسلم على سيد نا و مولانا محمد و على آله و اصحابه و بارک وسلم

مولایا صل و سلم دائماً تترا علی من تزینت بہ عصور
ھو الحبیب الذی ترجیٰ شفاعتہ لکل حول من الاحوال مقتحم
فمبلغ العلم فیہ انہ بشر و انہ خیر خلق اللہ کلھم
یا رب سلم وسلم دائما ابدا علیٰ حبیبک خیر خلق کلھم

## اسلام کے زرین اصول

اسلام کی زرین تعلیمات میں سے ایک تعلیم یہ ہے کہ صدق اور سچ کا برتاؤ اپنایا جائے کذب اور دروغ سے مکمل اجتناب ہواور یہ ایمانیات میں سے ہے۔ اگر کوئی آدمی سچ بولے تو یہ دلیل ہے اس کی تصدیق کامل کی، اگر اس کی زبان سچائی کے مقابلے میں دروغ گوئی پر گویاں ہے تو یہ خطرہ ہے کہ دل کی تصدیق مضمحل ہے اور اس میں وہ طاقت اور توانائی موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ بجائے صدق کے دروغ کے ساتھ رطب لسان ہے۔ صدق معاملہ، صدق مقال صدق افعال، صدق فی الامور، تمام نظام حیات میں سچ کا کاروبار اپنانا، یہ اسلامی تعلیم ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی پوری زندگی معجزہ ہوتی ہے لیکن ان میں دو باتیں بڑی عجیب ہوتی ہیں ایک ان کے افعال جسے کردار کہتے ہیں اس میں دیانت واضح ہوتی ہے اور دوسرا ان کے مقال ان کے گفت میں ان کے قول میں بول چال میں صدق پایا جاتا ہے ''صدق مقال اور دیانۃ الافعال'' یہ انبیاء کی علی الفور نبوت سے پہلے بھی دو دولتیں اور دو زیورات ہوتے ہیں۔ اور سارا جہاں اس میں ان کا پابند ہوتا ہے اور ان کے حق میں ثناء خواں ہوتا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ تو سید الصادقین والمصدوقین ہیں، حق سبحانہ

وتعالٰی نے اس ناسوتی عالم میں جتنے انبیاء اور مرسلین مبعوث فرمائے ہیں ان سب میں صدق کی شان تھی اوران کے جتنے متبعین اور صالحین تھے وہ سب صادقین تھے۔ کسی ایک نبی کی شریعت میں بھی کسی ایک زمانے میں بھی صدق کی قیمت کم نہیں ہوئی سچ ہمیشہ بلند وبالا رہا ہے کیونکہ اس کا تعلق تخم ایمان سے ہے۔ ایمان کی تصدیق جب دوٹوک دل میں موجود ہوتی ہے۔ تو زبان کے لئے دروغ بولنا مشکل رہتا ہے اور جسم کے اعضائے بدن اور جوارح کے لئے خلاف واقع امر سرزد کرنا کارگراں ہوتا ہے۔

## قرآن کریم میں صدق کے مراتب کا بیان

اللہ بزرگ وبرتر نے قرآن مجید میں صادقین کے مراتب بیان فرمائے ہیں

"فأُولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین"

(سورۃ النساء آیت ٦٩)

انبیاءعلیہم السلام کے بعد اگر کوئی درجہ ہے تو سچوں کا ہے اس لئے انبیاءعلیہم السلام کے بعد افضل ترین خلائق میں ابوبکرؓ ہے تو ان کا لقب صدیق ہے۔ امہات المومنین میں خدیجۃ الکبریٰ کے بعد علی الاطلاق افضل اور بہترام المومنین حضرت عائشہؓ ہیں تو ان کا لقب صدیقہ ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل میں سے حضرت عیسیٰ مسیح کی والدہ ماں مریم کی زندگی کچھ امتحان کی رہی ہے تو قرآن کہتا ہے "و امہ صدیقہ" (سورۂ مائدہ آیت ۷۵) بڑی پاک دامن اور سچی عورت ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں بادشاہ روم ہرقل نے جب بھرے دربار میں ابوسفیان سے پوچھا کہ جسے تم اپنا دشمن سمجھتے ہو اور وہ نبوت کا دعویدار ہے وہ کیا

کہتے ہیں۔

''قال ما ذا یا مرکم قال یا مرنا بالصلوٰۃ و الصدق و العفاف''

(بخاری ج ۱ ص ۴)

پہلا لفظ ابوسفیان نے یہ بولا کہ وہ ہمیں سچ بولنے کی تاکید کرتے ہیں اور پاک دامنی اپنانے کی تاکید فرماتے ہیں ''یا مرنا بالصدق و العفاف'' شریعت اسلامی میں ایمان کی طرح ایک اہم قسم کا مرحلہ ہے صدق مقال کا کہ سچ بولا جائے، سچ رائج کیا جائے سچ کو روح کی طرح استعمال کرنا ہے جیسے روح کا کوئی بدل نہیں ہے اسی طرح سچ کا کوئی قائم مقام نہیں ہے۔ اگر ایک آدمی میں سچ بولنے کی عادت نہیں ہے اور اس میں تمام کمالات ہیں تو عقل اور شریعت کی نظر میں وہ صفر ہے وہ کاغذ کا ڈھیر ہے معمولی جلدی سے اڑ کر جھلس جائے گا اور اگر ہزار قبائح کے ساتھ صدق کا تخم پایا جاتا ہے اور اس کا دل اور اس کی زبان سچ کی عادی ہے تو یہ تمام قبائح محاسن اور مکارم میں تبدیل ہو جائیں گے۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ ایسا ہے ایسا ہے جب یہ کہا گیا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سوچو کیا بولتے ہو اس کے بارے میں کیونکہ جو شخص مجھ پر ایمان لایا ہے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ بہت سارے اکابر علماء کی نظر میں جو لوگ جھوٹ بولنے کے عادی ہوتے ہیں حقیقت میں ان کا ایمان جا چکا ہوتا ہے۔ ایمان جانے کے بعد کچھ سزائیں ملتی ہیں۔ ان میں ایک بڑی سزا یہ ہے کہ اس کی زبان دروغ گویا ہو جاتی ہے اور ایمان کی دولت جب کسی کو عطاء ہوتی ہے تو اس کو بہت سارے کمالات اور دولتوں میں سے ایک اہم کمال اور زیور پہنایا جاتا ہے وہ صدق مقال کا ہوتا ہے، سچ بولنے

کا۔حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک وفد آیا اور حضرت سے کچھ اسلامی تعلیمات انہوں نے ضبط کی جب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سچ بولنے کی عادت اپناؤ اور کبھی سچ کو جانے نہ دو تو وہ لوگ رو پڑے تو انہوں نے کہا کہ سچ ہم اس وقت بولتے تھے جب ہم آسمانی وحی کے پابند تھے اور جب آسمانی وحی ہم سے چھوٹ گئی تو اس وقت سے جھوٹ بولنے کا دھندہ شروع ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ جب کبھی گفتگو فرماتے اور صحابہ کو سمجھاتے تو یہ بھی ارشاد فرماتے "احب الحدیث الی اصدقه" (فتح الباری ج ۵ ص ۲۵۲) یاد رکھو میں سچی بات کو پسند کرتا ہوں۔ جس طرح ہمارے یہاں کہتے ہیں کہ جھوٹ بولنے سے کوئی فائدہ نہیں تو جھوٹ بولنے پر پیغمبر اپنی زبان بھی استعمال نہیں کرتے جھوٹ کا لفظ بھی نہیں لانا چاہتے اس کی جگہ فرماتے ہیں "احب الحدیث الی اصدقه" سچی بات پیغمبر کو پسند ہوتی ہے۔

## منافق اور مؤمن کا فرق

قرآن کریم میں کئی جگہ منافقین کو جو سزا سنائی گئی ہے وہ اس طرح ہے

"اولئک هم الکذبون (سورۂ نحل آیت ۱۰۵)

"ولهم عذاب الیم بما کانوا یکذبون" (سورۂ بقرہ آیت ۱۰)

انکو دردناک سزا اس لئے ملے گی کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ منافق میں سب سے بڑی قباحت جھوٹ کی ہوتی ہے کہ وہ دروغ گو ہوتا ہے اور قرآن کہتا ہے کہ مؤمن کا ظاہر اور باطن قلب اور قالب، جنان اور لسان دونوں ایک جیسے ہوتے ہیں جب کسی سے

دوستی کرتا ہے تو دل وجان سے کرتا ہے اور جب کسی سے ناراضگی کرتا ہے تو برابر کی کرتا ہے یہ نہیں کہ اس کو خوش فہمی میں رکھے اور دل میں بغض دبائے ایک روایت میں ہے کہ جو شخص کسی کے ساتھ دوغلہ معاملہ کرے جیسا کہ آج کل کے کلچر میں بہت بڑی کامیابی سمجھتے ہیں اور اس کو یہ لوگ نیوٹرل ہونا کہتے ہیں۔ نیوٹرل کا نام شریعت میں منافق ہے۔

"لا الٰی ھٰؤلاء ولا الٰی ھٰؤلاء"، نہ یہاں ہیں اور نہ وہاں ہیں "مذبذبین بین ذالک"، (سورۂ نساء آیت ۱۴۳) مذبذب بنے ہوئے ہیں صرف وہ وقتی چیزیں نہیں ایک بلاء ہے جو امت پر مسلط ہوگئی، سچ کی کمی کی وجہ سے ماں باپ پر اولاد کا اعتماد نہیں ہے اور اولاد بھی دیکھ رہی ہے کہ جب ضرورت پڑتی ہے ماں باپ ایک دوسرے سے جھوٹ بولتے ہیں تو دونوں کا ایک دوسرے پر اعتماد ختم ہوگیا اور جب ایک شخص کا دوسرے شخص پر اعتماد ہی نہیں رہا تو زندگی میں پھر کیا چیز باقی رہی۔ دنیا میں سب سے بڑا سکون اس وقت تھا جب ایک دوسرے پر اعتماد قائم تھا۔

## صدق اور دیانت کے بارے میں ایک حکایت

گزشتہ شریعتوں کی جو تعلیمات ملتی ہیں ان میں یہ تعلیم مل رہی ہے کہ ایک آدمی نے وعدہ کیا اور اس میں اس کی جان جارہی تھی لیکن اس نے کہا کہ نہیں میں نے قول دیا ہے اس کو اب بدل نہیں سکتا ہوں۔ ذاالکفل کا قصہ محدثین نے اور مفسرین نے لکھا ہے کہ بادشاہ نے ایک شخص کو سزا دی اور اس نے کہا کہ میرے چھوٹے بچے ہیں میں ایک نظر دیکھ کے آتا ہوں بادشاہ نے کہا اتنا وقت نہیں ہے اس نے منت سماجت کی تو ذاالکفل آگے بڑھا

اوراس نے کہا کہ اسے چھوڑ و میں ذمہ داری لیتا ہوں تو بادشاہ نے کہا اس کو تو سزائے موت مل رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ نہیں آیا تو میں حاضر ہوں۔ ذاالکفل کو بٹھایا اور وہ شخص چلا گیا کافی انتظار کیا گیا معہود وقت گزر گیا ذاالکفل کے ہاتھ پیر باندھے گئے اور اس کے گلے میں رسی ڈالی گئی اتنے میں باد اور ہوا کی طرح تیز وتند ایک شخص گھوڑے پر آرہا ہے، پتہ چلا کہ یہ وہی شخص ہے جس کو سزائے موت ہونے والی تھی، وہ پہنچ رہا ہے، میری جگہ کہیں بے قصور شخص سزاوار نہ ہو جائے۔ (روح المعانی جز ۱۷ ص ۱۰۸، ۱۰۹ سورۂ انبیاء ذیل الآیۃ نمبر ۸۵) ذاالکفل، کفل کے معنی ذمہ داری، ذمہ داری قبول کرنے والا ضامن ہونا آسان کام نہیں ہے کوئی شخص کسی کا ضامن بنتا۔ اس وقت شرائع مضمحل تھیں اور شرعی قوانین نہیں تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ میں کوئی کسی کی جان اور روح کا ضامن نہیں ہوسکتا باقی اطراف میں اور اموال میں ضمانت قبول ہے۔

## کلمہ پڑھنے میں صدقِ دل کی اہمیت

''صدق مقال اور دیانۃ الافعال'' کہ ہماری زندگی پر سب سے بڑا اثر سچ کا ہونا چاہیے اس لئے کہ اس کا اتنا وزن ہے کہ ایک سو سالہ کافر اور دو سو سال کا مشرک جب ایک دفعہ دل وجان سے زبان واقرار سے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتا ہے تو سارا کفر اس کا ختم ہو جاتا ہے۔ یہ کلمہ ایسا ہے جب یہ سچ کے ساتھ بولا جائے تو سو سال دو سو سال تین سو سال کا کفر وہ ختم ہو گیا اور اگر اس کی دو سو تسبیح پڑھی جائے اور سچ نہ ہو تو قرآن کو دیکھو کیا کہتا ہے۔

"اذا جاءک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول اللہ" (سورۂ منافقون آیت ۱)

منافق لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ بے شک رسول ہیں حق نبی کے نعرے لگاتے ہیں "واللہ یعلم انک لرسولہ" اللہ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ برحق پیغمبر ہیں" واللہ یشھد ان المنافقین لکذبون" لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں جھوٹ بول رہے ہیں انہیں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سے ایمان کا فائدہ حاصل نہیں ہو رہا جب سچے دل سے پڑھا جائے تو ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہنا کافی ہے اور یہ مسئلہ ہے پوری عمر اگر مؤمن کی سو سال ہے تو ایک مرتبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ لینا کافی ہے فرض ادا ہوگیا ویسے تو لا الہ الا اللہ غزا اور روح ایمان ہے۔

جتنی کثرت کے ساتھ ہو اتنا ہی فائدہ ہوتا ہے اور قوت اور توانائی عقیدے اور اعمال میں آتی ہے لیکن صدق کے ساتھ ایک دفعہ پڑھ لینا ہمیشہ کیلئے جہنم کے چھٹکارے اور جنت کے دخول کے لئے کافی ہوتا ہے۔ دو حدیثیں پیش کرتا ہوں ذرا غور کرلیں تاکہ آپ کو صدق کے ساتھ کلمے کا وزن معلوم ہوجائے۔

حضرت اسامہ بن زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ خاص لوگوں میں سے ہیں حب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے محبوب کہلاتے ہیں اور ان کے والد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کا نام اللہ نے قرآن میں لیا ہے ان کے علاوہ قرآن کریم میں کسی صحابی کا نام نہیں ہے قرآن کریم نے تمام صحابہ کرام کے کام ان کے پروگرام اور ان کے انجام اور ان کے بہترین مقام کا تذکرہ کیا ہے نام صرف حضرت زید کا لیا ہے "فلما قضی زید منھا وطرا" (سورۂ احزاب آیت ۳۷) یہ اسامہ زید ابن حارثہ کے بیٹے ہیں اور حضرت ﷺ انہیں

ایسے اٹھاتے تھے اور ان کی تربیت فرماتے تھے جیسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تربیت فرمائی اور حدیث کے الفاظ ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہیں حضرت کی ان سے بڑی محبت تھی اور جب آنحضرت ﷺ سے کسی اہم مسئلہ کی درخواست کرنی ہوتی تو صحابہ کرام اسامہ کو کہتے تھے کہ آپ بات کریں اور حضرت اسامہ نے بعض موقعوں پر گفتگو کی۔ یہ صحابہ کی جماعت میں ایک غزا میں گئے تھے وہاں کے لوگوں کو جب پتہ چلا تو ان میں سے بہت ساروں نے ان کے پہنچنے سے پہلے ایمان لے آئے اور کہا جب یہ لوگ آجائیں گے ہم کلمہ پڑھیں گے یہ ہمیں کچھ نہیں کہیں گے۔ یہ واقعہ صحابہ کے سامنے نئی نوعیت کا واقعہ تھا غزا اور دعوت سے پہلے لوگ مسلمان ہو گئے ان ہی میں ایک شخص ہے مراد اسلمی وہ بھیڑ بکریاں چراہ رہا تھا اور صحابہ کی جماعت پہنچ گئی، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ان کے جرنیل تھے ان کو اس مہم میں کافی مزاحمت کا سامنا ہوا تھا تو پکڑ دھکڑ ہو رہی تھی اور مشرکین مارے جا رہے تھے ایک شخص بھیڑ، بکریاں چرا رہا تھا جب یہ لوگ ان کے پاس گئے انہوں نے پہلے تو کہا، السلام علیکم کیونکہ یہ اسلام کا کلمہ ہے اس سے مومن اور کافر کا فرق ہو جاتا ہے، اس لئے اسلام میں مرزائی کو نہ اسلام علیکم کہنے کی اجازت ہے نہ ہم اسے کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہے، پرویز منکر حدیث جو کہ بالاتفاق امت کافر ہے اس لئے ان کو اسلام علیکم کا کلمہ استعمال کرنا بھی منع ہے۔ یہاں جو غیر مسلم ہیں وہ مسلمانوں سے وزن دار ہیں ان کے ووٹ بھی دو ہیں۔ ایک وہ انسانیت کا ووٹ دیتے ہیں دوسرا ان کو انعام دیا ہے کہ ہمارے ہاں رہ کر آپ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں تو آپ کو انعام ہے کہ یہی تو حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کہتے تھے کہ پاکستان میں جتنی اسلام کی بے عزتی ہو گی

اتنی کہیں نہیں ہوگی اور وہ سب نظارے آنکھوں کے سامنے ہیں جب اس شخص نے السلام علیکم کہا تو صحابہ کو باور نہیں آیا یہاں تک کہ جب اسے پکڑنے لگے تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صحابہ نے یہ سمجھا کہ شاید یہ جان بچانے کے لئے استعمال کرتا ہے چنانچہ اسے قتل کر دیا۔

جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں صحابہ پہنچے اور یہ واقعہ بیان کیا تو حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ بیٹھے ہوئے تھے غصے کی وجہ سے کھڑے ہو گئے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ جس طرف کھڑے تھے آپ ﷺ نے چہرہ اس طرف سے موڑا وہی محبوب لاڈلا اور چہیتے اور فرمایا ''فقال رسول اللہ ﷺ اقال لا الہ الا اللہ و قتلتہ '' کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اس کو قتل کر دیا تو اسامہ نے کہا ''قلت یا رسول اللہ انما قالھا خوفاً من السلاح'' میں نے کہا کہ اس نے اسلحہ کے خوف کی وجہ سے پڑھ تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''قال افلا شققت عن قلبہ حتیٰ تعلم اقالھا ام لا '' (مسلم ج۱ ص ۶۸) پھر آپ نے اس کا سینہ چاک کر کے اندر کیوں نہیں دیکھا کہ سچا ہے یا جھوٹا ہے اور فرمایا قیامت کے دن تیرا کیا حال ہوگا جب وہ تیرے خلاف بارگاہ الٰہی کی عدالت میں کھڑا ہوگا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ رہا ہوگا اور آپ اس کے قتل کے الزام میں کھڑے ہونگے۔ کلمہ گو کا قتل کتنی بڑی قباحت اور کتنا بڑا جرم ہے کہ پیغمبر ایک صحابی کو کہہ رہے ہیں کہ آپ بارگاہِ الٰہی میں کیا کرینگے وہ تو کلمہ پڑھ چکا تھا اور آپ نے قتل کیا اور آج مسلمانوں کا نقشہ دیکھئے اپنی موت سے اتنے نہیں مر رہے ہیں جتنے قتل کے ذریعے مارے جا رہے ہیں۔ صدق ختم ہو گیا سچ کا نام ونشان نہیں رہا اور اسامہ کو جب اس کا احساس ہوا اسے ایک جملے سے سمجھ لیں کہ اس نے

کہا کہ کاش یہ عمل میرے اسلام لانے سے پہلے کا ہوتا اتنا بڑا گناہ اسلام میں مجھ سے سرزد ہوا ہے یہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اسلام تو نیکیوں کے لئے ہے گناہوں کے لئے تو نہیں ہے اس کے لئے تو کفر ہے۔

## غیب دان صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ صحابہ کرام کو غیب کا علم نہیں ہے ایک شخص سامنے کھڑا ہے کلمہ پڑھ رہا ہے اسامہؓ پوری جماعت کے ساتھ یہ نہیں جانتے کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا، تب تو انہیں اس قدر سنگین نوعیت کی وعید پیغمبر سے سننی پڑی تو جب اسامہ رضی اللہ عنہ جیسے حب رسول اللہ ﷺ جنکے والد کا نام قرآن میں خدا نے لیا ہے اور جنہیں جرگہ بنا کر ابو بکرؓ اور عمرؓ نبی کریم ﷺ سے بات کرنے کے لئے آگے کرتے کہ آپ بات کریں، آپ کی بات بہت مانی جاتی ہے وہ ایک شخص کو ذبح کر رہا ہے اور جانتے نہیں ہے کہ یہ صدق دل سے کلمہ پڑھ چکا ہے تو ایمان سے کہنا چاہیے کہ بعد کے لوگ شرق اور غرب میں اولیاء اور بزرگان دین جنہیں غوث کہیں کہ وہ ساری دنیا کا حال جانتے ہیں۔ یہ عقل اور یہ سمجھ مومن کے شان سے بعید ہے۔ اسامہ تو سامنے آدمی ہے ان کو نہیں جانتے اور شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مہینہ بدعتی مناتے ہیں اور دروغ کے واقعات کذب پر مشتمل حکایات بے بنیاد اور بے سر و پا داستانِ اسلام اور توحید سوز قسم کے خیالات روز لوڈ سپیکروں اور مسجدوں سے بیان ہوتے ہیں لوگوں کو رات بھر بے آرام کرتے ہیں تو جن کی تربیت وحی میں ہو رہی ہے اور جنہیں پیغمبر ﷺ کی براہ راست محبت اور صحبت کا شرف حاصل ہے وہ تو غیب دان نہیں ہے اور پیران

پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو ۴۷۱ ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۶۱ ھ میں فوت ہوئے نوے سال کی عمر میں وہ ساری دنیا کا حال جانتے ہیں اور گیارہ سال بعد بارات سے بھری ہوئی کشتی بھی انہوں نے نکال دی دولہا اور دلہن بھی بیٹھے ہوئے تھے اور ڈھول بھی بج رہے تھے اور دوسری طرف گیارہویں کی دیگ بھی چڑھی ہوئی تھی۔ جھوٹ اس لئے بولنا پڑا کہ قرآن وسنت سے محروم ہو چکے ہیں اور میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بادشاہ حبشہ نے اپنے شہزادے سمیت علماء کا وفد تحائف سے آراستہ کر کے حضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا کہ مجھے امور سلطنت کی وجہ سے موقع نہیں مل رہا ہے تم جاؤ اور حضرت کو سلام کرو اور خدمت میں پیش ہو جاؤ۔ اور میرا سلام کہیں اور میری نیازمندی وہاں پیش کریں، لیکن وہ شہزادہ ساٹھ علماء سمیت جب کشتی میں بیٹھے تو وہ کشتی دریا میں ڈوب گئی اور محدثین لکھتے ہیں کہ چودہ دن بعد آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی اطلاع ملی اور آپ ﷺ مہینوں انہیں یاد کر کے روتے تھے لیکن آپ ﷺ نے وہ کشتی دوبارہ نہیں نکالی "و حرام علی قریة اهلکنها" اللہ فرماتے ہیں کہ حرام ہے جو ایک دفعہ مر چکے ہیں "انهم لا یرجعون" (سورۂ انبیاء آیت ۹۵) وہ اس دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتے جب وہ آئیں گے تو پھر دوسری دنیا ہوگی پھر یہ دنیا ختم ہو چکی ہوگی۔ حشر، نشر، حساب، کتاب، جنت، جہنم، کا نظارہ ہو گا۔ اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہے سر آنکھوں پر مگر کرامت سے ولی الہٰ نہیں بن سکتا، بزرگی کی وجہ سے وہ خدا نہیں مانا جاتا اور یہ تصرفات اور یہ قدرتیں صرف خدا کے قبضے میں ہیں ھو یحی و یمیت زندگی بھی وہی دیتے ہیں اور موت بھی وہی دیتے ہیں۔ اللہ نے احیا اور اماتت کا منصب اپنے دستِ الوہیت میں رکھا ہے اپنے سوا کسی کو اس میں شریک نہیں کیا

۔حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اپنے بیٹے حضرت ابراھیم کا جب وصال ہونے لگا تو آپ ﷺ نے ان کو گود میں اٹھایا اور وہ حضرت ﷺ کے ہاتھوں میں تھے" وھو یکید بنفسہ "وہ تڑپ رہا تھا اور حضرت ﷺ کی گود میں ان کی روح نکلی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی" (بخاری ج ۲ ص ۹۸۴) جو خدا نے دیا تھا لیا بھی اسی نے" و کل شئی عندہ الی اجل مسمی "ہر چیز، ہر انسان، ہر روح اس کی طرف سے ایک وقت تک ہوتی ہے جب وہ وقت پورا ہو جاتا ہے تو ایک لمحہ اوپر نیچے نہیں ہوسکتا، حضرت ابراھیم کو چوما اور فرمایا

"واللہ یا ابراھیم انا بک محزونون" (مسلم ج ۲ ص ۲۵۴)

آپ کی جدائی کا صدمہ ہمیں بہت زیادہ ہے، چھ مہینے کا بچہ تھا اور حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ محبت سے انہیں چومتے اور سونگتے تھے لیکن روح لوٹانا اور مرا ہوا پھر زندہ کرنا یہ دوسرے لفظوں میں کسی کو خدا سمجھنا ہے اور خدا ایک ہے، وہ نہیں جس کا کلمہ پڑھا جاتا ہے وہ اللہ ہے وہ حیات وممات کا مالک ہے لا الٰہ الا اللہ .

## تمام قدرتوں کے مالک ومختار صرف اللہ تعالیٰ ہیں

یہ لا الــٰـہ الا اللہ جب صدق کے ساتھ ہو تو عقیدہ توحید کا مضبوط ہو جاتا ہے اور جب یہ لا الــٰـہ الا اللہ رسم ورواج کے ساتھ ہو تو کلمہ بھی پڑھتے ہیں، تسبیح بھی پانچ سو اور ہزار کی گھماتے ہیں اور شرک کا بھی بھرمار ہے شرک وبدعت کا ایک بازار لگا ہوا ہے۔ اسلام کی اصل تعلیمات سے وہ محروم ہو چکے ہیں اگر آپ یہ بات سمجھائیں بھی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ نہیں سمجھیں گے۔ آپ سمجھ رہے ہیں کہ وہ دیکھ رہے ان کی آنکھیں اندھی ہیں، آپ یہ سمجھ

رہے ہیں کہ وہ سن رہے ہیں ان کے کان سن ہو چکے ہیں اور پھر فرمایا کہ ان کی یہ آنکھیں نہیں بلکہ ان کی وہ آنکھیں جو دلوں میں ہیں وہ اندھی ہو چکی ہیں، دل کی بصیرت دل کی آنکھیں وہ ایمان کی وجہ سے ہیں اور جب ایمان موجود ہو تو آدمی کو روشنی نصیب ہوتی ہے۔ ایمان تو اتنا کافی ہے کہ ایک شخص یہ سمجھے کہ اللہ قدرتوں کا مالک ہے اور باقی سب اس کے محتاج ہیں انبیاء ہیں یا اولیاء اور ساری کائنات فرش تا عرش سارا کا سارا اللہ کا محتاج ہے۔ اپنی حیات و ممات، عزت و ذلت اور دوسرے امور میں بھی اللہ رب العزت نے جو مسلمانوں کو تعلیمات دی ہیں ان میں سے ایک اہم حکم صدق اور سچ کا ہے "یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ" اے ایمان والو اللہ سے ڈرو "و کونوا مع الصدقین"

## اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی قدر و قیمت

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ ایک صحابی بھی آ کے کھڑے ہو گئے کیونکہ اس شخص نے اس صحابی کے دو چار آدمی قتل کیے تھے تو صحابی نے یہ سوچا کہ یہ یہاں سے نکلے میں اسے قتل کروں جب کچھ دیر گزری صحبت رسالت کی وجہ سے کہ اللہ نے اسے ایمان سے نوازا اور وہ قاتل کلمہ گو ہو گیا اور وہ ایمان لے آیا۔ ایمان لانے کے بعد صحابی نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ حضرت میرا خون اس کے ذمہ ہے آپ نے فرمایا کلمہ پڑھنے کے بعد کچھ نہیں ہو سکتا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے وہ مجرم تھا اور آپ بے قصور تھے، اب اگر تم نے اسے مارا تو جہاں آپ تھے وہاں وہ ہوگا اور جہاں وہ تھا وہاں آپ کھڑے ہو جائیں گے۔ یعنی اب اگر آپ نے اسے قتل کیا تو اس کے بدلے میں تمہیں قتل کیا جائے گا کیونکہ اس نے کلمہ پڑھا ہے اور کلمہ پڑھنے سے پہلے کے تمام جرائم

معاف ہیں'' ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ ''(مسلم ج۱ص ۷۶) وزن دیکھیں صدق کے ساتھ کلمہ پڑھنے کا، قتل کا ایک قطرہ خون ساتوں آسمانوں اور زمینوں سے بھاری ہے اور حدیث میں فرمایا کہ ناحق قتل کرنا ''لزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم ''(ترمذی ج۱ص ۱۶۷) ساری دنیا ختم ہو جائے یہ اللہ کو برداشت ہے لیکن ایک مسلمان کا ناحق قتل ہونا برداشت نہیں، مسلمان اتنا قیمتی ہے۔ لیکن کئی مسلمانوں کو ایک ترازو میں ڈالیں اور دوسری طرف ایک کلمہ ڈالیں تو کلمہ وزنی ہے جب صدق کے ساتھ ہو اور جب صدق کے ساتھ نہ ہو تو رد کر دیا گیا۔

## سچ بولنا مؤمن کی شان ہے

''اذا جاءک المنفقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ و اللہ یعلم انک لرسولہ و اللہ یشھد ان المنفقین لکذبون'''' یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ'' اے ایمان والو اللہ سے ڈرو'' و کونوا مع الصدقین'' اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔ جب آدمی سچوں کو ڈھونڈے گا کہ میں نے سچوں کا ساتھ دینا ہے تو خود بھی سچ بولے گا اور سچ کی تلاش ضروری ہے پتہ یہ چلا کہ سچے ہر زمانے اور ہر دور میں موجود ہونگے۔ مفسرین لکھتے ہیں سچ کی چار جماعتیں ہیں۔

پہلی جماعت انبیاء کی ہے۔ دوسری جماعت صدیقین کی ہے، تیسری جماعت شہداء کی ہے، چوتھی جماعت صالحین کی ہے۔ کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس میں سچ نہ ہو وہ اسلامی جماعت نہیں ہوگی وہ قطعاً غیر اسلامی جماعت ہے اس کا سب کام جھوٹ اور

دھوکے پر چل رہا ہے۔ اسلامی جماعت کی چار بنیادیں ہیں۔ نبیین، پیغمبر وہ ہیں جن پر صدق اور صفا، وفا اور دیانت کی تعلیم کی بارش اولاً ہوتی ہے اور پہلے مرحلے میں جو ان کے ساتھ ہوتے ہیں وہ صدیقین ہیں پھر شہداء ہیں اور پھر صالحین ہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ انبیاء کو تو ایسا سمجھ لیں جیسے سرتاپا صدق اور صدق کے چشمے اور سچ کی نہریں وہ پیغمبروں سے نکلی ہیں اور چلتی ہیں صدق اور سچ کے جو مراکز ہیں وہ ذات الانبیاء ہے اور ان چشمہائے صدق اور ان پر صدق سے پہلی جماعت جو مستفید ہوتی ہیں وہ صدیقین ہیں جن کے سرخیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور خواتین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، پھر جب سچ بولا جائے گا اور سچ کا نظام رائج کیا جائے اور جھوٹ کا مقابلہ کیا جائے گا تو وقت صدق میں گزرے گا۔

"الٓمّٓ ○ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون"

(سورۂ عنکبوت آیت ۱،۲)

ان سے پہلے بھی ہم نے امتحان لیا سچوں کو ایک طرف کر دیا اور جھوٹوں کو ڈبو دیا اس امتحان میں جو قبول کیئے جائیں گے وہ شہداء ہیں اور اس امتحان کے جو انتظار میں رہیں گے وہ صالحین ہیں۔ نظام ایک ہے صدق کا انبیاء ان کا ہراول دستہ ہے اور صحابہ ان کی تربیت یافتہ جماعت ہے ہر طرح صدق اور دیانت سے آراستہ پیغمبروں کے بعد اگر کسی کو دیکھنا ہے وہ محمد رسول اللہ کے صحابہ بلکہ ہر نبی کے صحابہ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج السنہ کے آخر میں لکھا ہے، اور قیامت تک صدق سچ اور حقانیت کے لئے قربانیاں دینے والے یہ شہداء ہیں، اور ان کی قدر اور عزت افزائی کرنے والے اور ان کا ساتھ دینے والے

یہ صالحین ہیں۔ بنیاد صدق اور سچ ہے عقیدے میں سچ ہو توحید مضبوط ہوگی، اعمال میں صدق ہے تو سنت اپنانا آسان ہے جہاں عقیدے میں سچ نہیں رہا وہاں شرک آجائے گا اور جہاں اعمال میں صدق کی کمی ہوگی وہاں بدعت آجائے گی۔ یہ رشتہ دار ہے جی ان کے یہاں تیجہ ہورہا ہے یہ تو خود موحد مسلمان ہے توحید سنت جانتا ہے تقریریں بھی سنتا ہے لیکن کیا کرے جی رشتہ دار ہیں، اب یہ رشتہ دار کے گھر بدعت میں شرکت کے لئے جارہا ہے یہ توحید کے عقیدے میں کمی ہے اور صدق کے اعمال میں کچھ کمزوری پائی جاتی ہے ''ایبتغون عندھم العزۃ'' کیا ان کے یہاں عزت رکھی ہوئی ہے ''فان العزۃ للہ جمیعا'' (سورۂ نساء آیت ۱۳۹) عزت کے خزانے صرف اللہ کے پاس ہیں۔ تو آپ اپنے رشتہ دار کو نہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہ سنت کے خلاف ہے۔ اس سے نہ زندے کو ثواب ملے گا اور نہ مردہ اس سے بخشا جائے گا ایسے لایعنی کام میں مجھے آلہ کار نہ بناؤ معاف فرماؤ تو آپ کا خدا کے ساتھ بھی ایمان کا کوئی رشتہ ہے یا نہیں؟ اور پیغمبر کے ساتھ اتباع کا رشتہ نہیں ہے اسے کمزور کرکے اس پر آپ سودہ بازی کررہے ہیں۔ ابوسفیانؓ کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا وہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں ابوسفیان اپنی بیٹی کے گھر گئے جب بستر پر بیٹھنے لگے تو انہوں نے بستر سمیٹ لیا اور کہا کہ یہ پیغمبر کا بستر ہے اس پر کافر اور مشرک نہیں بیٹھ سکتا قرابت سر آنکھوں پر لیکن دین میں مشرک اور کافر کی کوئی حیثیت نہیں، ان کے اعمال اور گفتار میں سچ پایا جاتا تھا، عکرمہ کے لئے بیوی نے جب فتح مکہ کے دن سفارش کی کہ حضرت معاف فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا معاف ہے۔ آپ ﷺ رحمت کے جوش میں تھے سب کو معاف کررہے تھے بیوی نے جاکر اس کو کہا کہ آؤ حضرت سے معاف کراچکی ہوں تنہا راستہ تھا جنگل کا ماحول تھا

تو خاوند نے بیوی کو ہاتھ سے پکڑا تو بیوی نے ہاتھ چھڑایا اور کہا فیصلہ پیغمبر کرینگے اس کے بعد کچھ ہوگا اس سے پہلے نہیں حضرت کی خدمت میں پیش ہو جاتے ہیں صدق پایا جاتا ہے صدق کا امتحان پہلے تو اپنی ذات اپنے خاندان اپنے گھر بال بچوں پہ ہوتا ہے پہلے اس امتحان میں کامیاب ہو جاؤ پھر باہر کی بات ہوگی، کہ آپ نے جو دین سنا ہے اور سمجھا ہے اس پر کہاں تک راسخ ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کل اسلامی معاشرے کو صدق اور سچ کی دولت عطا فرمائے۔

"و اخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین"

# چھٹا خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا ونبینا محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا صل اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و اصحابہ وبارک وسلم اما بعد!

فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصٰلحون ○ان فی ھذا لبلٰغا لقوم عٰبدین ○وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین ○قل انما یوحیٰ الی انما الٰھکم الہ واحد فھل انتم مسلمون ○فان تولوا فقل اٰذنتکم علی سوآء و ان ادری اقریب ام بعید ما توعدون ○انہ یعلم الجھر من القول و یعلم ما تکتمون ○و ان ادری لعلہ فتنۃ لکم و متاع الیٰ حین ○قٰل رب احکم بالحق و ربنا الرحمٰن المستعان علیٰ ما تصفون○

(سورۂ انبیاء آیت ۱۰۵ تا ۱۱۲)

اخرج البخاری فی الصحیح قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الدین الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ (بخاری ج ۱ ص ۱۰)

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۶۴۷، الادب المفرد ۸۱، الدرر المنتشرہ ص ۶۱)

"وقال ﷺ انما انا رحمۃ مھداۃ" (مشکوۃ ج ۲ ص ۵۱۸)

اے آن کہ ہمہ رحمت و مہداۃ قدیری

باران صفت و بحر سمت ابر مطیری

معراج تو کرسی شدۂ و سبع سماوات

فرش قدمت عرش بریں سدرہ سریری

ختم رسل و نجم سبل صبح ہدایت

حقا کہ نذیری تو والحق کہ بشیری

آدم بصفِ محشر و ذریتِ آدم

در ظل لوایت کہ امامی و امیری

یکتا کہ بود مرکز ہر دائرہ یکتا

تا مرکز عالم توئی بے مثل و نظیری

ادراک بختم ست و کمال ست بخاتم

عبرت بخواتیم کہ در دور اخیری

امی لقب ماہ عرب مرکز ایماں
ہر علم و عمل را تو مداری و مدیری

اللھم صل وسلم علی عبدک و نبیک و رسولک محمد
احمد وعلی الہ و اصحابہ و بارک و صل وسلم علیہ

## نظامِ دنیا اور نظامِ آخرت

میں نے جو آیات تلاوت کی ہیں یہ سورۃ انبیاء قرآن کریم سترہویں (۱۷) پارے کے نصف اول کی سورۃ میں سے ہیں اور اس کے اخیر کی چھ سات آیات میں نے پڑھی ہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے نظام دنیا کے آداب بیان کیئے ہیں اور نظام آخرت کے استحقاق کے بھی آداب بیان فرمائے ہیں۔ ایک دنیا کا نظام ہے اور دوسرا آخرت کا نظام ہے، دنیا کا نظام اچھوں کے پاس بھی رہتا ہے اور بروں کے پاس بھی اس نظام کا ظاہری تصرف اور اختیار کبھی کبھی بلکہ اکثر کفار کے پاس بھی ہوتا ہے اور وہ دنیا کے زیادہ حصہ پر براجماں نظر آتے ہیں اور اہل اللہ اور اہل علم عموماً امتحان و آزمائش میں رہتے ہیں۔ آخرت کا نظام اللہ تعالیٰ نے سارا کا سارا ایمان اور عمل والوں کو دیا ہے کفار کے بارے میں کہا ہے " لا خلاق لھم فی الأخرۃ " (سورۂ ال عمران آیت ۷۷) وہاں ان کا کوئی حصہ بنتا ہی نہیں۔

چونکہ آخرت سے بالکل محروم ہیں اور دنیا ان کو بطور امتحان و آزمائش کے دیدی گئی ہے اس لئے دنیا میں وہ قدرے باختیار اور کچھ آسودہ نظر آتے ہیں، اگر چہ وقتاً فوقتاً اللہ کی

طرف سے ان پر پھٹکار نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قہر اور عذاب میں وہ مبتلا ہوتے ہیں اہل نظر اور اہل بصیرت اس کو غور سے دیکھیں تو سمجھ لیتے ہیں ''فاذ اقھا اللہ لباس الجوع والخوف'' (سورۃ نحل آیت ۱۱۲) اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان پر خوف بھوک اور پریشانی ایسی مسلط کی ہے جیسے ان کے جسم کا لباس۔ جس طرح انسانی جسم کا لباس بدلتا رہتا ہے لیکن جو بھی پہنے گا وہ لباس ہی ہوگا اس طرح ان کا خوف اور خطرہ وہ کم نہیں ہوگا بڑھتا جائے گا اور جس طرح انسانی جسم کے لئے لباس کی ضرورت شدید ہوتی جاتی ہے لباس کم قیمت کا بھی ہے اور زیادہ قیمت کا بھی گرمی کا بھی ہے سردی کا بھی عورتوں کا بھی ہے اور مردوں کا بھی لیکن لباس پہننا انسان کے لئے ضرورت ہے اور انسان کا ایک خاصہ ہے اور انسان اس کے پہنے بغیر انسان نہیں بن سکتا۔

''فاذا قھا اللہ لباس الجوع والخوف'' اللہ تعالیٰ نے اس طرح ان کے ساتھ خوف اور بھوک چمٹا دیئے۔ جیسے جسم کے ساتھ لباس ہوتا ہے اور جس طرح ایک وقت کا کھانا کھانے کے بعد دوسرے وقت پھر ضرورت پڑتی ہے۔ اور ایک لباس اختیار کرنے کے بعد ایک ہفتہ ایک دن کے بعد پھر دوسرا لباس بدلنا پڑھتا ہے ''اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین'' (سورۃ توبہ آیت ۱۲۶)

## دنیا آزمائش کی جگہ ہے

کفار پر بھی مشکلات آتی ہیں اور وہ بھی پریشان رہتے ہیں اور کسی نے کسی طرح زیر عتاب رہتے ہیں۔ لیکن ان کو نہ تو نصیحت ہوتی ہے اور نہ ہی توبہ کی توفیق۔ مسلمانوں کو

بھی تکلفیں پہنچتی ہیں لیکن مسلمان کو اس سے عبرت ہوتی ہے اور وہ فوراً اس سے سبق حاصل کرتا ہے۔ ضرور کسی سمت سے نافرمانی لغزش کمی کوتاہی آچکی ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد آنے میں کچھ دیر لگی ہے اور یہ اس کی حکمتیں ہیں کہ بڑوں بڑوں کو بھی سخت موقع پر کچھ امتحان میں ڈال کر فکرمند بنا کر اور اپنے قریب کر لیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت سارے پیغمبروں کا حال بتایا ہے اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ دیکھو دنیا کے نظام میں کبھی وہ اتنے پریشان ہو جاتے ہیں ''ام حسبتم ان تدخلوا الجنة'' اے لوگوں تم سمجھتے ہو کہ جنت چلے جاؤ گے۔ جنت اتنی آسان ہے کہ جس گلی سے گزر جاؤ اس گلی سے آجاؤ بس جنتی ہو گئے؟ اور جنت کا ٹھیکدار بن گیا ''ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ''جنت کے حصول میں۔ پوری زندگی گزاری جاتی ہے۔ اور اس میں تو کامل ایمان بنانا ہوتا ہے اور ایمان کے لائق اعمال اختیار کرنے پڑتے ہیں اور ایمان اور ایمان کے موافق اعمال کے منافی سے ہر طرف بچنا پڑے گا ''ام حسبتم ان تدخلوا الجنة'' تم یہ گمان کرنے لگے بس جنت چلے جاؤ گے ''ولما یا تکم مثل الذین خلو من قبلکم ''اور ابھی تک آئی نہیں تمھارے پاس حالات ان لوگوں کی مثالیں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے گزرے ہیں ''مستهم الباساء والضراء'' پہنچتی تھی ان کو باساء دشمنوں کے ساتھ جنگ وجدال مقابلے اور والضراء اور بیماریاں اور تکالیف غموم وہموم صدمے اور پریشانیاں'' و زلزلوا '' اور وہ جھنجھوڑ دیئے گئے ''حتی یقول الرسول والذین امنوا معه'' یہاں تک کہ اس زمانے کے پیغمبر اور ان پر ایمان لانے والے بول پڑے ''متی نصر الله '' خدایا پریشان حالوں کی آپ جو مدد کرتے ہیں اور آخری لمحے میں آپ قدرت کا جو خاص کرشمہ دکھا کر بچاتے ہیں۔ اور ظالموں کا آخر

کار آپ سر کھپتے ہیں۔ وہ مدد و نصرت تیری کب آئے گی ''الا ان نصر اللہ قریب'' (سورۃ بقرہ آیت ۲۱۴) پھر آواز نصرت کی آگئی۔ پس لیجئے یہ ہے۔ مدد تمہارے گھر کے دروازے سے گزر رہی ہے۔ اور تمہارے پاس پہنچ رہی ہے اس وقت بھی مسلمان پورے عالم کے اندر خاص طریقے سے عتاب میں ہیں اور تکلیف میں ہیں۔ کچھ تو اپنے ہاتھوں میں ہمارے ملک کے ممبران اور وزراء امریکہ سے احتجاج کر رہے ہیں۔ قرآن شریف یا اسلام اور پاکستان کی توہین نہیں کرنا چاہیے۔

## پچاس سال سے اسلام کے نام پر دھوکہ دیا جا رہا ہے

دیکھنا یہ ہے کہ توہین کب ہوگی؟ توہین اس کو کہتے ہیں کہ صرف کفار کریں یا خود بھی مسلمان ہو کر اسلام کا نام لیکر توہین کرنے والے بھی اس گندے فعل سے باز آتے ہیں یا نہیں۔ اسلام کے سلسلے میں ایک طویل دھوکہ اس سرکار اور سیاست شریک کار 58 سال سے عوام کو دے رہے ہیں۔ یہ سرکاری وزراء اور نیم سرکاری سیاستدان اور حکومت کی بی ٹیم مفاد پرست جماعت توہین سے کب باز رہے ہیں۔ جب یہ حکومت میں آجاتے ہیں تو ایک خاص مقصد کے تحت آگے بڑھتے ہیں لیکن جب اسمبلی ہال دیکھ لیتے ہیں تو وہاں ان کو مفادات کی بارش نظر آجاتی ہے تو اسلام کو بھول جاتے ہیں اور دینی مسائل محراب و مسجد تک محدود ہو جاتے ہیں اور اسمبلی میں دینی مسائل کو ذکر کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ اس سے تو ہم ایک مولوی اور منبر و محراب کے آدمی اور مسجد کے نمازی نظر آئیں گے، پھر ان کی نظر عالمی ہو جاتی ہے ان کا تناظر آفاقی بن جاتا ہے اور ان کے مقاصد میں مسلم اور غیر مسلم سعودی

عرب ایک اور ملک دونوں ایک جیسے بن جاتے ہیں کیونکہ یہ عوامی لیڈر ہو جاتے ہیں۔ اسلام کے نام پر آگے بڑھنے والے پھر عوام کی چاپلوسی سے اور عالمی بھیک کے ذریعہ اپنی جیبوں کو بھرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ حقائق ہیں جو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں میں اگر جانتا بھی ہوں تو زیادہ بولتا نہیں کیونکہ میرے پاس بولنے کے ہدف اور بہت ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس ملک میں جو آگے بڑھا اس نے کوئی بڑا کام نہیں کیا اور جس کو ذمہ دار سمجھا گیا ہے اس نے ذمہ داری سے کبھی بھی نبرد آزمائی نہیں دکھائی اور جو ایوان بالا کی بڑی کرسی پر جلوہ افروز ہوا ہے اسے پھر پرانا سبق یاد نہیں آیا۔ ہاں اسمبلی ٹوٹنے کے بعد وزارتیں ختم ہونے کے بعد حکومتی راستے بند ہونے کے بعد پھر غریب مسلمانوں کی طرف جب آئیں گے تو کہیں گے کہ آپ نے پاکستان تو اسلام کے لئے حاصل کیا تھا ہم نے پاکستان اسلام کے لئے حاصل کیا تھا مگر آپ نے اسلام آباد کے لئے حاصل کیا تھا اور پھر جب یہ سیاسی اسٹیج پر بیٹھیں گے اور تقریر کریں گے تو ان سے زیادہ ہمدرد تو شاید دنیا میں کوئی ہوا ہو۔ ایک فارسی شاعر نے ایسے موقع پر ایک شعر کہا ہے۔

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ شو

اندر سے تو آپ میرے دوست ہیں لیکن جب موقع ملتا ہے تو پہچانتے نہیں۔ اندر سے تو بڑے غم خوار ہیں لیکن آپ کا ظاہر اور جہاں موقع ملتا ہے اس وقت بیگانے بنتے ہیں۔

ایں چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

ایسے ڈرامائی اخلاق دنیا میں کم دیکھے گئے ہونگے۔ بلاشبہ مغرب سے ہماری

شکایت درست ہے اور مغرب کے کافر ملحد وقتاً فوقتاً مسلمانوں کی نبض کو محل نظر رکھتے ہیں۔ اور وہ دیکھتے ہیں کہ انہیں اب بھی مذہبی غیرت باقی ہے یا ان کے خیال میں یہ ٹھیک ہو گئے ہموار ہو گئے۔ یہ خود شعور نہیں رکھتے، یہ دیکھتے ہیں کہ منشائے عوام کیا ہے یہ عوامی گرماہٹ کے ساتھ اوپر نیچے ہوتے ہیں۔

## حکمرانوں کے بارے میں ایک حکایت

لوگوں نے ایک عجیب مثال دی ہے کہ ایک وزیر کو بادشاہ نے کہا کہ کوئی چٹ پٹی چیز بناؤ منہ کا مزہ بہت خراب ہے تو اس نے بینگن پکوائے بینگن جب مصالحوں میں تل جائیں صحیح طرح پک جائیں تو کھانے میں لذیز ہوتے ہیں۔ بادشاہ بڑا خوش تھا اور اس نے کہا بینگن بہت پیارے ہیں اور بینگن کے سالن کا کیا کہنا تو وزیر بھی کہتا تھا کہ بینگن بڑے مزیدار ہوتے ہیں سالن تو بینگن کا ہی ہوتا ہے اور سالن لوگ کھاتے کیوں ہیں ایک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ جب گزر گیا اور بینگن کی وجہ سے سینے میں جلن شروع ہوگئی اور بادشاہ سلامت کی طبیعت کچھ مضمحل ہوئی اور شدید پیاس لگنے لگی تو ایک دو مرتبہ پانی مانگا تو اس نے کہا یہ بینگن بڑے خراب ہیں اور اس سے تو پیاس بڑھتی ہے یہ تو کھانا ہی نہیں چاہیے تو وزیر نے کہا بینگن بہت نالائق چیز ہے اور سب لوگوں کو بینگن چھوڑ دینا چاہیے۔ اور بینگن کی کاشت پر پابندی لگائی جائے تو وزیر کو کسی نے کہا کہ ابھی صبح تو آپ بینگن کی بڑی تعریف کر رہے تھے اور ابھی شام کو بہت برا بھلا کہہ رہے ہیں تو اس نے کہا صبح بادشاہ سلامت خوش تھے بینگن سے اور اب بینگن سے ناراض ہیں تو ہم کو تنخواہ تو بادشاہ دیتا ہے بینگن تو دیتا نہیں

ہے جن سے تنخواہ آئے گی ہم اس کے گیت گائیں گے۔ ہمارے دور کے سرکاری اہلکار اور یہ نیم سرکاری سیاستدان ان کی تنخواہ اور ان کے مفادات ''العیاذ باللہ و استغفر اللہ''

اللہ تعالیٰ حکومت کو بھی ایمان عقل اور غیرت دے اور اللہ تعالیٰ ان سیاستدانوں کو بھی عزم کا جذبہ دے اور اس کی مرضی ہے دے یا نہ دے لیکن ہم اچھائی کی امید رکھیں گے اور اللہ سے اچھا مانگیں گے۔ نیک گھڑیوں میں صرف شکوہ مناسب نہیں ہوتا جمعہ کا وقت، تقریر کا وقت، خطابت کا وقت اسلامی روایت درایت کے مطابق نیک ساعات ہیں مبارک اوقات ہیں اس میں دعاؤں کی بھی سخت ضرورت ہے اور دعا مانگنے والے کو فائدہ بہت زیادہ ہوتا ہے اس کا اخلاص قائم ہوتا ہے اور ویسے بھی غائبانہ دعا مسلمان کے لئے اللہ قبول فرماتے ہیں۔

''دعوة المرء المسلم لاخيه بظهر الغيب مستجابة عند راسه''

(مسلم ج ۲ ص ۳۵۲)

## شعائرِ اسلام کو نقصان پہنچانا دونوں جہانوں میں رسوائی کا سبب ہے

مسلمان اپنی پوری زندگی میں ابتلاء کے ساتھ چلتا ہے آزمائش کے ساتھ چلتا ہے مسلمان دنیا میں بے لگام نہیں ہوسکتا ہے ایک وقت آ گیا ہفتے میں تو اس میں جمعہ کی نماز قائم ہے اس سے پہلے یا اس کے بعد پوری دنیا کے لوگ مل کر بھی جمعہ قائم نہیں کر سکتے۔ اللہ کی طرف سے ایک وقت مقرر ہے اور اس کا انتظار کرنا پڑتا ہے اور اس کو جمعہ کہتے ہیں ایک وقت داخل ہو جاتا ہے تو اس کی اذان ہو جاتی ہے اور جماعت شروع ہو جاتی ہے۔ جب

تک وہ وقت داخل نہ ہو کوئی شخص دنیا کا وہ نماز نہیں پڑھا سکتا ہے۔ اور نہ اس نماز کا کوئی وجود اور حقیقت ہوگا۔ پھر عبادت کے اندر بھی پابندیاں ہیں۔ عبادات اختیاری نہیں بلکہ عبادات اضطراری ہے۔ جمعہ کی رکعات دو ہیں جمعہ کے ساتھ دو خطبے ہیں ڈبل اذان کیساتھ ہیں ظہر کی چار ہیں لیکن سری ہیں اور ایک ہی اذان کافی ہے اور کوئی خطبہ کسی نماز کے لئے بھی کوئی بڑے سے بڑا امام بھی فقہ اور حدیث کا نہیں دے سکتا۔ امتحان ہی سے انسان نکھرتا ہے۔ اس امتحان کے لئے آپ صبح سے تیار ہو جاتے ہیں اور جن کی تیاری داغدر ہوتی ہے اور ہر وقت پریشان ہوتے ہیں ۔ اے خدایا جنہوں نے جمعہ کا دن قتل کیا ہے اور جمعہ کی شرف اور فضیلت کو برباد کر کے اتوار کو رکھا ہے خدایا ان کے خانے خراب کردے۔ خدایا ان کی نسلیں تباہ برباد کردے۔ سورۃ یوسف کے ایک مضمون میں قرطبی اور مظہری میں ایک خط ہے۔ یعقوب علیہ السلام کا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے شعائر کو نقصان پہنچانے والوں کی سات نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ مذہبی دن جمعہ ہے جمعہ میں اور غیر جمعہ میں زمین اور آسمان کا فرق ہے، کفر اور اسلام کا فرق ہے، انسان اور حیوان کا فرق ہے، حلال اور حرام کا فرق ہے۔ یہ کہنا کہ جمعہ کا دن بھی کاروبار کا دن ہے اور جمعہ اور اتوار میں کوئی فرق نہیں ہے یہ کلمہ کفر ہے ایسا کہنے والا اسلام سے نکل جائے گا۔ جمعہ کے فضائل میں ایک سورۃ سورۃ الجمعہ موجود ہے۔ جمعہ کے فضائل اور ان کے مبارک گھڑیاں وہ ایک امتیازی ہیں اور بدیہی ہیں۔ آسمان کی عظمت کی طرح بلند و برتر رہے جمعہ کی فضیلت۔

جو لوگ جمعہ نہیں پڑھتے تھے وہ تو تھے ہی مجرم اور جو پڑھنے والے تھے نہ پڑھنے ولوں کی سزا پڑھنے ولوں کو دے دی گئی اب وہ غریب دفتر جاتا ہے تو بادل نخاستہ پینٹ اور

پتلون کے ساتھ ہے اور بعض پریشان حال ٹائی بھی لگاتے ہیں اور پھر اس دفتر کے قریب میں جیسا بھی ہو۔ وہاں گھستے ہیں دو رکعت خطبہ سنا یا نہ سنا۔

جمعہ صرف جمپ مارنے کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ مسلمانوں کی ہفتہ وار عید ہے اور اس پر مستقل فضائل وارد ہیں اور محدثین نے فضائل جمعہ قائم کئے ہیں۔

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں
آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

یہ بھی ایک امتحان ہے ایک ایسے حکمران جس سے خیر کی توقع نہیں تھی اس نے جمعہ کا دن قائم کیا اور ایک ایسا حکمران سرکش نادان باغی جو اپنے آپکو میلاد میں بدعتی اور بریلوی سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو فخر کے ساتھ ذکر کرتے تھے کہ ہم نیچے دستر خوان ڈال کر کھانا کھانے والے ہیں اور ہمارے چھوٹے بچے فلاں فلاں مدرسے میں حفظ و تجوید پڑھتے ہیں۔ لیکن ان کے ہاتھوں جمعہ کا قتل ہو چکا ہے اور اب تک وہ چوٹ جمعہ کی نفضیلت و شرف پر ایمان رکھنے والے کھا رہے ہیں اس کو سہ رہے ہیں اور ہمارے ماسٹر صاحب کو بھی ایک طویل مہلت مل گئی اور اس طویل مہلت کے عرصے میں بارہا ان سے مطالبہ کیا گیا کہ جمعہ کی عظمت جمعہ کی سرکاری تعطیل اور جمعہ کی رونق اور بہار بحال کرو لیکن وہ عالمی منڈی کے تناظر میں اپنے آپ کو شکست خوردہ سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آج ان کو ایسے لوگوں کا محتاج بنایا جن کا اپنا حصہ آسمان پاکستان میں نہیں ہے۔ جو اس خطرے سے نہیں گزر سکتے کہ ہم پابند سلاسل ہو جائیں گے۔ بلکہ ان کو کہتے ہیں کہ آپ ہمیں باعزت طریقے سے یہاں سے بھاگنے دیں۔

"فاذا قها الله لباس الجوع والخوف"

اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی خوف اور خطرے مسلط کردیئے ہیں خوف وخطرہ اور بھوک عبادات سے منہ موڑنے سے پیدا ہوتے ہیں، بھوک صرف جسم کا عارضہ ہے اور خوف پورے ماحول کا عارضہ ہے ایک آدمی کو وقت پر کھانا نہ ملے تو وہ اس وقت کے اندر قدرے غمگین افسردہ اور ضعیف العزم ہوجائے گا اس لئے حدیث میں فرمایا کہ "تم چند لقمے اٹھ کر سحری کے کھایا کروتا کہ روزے کی حالت میں عبادت طاقت اور توانائی کے ساتھ کرسکو" اور اس لئے حدیث میں فرمایا کہ جب سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرنے میں دیر نہ کرنا اور اہلسنت والجماعت کی نشانیوں میں سے ہے دیر سے سحری کرنا اور جلدی افطاری کرنا خلافاً للروافض۔

## روافض کا دجل اور فریب

روافض دونوں برکتوں سے محروم ہیں ان کی سحری صبح کاذب کو ہوتی ہے اور ان کا افطار پندرہ بیس منٹ تاخیر سے ہوتا ہے۔ انکے دین کی صبح بھی کاذب ہوتی ہے یعنی ابھی دن شروع نہیں ہوا اور ان کی دروغ گوئی شروع ہوگئی۔ دروغ گو دنیا میں دو طرح کے ہیں ایک قول وفعل کے ہیں اور ایک مذہب کے ہیں کسی کی صبح بھی جھوٹی ہو یہ مذہبی جھوٹ ہے یعنی جو مذہب اس نے اختیار کیا ہے وہ قرآن وسنت سے دور ہے۔ اس لئے وہ صبح کاذب پر ایمان رکھتے ہیں۔ صبح صادق سے پہلے اور پھر جب اذان دیتے ہیں تو ان میں بھی بے انتہا جھوٹ بولتے ہیں۔ جتنا بول سکتے ہیں۔ ان کو چودہ سو سالہ تاریخ اسلام برداشت

نہیں کرتی۔ اتنا بڑا جھوٹ بولا جاتا ہے۔ ایک سرکاری آفیسر نے مجھے کہا یہ کیسا جھوٹ ہے اگر کوئی شخص یہ نعرہ لگائے کہ پاکستان نہ محمد علی جناح نے بنایا، نہ یہاں خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم رہا، نہ لیاقت علی خان رہا، نہ ایوب خان رہا تو کیا سچا ہوگا؟۔ جو شخص اذان میں کہتا ہے۔ نہ ابوبکرؓ خلیفہ، نہ عمرؓ خلیفہ نہ عثمانؓ خلیفہ تھے۔ اس سے زیادہ کذاب کون ہوگا اور یہ کذب اور دروغ مسلمان آبادیوں میں ان کے سامنے دن دہاڑے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا جاتا ہے۔ اور ان پر یہ دروغ مسلط کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ آشنا ہوگئے اور اب ان کے دل و دماغ میں اس جھوٹ کی نفرت بھی کم ہوگئی یہی لوگ سامنے بیٹھ کے مسلم اور کافر کو ایک سمجھتے ہیں اور جو مراعات مسلم کی ہیں وہ کفار کو دیتے ہیں۔ یہ توہین دین کی نہیں تو کیا ہے۔ توہین صرف وہ ہے کہ امریکہ کرے، برطانیہ اور جرمنی کرے وہ توہین سمجھی جائے گی یہ خود جو کرتے ہیں وہ توہین سے کچھ کم ہے ابھی ابھی آپ کے سامنے چند ہفتے پہلے مرزائیوں کے عالم کو سہولت دینے کے لئے پاسپورٹ چھ مہینے کے لئے ان کے مطابق بنا دیا گیا چھ مہینے میں وہ جہاں جانا تھا جو کچھ کرنا تھا وہ پورا کام مکمل کیا۔ جب انہوں نے کہا کہ ہمارا کام ہوگیا تو انہوں نے کہا کہ چلو مولویو ناراض نہ ہو، آج سے اسے ٹھیک کرلیتے ہیں۔ جیسے چور لوگوں کی گاڑیاں چھین لیتے ہیں اپنے کام کروا کے پھر کہیں کھڑی کرتے ہیں چلو ہمارا کام ہوگیا رہنے دو۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسا ہتھوڑا مارا کیوں جاتا ہے۔ یہ جرأت کیسے ہوئی کہ قادیانیوں اور مرزائیوں کی حق نوازی میں اور حق شناسی میں اور ان کی وفا شعاری میں مسلمانوں کے مذہب اور ان کے شعائر اور عقائد پر ہتھوڑا مارا جاتا ہے۔

## اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

خود اہلیان حکومت اور ان کے اہل کار ان چیزوں میں حد درجہ غیر محتاط ہیں اور ان پر دنیا کے مفاد غالب آجاتے ہیں۔ ایک سرکاری آدمی نے ایک بیان دیا تھا اتفاق سے ایک سفر میں جہاز میں ملاقات ہوئی تھوڑی سی شناسائی تھی مجھے کہلوایا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں میں نے کہا آجاؤ مجھے آپ سے کام ہے اخبار بھی موجود تھا میں نے کہا یہ بیان آپ کا نشر ہوا ہے یہ بیان صحیح ہے اس نے کہا صحیح نہیں ہے میں نے کہا تیرا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا میرا ہے لیکن صحیح نہیں ہے۔ میں نے کہا اس کی تردید کرینگے آپ کہنے لگا تردید سے نقصان پہنچ جائے گا میں نے کہا غلط بات کو بھی کوئی غیرتی مسلم برداشت کرتا ہے اپنے بارے میں اور اسے جو لاکھوں مسلمانوں کو دل آزاری ہوئی ہے اب کیسے برداشت کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ دین کو اللہ نے ان کا محتاج نہیں بنایا۔ یہ دین کے محتاج ہیں اور رہیں گے اور جس نے دین کو جتنا نقصان پہنچایا۔ مرنے سے پہلے پہلے اللہ اس کو اسے بڑھ کر بے عزت کرے گا۔ اگر کسی نے اپنے گھر پر بدعت کی ، بدعت کا ساتھ دیا، خاندان کے تیجے چہلم اور عرس میں چلا گیا، میلاد میں وہ بھی منتظر رہے، عنقریب بے عزت ہو جائے گا۔ وہ گھر بھی اس کے لئے ایک نہ ایک دن آگ ہوگا اس کو پتہ ہے۔ یہ اسلام میں پیوند کاری ہے بدعت ہے جن کو پتہ نہیں اللہ انہیں معاف کردے ، اللہ انہیں ہدایت اور سمجھ دے۔ جن کو پتہ نہیں ہے ان کے سامنے ہم شرمندہ ہیں کہ ہم نے اب تک ان کو صحیح پیغام نہیں پہنچایا۔ لیکن جو جانتے ہیں اور ایسا کرتے ہیں وہ مشہور زمانہ قصہ ہے۔

## منصور حلاج کا واقعہ

تاریخ میں ایک شخص گزرا ہے اس کا نام ہے منصور حلاج ذاکر تھا، عابد تھا، ولی باکرامت تھا اور عجائب غرائب اس سے سرزد ہوتے تھے کچھ ایسے الفاظ بھی کہنے لگا علماء نے منع کیا یہ الفاظ ٹھیک نہیں ہیں اس سے باز آجاؤ۔ اس نے کہا باز آنہیں سکتا۔ پھر ان الفاظ کی جو سزا ہے علماء سے کہا تم اسے پیچھے ہٹنا نہیں تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ میرے منہ سے غلط الفاظ نکل رہے ہیں اور تم اس وجہ سے خیال کرتے ہو کہ میں تمہارے نزدیک ولی ہوں تم خدا کی دوستی سے محروم ہو جاؤ گے، بڑی طویل بحث ہے، سزا اہل علم نے تجویز کی۔ بادشاہ نے اس کا نفاذ کرلیا۔ بادشاہ بڑا ذہین تھا اس نے کہا ٹھیک ہے لیکن سزا میں وہ لوگ بھی شامل ہوں جو اس مقام اور مرتبے کے بزرگ اور ولی ہیں ۔ یہ بزرگ اور ولی جن کو آج آپ دیکھتے ہیں التجارھم الفجار ان کے کان پر جوں تک نہیں ہلتی۔ پاکستان سارا مرزائی ہو جائے پرویزی ہو جائے یا گرونانک کو مانے یہ اپنی جگہ پیری مریدی کرینگے ان کا سکہ رائج وقت جاری رہے گا یہ ہی ان کی بدنصیبی ہے۔ یہ امر بالمعروف نہی عن المنکر سے پیچھے ہٹے ہوئے ہیں۔ اور جو ایسا نہیں ہے وہ دین کے سرتاج سرخیل ہے۔ شیخ شبلی جن کو سید الطائفہ اور شیخ اولیاء کہتے ہیں اس نے بھی ایسا ایک پتھر لیا اور منصور کی طرف پھینکا تو وہ جو اس کو لگا تو اس نے بہت تکلیف محسوس کی پیچھے مڑ کر اس کو دیکھا تو انہوں نے کہا یہ کیا بات ہے لوگ تو بڑے بڑے پتھر مار رہے ہیں اور میں نے چھوٹا سا کنکر پھینکا اور آپ کو لگ گیا۔ انہوں نے کہا یہ جو پتھر مار رہے ہیں یہ نہیں جانتے لیکن آپ جانتے ہوئے کنکر مارتے ہیں آپ کو نہیں

معاف کرونگا۔ تو جونہیں جانتے ہیں اللہ انہیں ہدایت دیا ور اللہ ان کے دل ودماغ میں توحید کی عظمت اور سنت کی اہمیت شرک و بدعت کی نفرت اور قباحت بٹھائے۔ لیکن جو جانتے ہیں کہ یہ دین محمدی میں پیوند ہے جعل سازی ہے اور پھر بھی وہ مشرکانہ متبادعانہ پروگراموں کا ساتھ دیتے ہیں وہ بتائے قیامت کے دن محمد ﷺ کی شفاعت کی امید کیسے کریں۔

## صحابہ ؓ کو مسلمانوں کے لئے معیارِ ایمان بنایا گیا ہے

ایک مثال دیتا ہوں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بہترین نظریہ رکھا جائے پیغمبر کے جو صحابہ ہیں یہ اچھے لوگ ہیں ان کا ایمان بھی مکمل تھا اور اعمال بھی پسندیدہ تھے جو غلطی بشریہ ہو چکی ہیں دنیا کے اندر اللہ نے ان کو معاف کیا اور معافی کا اعلان کیا ”اولئک هم المؤمنون حقا“ یہ پکے مؤمن ہیں ”لهم مغفره ورزق كريم“ (سورۂ انفال آیت ۷۴) ان کی مغفرت بھی ہو چکی ہے اور عزت کی روزی اللہ نے انکو دی ہے پیغمبر کے صحابہ کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے جس طرح پیغمبر کا انتخاب اللہ نے کیا ہے۔ مکہ مکرمہ میں، تہامہ میں، حجاز کی سرزمین میں، عدنانیوں کی ایک شاخ میں جو قریش ہاشمی کہلاتی تھی اور مطلبی گھرانہ تھا عبداللہ اور آمنہ کے گھر میں محمد رسول اللہ ﷺ کا انتخاب ہوا ہے۔ خلاصہ در خلاصہ جوہر کا جوہر نکال کر محمد عربی ﷺ کو بھیجا گیا ہے اس طرح محمد ﷺ کی محبت کے لئے اور دین کی نشر واشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کا بھی انتخاب کیا۔

” اختارهم الله لصحبة نبيه ولاقامة دينه “(مشکوۃ ج ا ص ۳۲)

"قال ابن عباس، اصحاب محمد ﷺ اصطفاهم اللہ لنبیه علیه السلام"

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج ا ص ۱۹)

یہ لوگ ہیں صحابہ جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صحبت بیضاء کے لئے چنا ہے۔

یہ ہمارا عقیدہ ہے، ہم سب مسلمانوں کا کہ ہم صحابہ کرام سے خوش ہیں صحابہ کرام کے ایمان بلند مقام اعلیٰ درجے اور ان پر خدا کی بہترین نعمتوں کا ہمارا عقیدہ ہے ہم کسی صحابی سے بھی کسی وجہ سے بھی نالاں نہیں ہیں ہمیں ان سے نالاں ہونے یا ان پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور یہ صرف میرا کہنا نہیں بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جوابات دیئے اور ان جوابات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے ان کو معاف فرمایا ہے اور ابن عمر نے کہا خدا ان سے راضی ہے اور معاف کر دیا تم لوگ معاف نہیں کرتے مطلب یہ ہے کہ جو خدا کی رضا پر راضی نہ ہو۔ اس کی قضا کفر اور نار کے ساتھ ہوگی۔

بات غور سے سن لو ذرا ! پھر یہ کہ اعتراض کرنے والے غیر تھے اور جواب دینے والا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبداللہ بن عمرؓ ہے تو صحابہ کا دفاع کرنا یہ صحابہ کی سنت ہے۔

اور ایک مثال تو قرآن میں عجیب ہے ۶ ھ افک کے موقع پر منافقین نے پیغمبر کی بیوی کے خلاف ایک سازش بنائی تہمت لگائی اس تہمت میں دو یا تین مشکل سے مسطح، حسان، حمنہ، بس دو مرد اور ایک آدھی سی عورت ٹھیک ٹھاک مسلمان ہونے کے باوجود باتوں میں آگئے اور خلاف واقعہ باتیں کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے ان کو سورۃ نور میں تنبیہ کی

ڈانٹا نہیں تمہیں معلوم نہیں کہ پیغمبر پاک ہے پاک نبی کی شان کے لائق ایک پاک بیوی ہے تم کیسے ایسی باتیں کرتے تھے جو اور لوگ کرتے تھے یہ نہیں کہتے تھے کہ ''سبحنک ھذا بھتان عظیم'' (سورۂ نور آیت ۱۶) خدایا جیسے تیری ذات پاک ہے اسی طرح نبی کی بیوی کا دامن ان تہمتوں اور داغ دھبوں سے پاک ہے کیا مطلب ہے اس کا؟ ''سبحنک ھذا بھتان عظیم'' یعنی جس طرح اللہ بزرگ و برتر پر عیسائیوں نے تہمت لگائی کہ مائی مریم خدا کی بیوی ہے ''مااتخذ صاحبة ولا ولدا'' (سورۂ جن آیت ۳) اللہ نے فرمایا جھوٹ بول رہے ہیں نہ میری کوئی بیوی ہے نہ میری کوئی اولاد ہے ''ان یقولون الا کذبا'' (سورۂ کہف آیت ۵) نرا جھوٹ بول رہے ہیں اس طرح پیغمبر کی بیوی اور نبی کی عزت عصمت اور ناموس پر بھی ایسی بات کرنا ''سبحنک ھذا بھتان عظیم'' آیت نازل ہوئی بیوی کی برأت طہارت تقدس اللہ تعالیٰ نے بحال فرمایا یہ لوگ جن سے غلط باتیں ہو گئیں تھیں ان کو سزا مل گئی کوڑے وغیرہ لگ گئے اسلامی نظام میں کوئی پاک آدمی پر تہمت نہیں لگا سکتا اگر ایسا کیا تو اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ یہ تو مجرموں کا نظام ہے جتنا کوئی جرم کرے اتنا وہ آزاد ہے۔

ابوبکر صدیقؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے والد ہیں اور حضرت کے اسلام و ایمان و قرآن میں پہلا مصاحب حضرت پر پہلا ایمان لانے والا۔ ابوبکر کا معنی یہ ہے ''بکر الی الاسلام'' اسلام میں پہلے نمبر کا آدمی۔ ایمان میں قرآن میں۔ تو انہوں نے کہا یہ مسطح بن اثاثہ جو غریب بھی ہے میرا بھانجہ بھی ہے میں سارا خرچہ دیتا ہوں اس نے میرا کوئی خیال نہیں کیا۔ یہ باتیں کر لئے آئندہ اس کو خرچہ نہیں دونگا قسم کھائی۔ میری بیٹی پر اس کی وجہ سے تہمت لگی ہے اور کچھ جرم بھی ان سے ہو گیا جس کی سزا وار دہو گئی لیکن ابوبکرؓ ان سے ناراض

ہونے لگے تو قرآن پاک نے کہا کہ بزرگ لوگ اور توفیق والے قسمیں نہ کھائیں کہ ان کو کچھ دینگے نہیں وہ ان کو معاف کرے تو میں ان کو معاف کرونگا'' الا تحبون ان یغفر اللہ لکم'' (سورۂ نور آیت ۲۲) عجیب بات ہے کہ صحابی پر اعتراض کرنے کا حق ابوبکرؓ کو بھی نہیں دیا تو جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک واقعہ میں اس کی بیٹی کے حق میں بے احتیاطی کرنے والے سے دیر تک ناراض رہنے کا حق نہیں تو کوئی کجا کہاں سے آیا جو پندرہویں صدی میں صحابہ کو برا کہیں اور اپنا انجام اور عاقبت برا بنائے۔ یہ مثالیں دیتا ہوں کہ ذہن میں بات بیٹھ جائے۔ ترمذی شریف میں ہے ایک جنازہ لایا گیا لوگ جمع ہو گئے حضرت تشریف لائے صفیں بن گئیں اچانک ایک آدمی نے آگے ہو کر حضرت سے کہا، کان یبغض عثمان، یہ جو مرا ہوا ہے یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا جو شخص عثمان سے بغض رکھے اس کا جنازہ نہیں ہوتا۔ آپ واپس چلے گئے ویسے دفنا دو چلو یہ عثمان کو گالی دیتے ہیں کبھی کہتے ان کے خلافت میں یہ ہوا ہے رشتہ داروں کو مال تقسیم کیا۔ خلافت و ملوکیت جیسے کتابوں پر تف اور پھٹکار برس رہی ہے۔ خلافت وملوکیت نہیں ہے۔ کتاب افک المبین صحابہ پر تہمت تراشی کا ایک بوچھاڑ ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے کا جنازہ نہیں ہے۔ نبی نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا ایسے شخص کا جنازہ جو حضرت عثمان کے ساتھ بغض رکھے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۲ مناقب عثمان بن عفان)۔ وتر کی نماز تین رکعتیں لیکن افضل اور قوی بات یہ ہے دو رکعت کے بعد اللہ اکبر کہہ کر اٹھے اور ایک رکعت اور ملا لے اور آئمہ فرماتے ہیں تین ہیں لیکن دو رکعات کے بعد سلام پھیر سکتے ہیں پھر ایک رکعت پڑھ لے صحابہ کرام خود اس پر اعتراض کرتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جس

سے بعض کم عقل مورخین اور تاریخ کے غلط کار اور دھوکہ باز غلط ناراض ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو اسلام کا جرنیل ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا'' مانقول فی معاویة یوتر بواحدة '' معاویہ کے بارے میں کیا خیال ہے دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر ایک رکعت علیحدہ پڑھتے ہیں انہوں نے فرمایا'' دعہ'' چھوڑو'' فانہ صحب رسول اللہ ﷺ'' (بخاری ج ۱ ص ۵۳۱) آپ رہنے دیں وہ پیغمبر کا صحابی ہے صحابہ کا بھی عقیدہ ہے کہ صحابہ پر اعتراض ناجائز ہے اہل سنت کا یہ عقیدہ کہ صحابہ پر اعتراض جائز نہیں ہے یہ صحابہ کا عقیدہ ہے اور صحابہ کا عقیدہ نبی سے تعلیم کردہ ہے اور نبی کو اللہ نے ایمان اور جنت کے اعمال کے لئے دنیا میں مبعوث فرمایا ہے۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کو اللہ نے پیغمبر کی صحبت کے لئے منتخب فرمایا صحابہ کا ایمان بہترین انجام مضبوط پسندیدہ اعمال قرآن پاک سے ثابت ہے کس جنگ میں کون آگے ہوا پیچھے ہوا کوتاہی ہوئی یہ باتیں دوسری ہیں اس کے لئے قرآن نے کہا'' ولقد عفا اللہ عنهم '' (سورۂ ال عمران آیت ۱۵۵) ہم نے یہ کمی کوتاہی معاف کر لی ہے معافی کا اعلان قرآن میں ہے۔ تو جب کوئی شخص کسی کو معاف کرتا ہے تو دوبارہ اس جرم میں نہیں پکڑتا اور جب پکڑتا ہے تو کہتا ہے بہت بڑی سازش تھی۔ معافی کا کہہ کر اصل میں پکڑنا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ کے یہاں سازش نہیں ہے اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے اس کی ہر ادا صنعت الوہیت کا منظر ہے اور اس کا ہر اعلان صداقت دیانت امانت شرافت اسلام کی حقانیت اور عظمت کی ادا ہے۔

'' اولئک هم المؤمنون حقا لهم معفرة و رزق کریم '' (سورۂ انفال آیت ۷۴) دنیا

کا نظام یقیناً آزمائش کا نظام ہے۔ چھوٹا نظام گھر کا وہ بھی آزمائش ہے بیوی کے ساتھ برتاؤ حدود شرع میں ہو تو تعلق پائیدار ہوگا خوشگوار ہوگا ۔ عشق و محبت کے رشتے کیوں ناکام ہوتے ہیں اس میں بے حیائی سرگرم ہوتی ہے۔ اور رہے اکابر بزرگ اور خاندان کے چاہنے والے رشتے پائیدار ہوتے ہیں اس میں لحاظ ہوتا ہے اس میں دینی سرحدوں کا تحفظ ہوتا ہے اور دنیا کے کسی نظام میں بھی آپ حدود اعتدال سے قدم آگے بڑھائیں یا سر کے بل گریں گے یا قدم واپس نہیں آئے گا۔ گھٹنا ٹوٹے گا۔ ہمارے پشتو کے ایک شاعر ہیں رحمان بابا وہ کہتے ہیں کہ ''جتنی چادر ہے اتنا ہی پاؤں پھیلاؤ اس سے زیادہ پاؤں پھیلاؤ گے ۔ تو چادر پھٹ جائے گی۔

## حقوق کی ادائیگی میں شریعت کا لحاظ بہت ضروری ہے

اس کو قرآن کہتا ہے'' تلک حدود اللہ'' (سورۂ بقرہ آیت ۲۲۹) یہ اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ سرحدیں ہیں۔ ماں کا حق اپنی جگہ بہنوں کے حقوق اپنی جگہ، والد کا مقام اور مرتبہ اپنی جگہ سسرال میں اور والدین میں کوئی تعارض نہیں دو رشتے علیحدہ علیحدہ ہیں وہ باپ نہیں بن سکتا یہ سسر نہیں بن سکتا، بخاری شریف میں ہے ایک شخص نے اپنے سسر کو باپ کہا تھا۔ بیوی کے باپ کو کہا تھا میرا ابا ہے۔ آج بھی ایسے جاپانی قسم کے دھوکہ باز ہوتے ہیں جب سسرال ذرا مالدار ہو۔ بس یہ کہتے ہیں یہ ہی میرے ماں باپ ہیں۔ بخاری مغازی میں ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ جاؤ اگر مل گیا دیکھنا نہیں سر جسم سے قلم کر کے لاؤ۔ میں اس لئے آیا تھا کہ باپ ایک ہو گئی باپ کسی کے نہیں ہوتے۔ یہ کوئی آسان بات نہیں گیلی

زبان ہے چھوٹا سا ٹکڑا ہے جدھر چاہیے آپ موڑتے جائیں اس کو بھی حدود میں رکھیں اور جو الفاظ منہ سے نکالیں ان کا خاص خیال رکھیں ''الا لدیہ رقیب'' (سورۂ ق آیت ۱۸) فرشتہ آپ لوگوں پر نگہبان بٹھائے گئے ہیں وہ آپ کی ایک ایک بات لکھ رہے ہیں اور سب محفوظ کر رہے ہیں۔ دوستی، دشمنی، رشتہ داری اور محلّہ داری یہ سب کی سب نعمتیں ہیں یہ احسان اور شرافت کی برکات ہیں لیکن اس کو شریعت کے حدود میں رکھو۔

## لوگوں کی رعایت میں دین چھوڑنا سنگین جرم ہے

آپ محلّہ دار کی ہر بات مانتے ہیں کہ محلے والے خفا ہو جائیں گے آپ یہ نہیں کہتے یہ پروگرام ناجائز ہے شرک وبدعت کا پروگرام ہے میں اس میں نہیں آسکتا صرف آپ کا فرض نہ آنا نہیں ہے بلکہ آپ کا فرض اسے تہس نہس کرنا ہے ''قوا انفسکم و اھلیکم نار'' (سورۂ تحریم آیت ۶) اپنے جیسے آپ محلے والوں کو بھی غلط کاموں اور گناہوں سے بچانے کی کوشش کرو۔ آپ ان کاموں میں جو شریعت کے ہیں کمر بستہ رہیں سب سے آگے کھڑے رہیں سب سے آگے ایک نہیں دس زور لگائیں۔ جب جنازہ ہو تو بھی اسلامی مسائل قتل ہونگے جی لوگ خفا ہیں کیا کروں کہہ نہیں سکتے۔ جب شادی ہو تو بھی مسائل قتل ہونگے۔ کیا کریں جی خوشی کا موقع ہے۔ ہم کسی کے خوشی میں کیا دخل دیں کیا پیغمبر اپنے گھر کے لئے مبعوث ہوئے صرف مدینے اور مکے والوں کے لئے آئے ہیں۔ آپ کل عالمین کے لئے نبی اور رسول عظمت بن کر تشریف لائے ہیں ''یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا'' (سورۂ اعراف آیت ۱۵۸) اے لوگوں میں تم سب کے لئے خدا کا نبی بن کر

آیا ہوں اور آپ ﷺ نے کتنی بڑی ترغیب دی۔ ایک ایسی قوم کی طرف حضرت علیؓ کو بھیجا جن سے مسلمانوں کی جنگ ہو رہی ہے۔ جنگ کا مطلب یہ ہے کہ جیت یا شکست، حضرت علی نے فرمایا کہ کیا جاتے ہی ماروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ''ادعوھم الی الاسلام'' سب سے پہلے اسلام کی دعوت دو۔ انہیں کہو کہ لا الہ الا اللہ کا یہ مطلب ہے کہ غیر اللہ سے مدد مت مانگو اور خدا کے علاوہ اوروں کو پکارو نہیں انہیں حاجت روا، اور مشکل کشا، مت سمجھو اگر یہ پیغام تم نے دیا اور وہ سمجھ گئے تو آپ کی پہلی فتح ہے اور جہاد کامیاب ہوا اور بخاری میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا'' فواللہ لان یھدی بک رجل'' اگر آپ کی وجہ سے ایک آدمی کو بھی اللہ تعالیٰ نے دین کی ہدایت، روشنی اور توحید کی عظمت سمجھائی ''خیر لک من حمر النعم'' (بخاری ج ۱ ص ۴۱۳) یہ دنیا کے بڑے مال بڑے غنیمت بڑے سرمائے بڑی جائیداد بڑے خزانوں کے حصول سے بڑھ کر حاصل ہو گئی مسلمانوں کی دینی رہنمائی مسلمانوں کے ساتھ دینی ہمدردی مسلمانوں کے دین اور دنیا میں ان کا تعاون ہاتھ بٹانا تو وہ پیغمبروں کا سنہرا مقام سونے کی جھلی اور چمکتی ہوئی ہدایات و تعلیمات ہیں۔ غلط کار لوگ بورڈوں میں لکھتے ہیں ''بلا امتیاز مذہب'' ہمارے یہاں تو ہندو اور سکھ کو بھی بغیر کسی وجہ کے قتل نہیں کر سکتے اور جس کو تکلیف میں دیکھے اس کی مدد کرتے ہیں۔ یہ ہمارے پیغمبر کی سنت ہے ہمیں حکم دیا ہے حدیث شریف کل ہی ایک سبق میں گزرا ہے ایک جنازہ آیا یہودی کا تو حضرت ﷺ صحابہ سمیت اُٹھ گئے اور ایک طرف ہو گئے لوگوں نے کہا ''انھا جنازۃ یھودیۃ'' یہ یہودی عورت مری ہے اس کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''الیست بنفس منفوسۃ'' یہود انسان نہیں ہوتا کیا انسانیت کے درجے میں ان کے ساتھ ہمدردی نہیں کرنی

چاہئے؟ انہیں بھی تکلیف پہنچی ہے۔ ایسے معصوم اور کامل نبی کا امتی کسی کا بھلا کرے۔ بغیر امتیاز مذہب کے ''انا للہ و انا الیہ راجعون'' ہمارے مذہب کا یہ امتیاز ہے کہ غیر مسلم کو بھی سوائے حرب اور لڑائی کے جب اسلام کہے اب مارو اس کے بغیر کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا امام ابو حنیفہؒ کی فقہ میں لکھا ہے کہ اگر بغیر جہاد اور جنگ کے کسی مسلمان نے مستامن اور ذمی کو مارا، وہ کافر جس نے اسلامی ملک میں پناہ لی ہے یا پاسپورٹ لے کر کے آیا ہے اور وہ مسلمان کے ہاتھ سے قتل ہو گیا چار اماموں میں امام ابو حنیفہؒ وہ مرد میدان مرد مومن ہیں وہ فرماتے ہیں یہ مسلمان اس کے مقابلے میں قتل ہوگا۔ ناحق قتل کیا ہے اسلامی قانون کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ ہمارے امن کے دستاویز کو اس نے تہس نہس کیا ہے۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ خود اپنے دائرۂ عمل میں اسلام کی تکریم اور تعظیم کی کوشش کریں۔ مغاربہ اور ملحد امریکن اور برطانوی ان کے ساتھ تو مسلمانوں کی عالمی جنگ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان میں جنگ کی صلاحیت نہیں رہی اور یہ اب ان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے اور سر جھکانے پر مجبور ہیں۔ جو قوم بھی اپنے اللہ کے حضور غیرت اور عظمت کا سجدہ اخلاص کے ساتھ نہ کرے ان کو ایک نہ ایک دن مرنے سے پہلے پہلے تکلیف کے دن دیکھنے پڑتے ہیں۔ اللہ پورے عالم کے مسلمانوں کی مدد و نصرت فرمائے اور کفار کے غلط حملوں سے اسلامی شعائر کو محفوظ فرمائے۔

''واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین''

# ساتواں خطبہ

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا ونبینا محمد عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا صل اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ واصحابہ وبارک وسلم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ ابراھیم حنیفا ط وما کان من المشرکین ○ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکا وھدی للعٰلمین ○ فیہ اٰیٰت بینٰت مقام ابراھیم ومن دخلہ کان اٰمنا ط وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ط ومن کفر فان اللہ غنی عن العٰلمین ○ (سورۃ ال عمران آیت ۹۵ تا ۹۷)

واخرج اصحاب السنن ان النبی ﷺ من ملک زادا و راحلۃ تبلغہ الیٰ بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیاً او نصرانیاً او کما قال النبی ﷺ (سنن دارمی ج ۲ ص ۴۵)

و قال رسول اللہ ﷺ الحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة

(سنن نسائی ج ۲ ص ۲)

و قال النبی ﷺ اذا حج رجل بمال من غیر حله فقال لبیک اللهم لبیک قال اللہ لا لبیک و لا سعدیک و حجک مردود علیک"

(الدرر المنتشره فی الاحادیث المشتهرة ص ۳۴)

اللهم صل و سلم علیٰ النبی الامی و علیٰ اله و اصحابه و بارک و صل و سلم علیه

کعبه را ہر بیت تجلی بر فضول
این زا خلاصات ابراہیم بود

چون کعبه قبلۂ حاجات شد از دیار بعید
روند خلق به دیداش از بسے فرسند

مکہ گئے مدینہ گئے قدس بھی گئے
جیسے گئے تھے گھوم پھر کے ویسے آ گئے

## حج کی شرائط اور مقتضیات

یہ تین مہینے شوال ذیقعدہ اور ذی الحجہ اشہر حج کہلاتے ہیں
"الحج اشهر معلومات"
(سورۂ بقرہ آیت ۱۹۷)

اس پر اتفاق ہے کہ اس سے یہی مہینے مراد ہیں۔ حج پانچواں فریضہ ہے اسلام کا پانچواں رکن ہے عاقل اور بالغ مسلمان پر جانی اور مالی استعداد کی شرط پر عمر میں ایک دفعہ فرض ہوتا ہے

"العامناھذا ام للا بد قال لا بل للابد" (ابن کثیر ج ا ص ۳۸۵)

حج مال اور جان دونوں کا مجموعہ عبادت ہے۔ مال ہو اور جان نہ ہو، صحت اور سلامتی ہو اور زادِ سفر نہ ہو تو بھی حج فرض نہیں ہوگا۔ ایک شخص پر بلوغ کے بعد حج فرض ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نے قبل بلوغ ماں باپ کے ساتھ حج کیا تو بعد البلوغ اس کو حج دوبارہ کرنا ہوگا اس پر حج بدستور فرض ہے۔ قبل بلوغ جتنی بھی عبادات ہیں وہ سب ماں باپ کا ثواب سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح معاذ اللہ استغفر اللہ اگر کسی پر کفر نے حملہ کیا، عقیدتاً کسی وجہ سے کافر ہوا تو اس کا سابقہ حج باطل ہو جاتا ہے۔ کلمہ شہادت اور نکاح کے ساتھ ساتھ حج بھی دوبارہ کرنا ہوگا آئمہ دین کا اس پر اتفاق ہے۔ مومن پر جس طرح عبادات فرض ہیں تو اس پر یہ بھی فرض ہے کہ ان عبادات کو مرتے دم تک محفوظ رکھے، جس طرح عبادت فرض ہے اسی طرح حفظِ عبادت بھی فرض ہے "فلا تموتن الا و انتم مسلمون" (سورۂ بقرہ آیت ۱۳۲) مرتے دم تک مسلمان رہنا ہے، اسلامی اعمال کرنے ہیں اور ان اعمال کو بچانا ہے ان اعمال کا کامل ثمرہ، پورا نتیجہ آخرت میں نصیب ہوگا۔ آخرت جاتے وقت ایمان کا ہونا اور اعمال صالحہ کا ہونا بہت ضروری ہے "واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین" (سورۂ حجر آیت ۹۹) مرتے دم تک عبادات کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اور جن لوگوں نے ایمان کو دنیا میں ضائع کیا ان کے لئے فرمایا "اولئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا و

الآخرۃ"( سورۃ ال عمران آیت ۲۲ ) ایمان کے ساتھ مقتضاءِ ایمان بہت ضروری ہیں۔

## حج بدل کی تفصیل

اگر کسی کی جان اور مال نہیں ہے اور صحت ہے اور صحت نہیں جان اور مال ہے دونوں صورتوں میں اس پر حج فرض نہیں ۔اس پر ایک اشکال ہے کہ جب آنخضرت ﷺ حج پر تشریف فرما تھے تو بنو خثعم قبیلے کی ایک خاتون آگے بڑھی اور حضرت ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ میرے والد پر حج فرض ہو چکا ہے وہ اونٹنی یا گھوڑے پر بیٹھ نہیں سکتے کیا ان کی طرف سے میں حج کر سکتی ہوں ۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تیرے والد پر کسی کا قرض ہوتا کیا تو ادا نہیں کرتی ،خدا کا قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ وہ ادا کیا جائے۔

" فاتته امرأة من خثعم فقالت یا رسول الله ان فریضة ا لله فی الحج علیٰ عباده ادرکت ابی شیخاً کبیراً لا یستطیع ان یرکب افا حج عنه قال نعم فانه لو کان علیٰ ابیک دین قضیته " ( سنن ابن ماجه ص ۲۰۹ )

اس وجہ سے یہ مسئلہ بنا کہ اگر کسی کی بینائی کمزور ہوگئی یا کبر سنی کی وجہ سے حج کی استطاعت ختم ہوگئی یا اور کوئی کمزوری آگئی تو وہ اپنی طرف سے کسی کو حج بدل کے لئے مامور کرلے ۔جس جگہ جس سرزمین پر وہ شخص موجود ہے جس پر حج فرض ہوا ہے اسی جگہ سے کسی کو روانہ کرنا ضروری ہے ۔مثلاً کراچی میں ایک شخص ہے جس پر حج فرض ہوا تھا اس نے ایک شخص کو یہاں سے روانہ کیا کہ آپ میری طرف سے حج کرلیں اور جب وہ جدہ پہنچا تو وہ فوت ہوگیا تو اب دوبارہ دوسرا آدمی پھر کراچی سے روانہ نہیں ہوگا یہ جدہ میں کسی کو کہہ دے کہ وہاں سے حج بدل کرلے لیکن ایک قول فقہاء کا یہ بھی ہے کہ نئے سرے سے دوبارہ آدمی

بھیجنا ہوگا لیکن یہ بڑی مشکل بات ہے دوبارہ بھیجنا کسی کے اختیار میں نہیں تو اس بات کی اجازت دی کہ جس جگہ پہنچ کر فوت ہوا ہے اسی جگہ سے دوسرا آدمی چلا جائے۔اس سے ایک اور مسئلہ پتہ چلا کہ اگر ایک آدمی پاکستان میں ہے لاہور یا پشاور یا اور کسی شہر میں ہے۔ اور اس کا کوئی رشتہ دار یا جاننے والا جدہ میں رہتا ہے یا ریاض میں یا مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں رہتا ہے یہ پاکستان والا اسکو کہے کہ آپ میری طرف سے حج کرلیں یہ بالکل غلط اور بیہودہ بات ہے اس سے تو سب کچھ بہت آسان ہوجائیگا کیونکہ وہاں سے حج صرف چارسو ریال میں ہوجاتا ہے اور یہاں تو حج ماشاءاللہ حکومت پاکستان کی عنایات اور مہربانیوں سے دولاکھ تک پہنچ گیا ہے۔

## حکومتِ وقت کے لئے لمحۂ فکریہ

دنیا میں دو ممالک ایسے ہیں بھارت جو کہ ہندوؤں کا مرکز ہے اور ایران جو کہ روافض کا مرکز ہے اور دونوں میں فرض حج میں حکومت مدد کرتی ہے۔ایران میں جو شخص پہلا حج کرے وہ رافضی ہو یا سنی اسکا ۷۵ فیصد خرچہ حکومت برداشت کرتی ہے اور ۲۵ فیصد وہ خود ادا کرتا ہے،اور ہندوستان میں نصف تعاون حکومت کی طرف سے ہوتا ہے۔ دنیا میں ایک ملک اسلام کے نام پر بنا ہے اور وہ رمضان میں عمرہ کا ویزہ ڈبل کردیتی ہے۔حج ۵۰ ہزار کا ہوتا تھا تو انہوں نے ڈیڑھ لاکھ اور دولاکھ تک پہنچادیا۔

عجب دور دیدم دریں بادشاہی

کہ للو و پنجو ہمی شد سپاہی

اقتدار کی سیٹ پر ایسے خراب اور نا کارہ لوگ قابض ہیں جنہیں یہ عقل اور اخلاق تک نہیں ہے کہ حج تو خالص دینی فریضہ ہے، ایک مومن مسلمان زندگی میں پہلی بار جا رہا ہے حکومت کا فرض بنتا ہے کہ اس کی امداد کرے یہ امداد کی بجائے اس کے کندھوں پر اتنا بوجھ ڈال دیتے ہیں کہ وہ دوبارہ جانے کا نام نہیں لیتا۔ آج کل کے دور میں تو ان کی ساری کوشش یہ ہے کہ لوگ حج پر جا ہی نہ سکیں، ایک فرض عبادت تھی اس میں بھی انہوں نے اپنا کاروبار شروع کر دیا۔ ایک شخص سے کسی نے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ پاکستان میں لا الٰہ الا اللہ کے سواء کچھ نہیں ہوگا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے ٹھیک کہا تھا بات وہی ہے کہ پاکستان میں صرف لا اللہ الا اللہ ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

## حج کی تین اقسام

### (۱) حج تمتع

یہ آسان ہے کہ گھر سے عمرہ کی نیت کر لے اور عمرہ کا احرام باندھ لے اور وہاں پہنچ کر دو تین گھنٹے میں عمرے سے فارغ ہو جائیں اور پھر جب آٹھ (۸) ذی الحجہ آئے تو حج کا احرام باندھ لیں۔ آجکل ۹۰ فیصد لوگ حج تمتع کرتے ہیں۔

### (۲) حج اِفراد

یعنی صرف حج کی نیت کی جائے اور جہاں سے روانہ ہو رہے ہیں وہیں سے حج کا احرام باندھ کر روانہ ہوں اور حج مکمل کر کے احرام کھول لیں۔

## (۳) حج قران

یعنی روانگی کی جگہ سے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھ کر روانہ ہو، یہ سب سے مشکل ہے اگرچہ سب سے افضل بھی یہی ہے اور اس بات کو ضروری کہا گیا ہے کہ حج بدل کرنے والا حج افراد یا قران کی نیت کرے۔

جس نے پہلے حج نہ کیا ہو وہ بھی حج بدل نہ کرے۔ بعد میں فقیہ الہند اور ولی الہند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے حج نہیں کیا ہے وہ بھی حج بدل کر سکتا ہے اور ضرورتاً حج تمتع بھی کر سکتا ہے جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے وہ اجازت دیدے تو یہ حج بھی اسکا ہوگا ورعمرہ بھی اسی کا ہوگا۔

## عدت گزارنے والی عورت کیا حج پر جاسکتی ہے؟

ہماری فقہ میں ایک مسئلہ یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایک آدمی فوت ہوگیا اور اس کی بیوی عدت گزار رہی ہے چار مہینے اور دس دن کی اور اسی دوران حج کے ایام آگئے تو فقہاء نے لکھا تھا کہ یہ عورت عدت پوری کرے گی اور حج پر نہیں جائے گی کیونکہ اس زمانے میں حج کے معاملات میں حکومت کا کوئی اتنا دخل نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی حکومتیں ایسی تھیں کہ حج میں اتنی پیچیدگی ڈالتی اس لئے فقہا نے یہ بات لکھ دی۔ اب ہمارے زمانے میں تو حج اتنا مشکل بنا دیا ہے کہ ہر آدمی کے بس کی بات نہیں ہے اور ایک دفعہ اگر رقم جمع ہوگئی تو دوبارہ جمع کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اس لئے اس زمانے کے فقہاء کرام نے کہا کہ کیونکہ اس زمانے میں بہت مشکل سے منظوری ملتی ہے اس لئے عدت گزارنے والی عدت کے دوران حج پر جاسکتی

ہے کیونکہ عدت پوری کرنا واجب ہے اور حج فرض ہے لہٰذا فرض کا پورا کرنا ضروری ہے، واجب ترک کرلیں۔ بے شک وہ نہ بناؤ سنگھار کرے نہ ہی سرخی پاؤڈر وغیرہ لگائے، نہ ہی خوشبو لگائے اور نہ ہی نئے کپڑے پہنے۔ معتدہ (عدت گزارنے والی) بغیر کراہیت کے حج پر جاسکتی ہے جبکہ اس پر حج فرض ہو گیا ہو۔ یہ ان مسائل میں سے ہے جو زمانے کے بدلنے کے ساتھ تبدیل ہوئے ہیں۔

## ''رمی'' کے بارے میں کچھ تفصیل

اسی طرح ایک مسئلہ ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ حج میں رمی کرنا واجب ہے اور ہر حاجی کے لئے ضروری ہے۔ (دس ۱۰) ذی الحجہ کو مزدلفہ سے رات کو فارغ ہو کر صبح منیٰ پہنچتے ہیں اور بڑے شیطان کی رمی کرتے ہیں کنکر مارتے ہیں یہ واجب ہے، یہ نہ فرض ہے اور نہ حج کے رکن میں سے ہے اور نہ ہی اس پر کسی کا حج موقوف ہے۔ اسی طرح گیارہ (۱۱) اور بارہ (۱۲) ذی الحجہ کو بھی تینوں شیطانوں کی رمی کرتے ہیں۔ پھر مغرب سے پہلے پہلے وہاں سے نکل جاتے ہیں اگر مغرب میں رکیں اور تیرہ (۱۳) ذی الحجہ کو ٹھہرے تو یہ بہتر ہے کہ دن میں رمی کرلیں لیکن ضروری اب بھی نہیں ہے البتہ تیرھویں تاریخ کو صبح صادق داخل ہونے کے بعد منیٰ میں ٹھہرنا نہیں ہے اس دن رمی فجر کے فوراً بعد ہو سکتی ہے۔ ظہر کی نماز کا انتظار کرنا ضروری نہیں جبکہ گیارہ (۱۱) اور بارہ (۱۲) کو ظہر کی نماز کے بعد رمی کرسکتے ہیں۔ حکم یہ ہے کہ مرد دن میں رمی کرے اور عورت رات کو رمی کرے کیونکہ ہجوم زیادہ ہوتا ہے اور ان کو اس میں بہت پریشانی ہوگی۔ عورت کی وجہ سے مردوں کو بھی اجازت

دی کہ وہ رات کو اکیلے تو نہیں آسکتی اس لئے اپنے محرم کے ساتھ رمی کے لئے آئے۔ ایک بار آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کچھ چرواہے آئے اور آپ سے کہا کہ حضرت اگر ہم سارا سارا دن رمی کے لئے بیٹھیں گے تو ہماری بھیڑ بکریاں تو بھوکی مر جائیں گی تو آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ آپ لوگ رات کو رمی کر کے فارغ ہو جائیں کیونکہ حضرت ﷺ سب کے پیغمبر ہیں انسانوں کے اور حیوانوں کے اور سب کے حق میں مہربان ہیں اس لئے ان کے جانوروں کی وجہ سے ان کو اجازت دیدی۔ اب اگر کوئی شخص بیمار ہے یا معذور ہے اور وہ رمی نہیں کر سکتا تو وہ اپنی طرف سے کسی کو کہہ دے کہ آپ میری طرف سے رمی کر لیں اس کو نیابت کہتے ہیں۔ یا یہ کسی کو مقرر کر لے اور وہ اِس سے کہے کہ میں آپ کی طرف سے رمی کر لوں گا اسکو وکالت کہتے ہیں۔ نیابتاً اور وکالتاً معذور کی طرف سے رمی کی جا سکتی ہے۔ اب یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بیمار کسے کہتے ہیں ایک قول تو یہ ہے کہ وہ رمی کرنے کے لئے خود چل کر نہ جا سکے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کو پلنگ میں ڈال کر لے جائیں اور وہ کنکریاں مارے اس زمانے میں تو اچھے اچھے پہلوانوں کا حال وہاں پر خراب ہو جاتا ہے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب حج میں صرف دو یا تین سو آدمی ہوتے تھے، لیکن اب تو حج میں لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے پلنگ پر ڈالنے کو چھوڑیں وہاں اپنے آپ پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں ایک دفعہ حرم میں بیٹھا ہوا تھا اور ملک کے بڑے بڑے علماء جو مجھ سے ہر اعتبار سے بڑے ہیں، بیٹھے تھے۔ باہر ملک سے کچھ مسلمان آئے ہوئے تھے وہ مجھ سے رمی کے بارے میں پوچھنے لگے تو میں نے ان سے کہا کہ اس دور میں تو خوفِ قلب بھی عذر ہے۔ بعض لوگ بڑے مجمعوں سے گھبراتے ہیں اور ان کو دل کی تکلیف بھی ہوتی

ہے وہ لوگ اتنے بڑے رش کی تاب نہیں لاسکتے اس لئے ان کے لئے یہ بھی عذر ہے۔ اور ایک آدمی مجھ سے رمی کے بارے میں پوچھ رہا تھا تو خوف کے مارے لرز رہا تھا اور پسینے پسینے ہوگیا تھا، میں نے اس سے کہا کہ آپ اپنی جگہ کسی کو بھیج دیں کہ وہ آپ کی طرف سے رمی کرلے تو سارے مولوی مجھ سے کہنے لگے کہ آپ نے تو سب کچھ بہت آسان کردیا تو میں نے ان سے کہا کہ اچھی طرح سن لیں یہ میرا مسئلہ ہے کہ اس وقت ہر عذر معتبر ہے چاہے خوف ہو یا چل نہ سکتا ہو یا اور کوئی معقول عذر ہو میں خود فقیہ ہوں اور فقیہ کا کام لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا ہے۔ ہم لوگوں کی لاشیں نہیں دیکھ سکتے رمی الجمرات میں سب سے زیادہ لوگ مارے جاتے ہیں۔ یہ جمرات کی رمی شریعت نے اس لئے تو مقرر نہیں کی تھی کہ لوگ قتل ہوجائیں۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ میرا فتویٰ ہے اور میں اس پر قائم ہوں جس کو اس مسئلے میں گفتگو کرنی ہو وہ میرے پاس آجائے۔ اُس زمانے میں جس طرح فتویٰ دیا گیا وہ اُس زمانے کے اعتبار سے دیا گیا۔ میں اِس زمانے کا مفتی ہوں اور اِس زمانے کے حساب سے فتویٰ دینا میرا فرض ہے۔ ایک بزرگ عالم نے مجھے کہا کہ میں رات کو خود جاؤنگا اور رمی کروں گا میں نے ان سے کہا کہ ٹھیک ہے، جب وہ واپس آئے تو مجھ سے کہا کہ میں نے آپ کو فقیہ مان لیا میرا تو اتنا برا حال ہوا کہ کپڑے پھٹ گئے، چشمہ ٹوٹ گیا اور مشکل سے اپنی جان بچا کر نکلا ہوں، میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فقہ کی عظمت منوانی تھی اور وہ آپ نے آخر کار مان لی۔ میں نے ان سے کہا کہ یاد رکھیں فتویٰ ہمیشہ عرف کے اعتبار سے دیا جاتا ہے اگر عرف کا لحاظ نہ کیا جائے تو فتویٰ سے بجائے فائدہ اور اصلاح کے نقصان ہونے کا اندیشہ ہے اور فقہ میں تو لوگوں کی آسانی ہے۔ مفتی کا تو کام ہی یہی ہے

جہاں لوگوں کو مشکلات پیش آئیں تو وہ ان کا مداوا کرے۔

## وقت کی ضروت دیکھتے ہوئے مسئلے میں تبدیلی لانے کی مثالیں

امام العصر آیت من آیات اللہ فقیہ علی الاطلاق اپنے زمانے کے بخاری اور امام ابوحنیفہ حضرت اقدس مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھوک ہڑتال کرنا حرام ہے، یہ خودکشی ہے۔ ایک طالب علم حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت یہ بھوک ہڑتال اس لئے کی جاتی ہے کہ اتھارٹی اور ایجنسیاں اور کمپنی، کارخانے والے اپنے مزدوروں کے مطالبات نہیں مانتے وہ اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہیں تو مالکان کہتے ہیں کہ جاؤ اگر لے سکتے ہو تو لے لو اور مطالبہ کرنے والوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی بھی چارہ نہیں ہوتا کہ وہ بھوک ہڑتال کے علاوہ اور کچھ کرسکیں۔ جب یہ لوگ کھانا اور پینا چھوڑ دیتے ہیں تو باہر کی ایجنسیاں جو انسانیت کی علمبردار ہوتی ہیں وہ ان مالکان پر دباؤ ڈالتی ہیں کہ آپ ان لوگوں کی بات مانیں اور ان کے ساتھ ظلم نہ کریں تو یہ مالکان بات مان لیتے ہیں۔ جب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تمام باتیں سنیں اور اصل حقیقت ان کے سامنے آئی تو فرمایا کہ بھوک ہڑتال جائز ہے، جب حضرت کو کیفیت کا پتہ چلا تو حضرت نے فوراً مسئلہ تبدیل کرلیا۔

اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مولانا الیاس صاحب نے کیا مصیبت کھڑی کردی ہے کہ عوام کو مسجد میں کھڑا کردیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ دین میں کامیابی ہے، یہ ہے، وہ ہے، بیٹھ جاؤ ابھی دین کی

بات ہوگی، کیا یہ کام انکا ہے ؟ اور اس سلسلے میں حضرت بہت غمگین تھے۔ یہ بات سن کر حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت کی خدمت میں تشریف لے گئے اور کہا کہ حضرت ان لوگوں پر دو پابندیاں ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ ان کو مسائل بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے (آجکل کے تبلیغی تو جو دل چاہتا ہے وہ بیان کرتا ہے) لیکن ان کے بڑوں نے کہا ہے کہ مسائل بیان نہ کریں کیونکہ مسائل بیان کرنا علماء کا کام ہے آپ صرف فضائل بیان کریں لوگوں کو مسجد میں آنے کی دعوت دیں اور اللہ کے راستے میں نکلنے کی ترغیب دیں۔ اور دوسری بات یہ کہ ان لوگوں کے لئے کچھ مسائل متعین کئے گئے ہیں اور انِ کو یاد کرائے جاتے ہیں یہ صرف ان مسائل کو بیان کرتے ہیں ان کے علاوہ ان کو بیان کی اجازت نہیں ہے، (اس زمانے میں تبلیغ کے نمبر ۴۲ تھے پھر کم ہو کر ۲۲ رہ گئے اور اب صرف چھ ۶ رہ گئے ہیں)۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے بات صاف کر دی ورنہ میں اتنے اچھے کام پر ناراض ہو رہا تھا اور پھر فرمایا کہ اجازت ہے !اور عنقریب اس سے مساجد بھر جائیں گی۔ پہلا خطرہ یہ تھا کہ دین تو بہت مشکل مسائل کا نام ہے اور یہ لوگ ایک عام آدمی کو دکان سے پکڑ کر لے آتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں آپ دین بیان کریں وہ الٹا سیدھا بیان کرے گا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے یہاں ایک پروفیسر صاحب آئے میرے دوست تھے کالج کے اندر بڑے قابل پروفیسر تھے میں نے اس کی دعوت کی اچانک میں نے سنا کہ وہاں وہ کہہ رہا تھا یہ کام اتنا مشکل ہے علماء کرام پر بھی کھلا نہیں ہے میں نے وہاں فوراً ایک آدمی کو کہا

کہ پروفیسر صاحب کو بیٹھاؤ اور ان کا بیان ختم کرواؤ، پروفیسر صاحب حدود سے باہر ہو گئے ہیں جو کام عالموں پر نہیں کھلا ہے تو جاہلوں پر کیسے کھلا اور جماعت کے رفقاء کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے ناراضگی ظاہر کی اور کہا اس طرح کی باتیں کرنا مناسب نہیں۔ تبلیغی جماعت نہایت محتاط جماعت ہے ان کا ایک خطیب جو بانگ دھل بولتا ہے ان کے مجمع میں بڑی دنیا جمع ہوتی ہے لیکن جب اکابر تبلیغ نے محسوس کیا یہ تبلیغ اور دین کم اور اپنی باتیں زیادہ سناتا ہے ان پر پابندی لگائی کہ بڑے مجمع میں آپ کے بیان کی کوئی ضرورت نہیں یہ اہل حق کی جماعت ہے اس لئے اہل حق کی حمایت اور نصرت ضروری ہے اور جہاں انکو اندازہ ہو گیا کہ اس کام سے کچھ نقصان پیش آرہا ہے فوراً اس سے پیچھے ہٹ گئے۔

## حج کے سلسلے میں مختلف فتاویٰ

بہر حال حج ایک طویل اور عریض عبادت ہے گھر سے نکلنا اور بال بچوں کو چھوڑنا خاندان کو چھوڑنا سفر اختیار کرنا مشکل کام ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ انہوں نے اپنے دور میں فتویٰ دیا تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر حج فرض نہیں ہے کیونکہ امن طریق نہیں ہے راستے غیر محفوظ ہیں۔ ایسا دور دنیا پر گزرا ہے ایک قافلہ ہندوستان سے گیا تھا چودہ سو آدمیوں کا صرف گیارہ آدمی بچ کر آئے تھے باقی سب مر کر ختم ہو گئے۔ میری نظر میں وہ فتاویٰ بھی ہیں جن پر علماء نے حج پر جانے والے کو کہا تھا کہ بیوی کو طلاق دے اور جائیداد تقسیم کر دیں۔ واپسی یقینی نہیں ہوتی تھی خواہ مخواہ ایک خاتون بیٹھی رہے گی فقہ حنفی میں اگر کوئی شخص سفر پر چلا گیا اور وہ گم ہو گیا اور اس کی موت کی خبر نہیں آئی تو

اس کی بیوی (۹۰) سال انتظار کرے گی اور دوسری روایت میں اس پر فتویٰ ہے کہ (۱۲۰) سال انتظار کرے گی ایک سو بیس سال اور نوے سال کے بعد وہ کیا کرے گی ایک خاتون کو پتہ ہے کہ اس مذہب میں میرے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے تو یہ بھی تکلیف دہ مرحلہ ہے اور خطرات ہیں کہ وہ گناہوں کی مرتکب ہوجائے اس لئے فقہاء کرام نے کہا تھا کہ روانہ ہونے سے پہلے ان ضروریات سے فارغ ہوجائیں۔ اُس زمانے کے علماء نے ان مشکلات کو دیکھتے ہوئے اس قسم کے فتاویٰ دئے۔ آج دور دوسرا ہے اس لئے فتاویٰ کی نوعیت بھی تبدیل ہوگئی ہے۔

## دنیا کی کوئی بھی چیز حج میں رکاوٹ نہیں بن سکتی

ایک زمانہ تھا کہ 'امن الطریق' نہیں تھا راستے محفوظ نہیں تھے حفاظت نہیں تھی۔ اسلام کی تعلیمات کی برکت سے پورے عالم میں اب امن قائم ہوا ہے جہاں دہشت گردی ہورہی ہے، بم دھماکے ہورہے ہیں مختلف انسانیت کے خلاف کام ہورہے ہیں، یہ سب وہ لوگ ہیں جو انسانیت سے دور ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی برکت سے محروم ہیں انھیں اسلام اور اسلامی تنظیموں سے جوڑنا اسلام دشمنوں کا ناروا حملہ ہے راستے کا امن بھی ضروری ہے۔ الحمد للہ اس وقت پورے عالم میں کوئی مفتی یہ فتویٰ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ راستے میں امن نہیں ہے اس لئے آپ پر حج فرض نہیں ہے۔ حج ہے ہر مؤمن مسلم پر صحت اور مال کی شرط کے ساتھ عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض قطعی ہے، البتہ جن لوگوں کے ذمے کچھ لوگ ہیں مثلاً باپ کے ذمے بچے ہیں خاوند کے ذمے بیوی اور بچوں کے اخراجات ہیں تو فقہاء نے

کہا ہے کہ صرف حج کا خرچہ کافی نہیں ہے اس شخص کے آنے تک جو لوگ اس کے زیر کفالت ہیں ان کے اخراجات کا ہونا بھی ضروری ہیں مثلاً ایک شخص کے پاس اتنی رقم موجود ہے کہ یہ آرام سے جا کر حج کر کے آسکتا ہے۔ لیکن اس کے آنے تک اس کی بیوی بال بچے اور گھر کے اخراجات اس میں سے نہیں بچتے تو فقہاء کہتے ہیں کہ حج فرض نہیں ہے انتظار کرے اور کوشش کرے۔ بعض لوگوں نے اس سے یہ نکالا کہ جوان لڑکی گھر بیٹھی ہوئی ہے یا جوان بیٹا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی شادی کا مرحلہ ہے، اس زمانے میں شادیوں پر بھی لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں تو یہ حج نہیں کر سکتا یہ غلط ہے یہ فتویٰ کوئی مفتی نہ دیا کرے بیٹے اور بیٹی کی شادی بھی ضروری ہے لاکھوں کے اخراجات کی ضرورت نہیں، سادگی سے شادی کی جاسکتی ہے جو کہتا ہے نہیں ہو سکتا وہ مجھ سے ملاقات کرے عصر سے پہلے پہلے کرادینگے یہ تو شیطان کا اکساوا ہے۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا بچی بیٹھی ہوئی ہے بہت تکلیف ہے میں نے پوچھا کوئی شرط اس نے کہا کوئی نہیں میں نے کہا یہاں آٹھ سو طلبہ پڑھ رہے ہیں کسی کو بلاتا ہوں کہا نہیں نہیں یہ تو بہت مشکل ہے میں نے کہا طالب حسین جمیل ہے، صحت مند ہے، قوم اور نسل معلوم ہے غیرتی ہے، باعمل ہے، باکردار ہے، آپ کی لڑکی کی عزت کا سودا نہیں کرے گا اور آپ کو کبھی بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اولاد کی طرح آپ کی خدمت کریگا یہ ضمانت دے دی، آپ تجار کو بیٹی دیتے ہیں وہ اگلے سال واپس بھیج دیتا ہے کہ یہ جہیز کم ہے اور لاؤ۔

مجھے سب پتہ ہے تین فریق کو قوم کا حال معلوم ہوتا ہے ایک عالم اور مفتی کو اور وہ سب سے بڑا ہمدرد ہے خیر خواہ ہے وہ اگر غصے میں تنبیہ بھی کرے تب بھی اس کا دل حسرت

کے آنسو اور ان پر افسوس کے آنسو روتا ہے دوسرا ڈاکٹر اور تیسرا پولیس انہیں سب احوال کا پتہ ہوتا ہے، شادیوں کو مہنگا رسم رواج اور غلط سوسائٹی نے بنایا ہے۔ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی میں یہ نہیں دیکھتے کہ بیٹیوں کو صرف گھر سے نکالنا نہیں ہے بلکہ جو کچھ انسان کی توفیق ہو اور قوت ہو اسکا پورا مظاہرہ کرنا چاہئے یہ تو انکا حق ہے کہ اللہ نے آپ کو توفیق دی ہے تو وہ بھی ساز و سامان کے ساتھ رخصت ہو جائے، وہ کونسا باپ ہوگا جو اپنی بیٹی کو کسی کے گھر بھیجے اور وہ اس پر تمام توانائی نہ لٹائے یہ قدیم رواج ہے کوئی ہمارا یا آپ کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں ایک شخص آیا۔ (مناقب سیبری) میں ہے اور اس نے کہا کہ میں نے ایک نذر مانی تھی کہ اگر اللہ نے مجھے لڑکی دی اور وہ بلوغ کو پہنچی تو اس کے جہیز میں پوری دنیا کا ساز و سامان دوں گا اس وقت میں مالدار تھا تمام ملکوں میں میری تجارت چل رہی تھی ہزاروں میرے غلام اور کنیزیں تھیں اتفاق سے لڑکی اللہ نے دی اور وہ جوان ہوگئی اب رشتہ تیار ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے میں کیا کروں امام صاحبؒ نے فرمایا جہیز میں ان کو قرآن مجید دیدو قرآن مجید دونوں جہانوں کا سرمایہ ہے اور پھر فرمایا کہ نذر پوری ہے۔

تو یہ مسلمانوں کا ایک قدیم رواج ہے کہ وہ بچیوں کو سج دھج کے ساتھ روانہ کرتے ہیں۔ فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ جس طرح ایک شخص زندگی میں بیٹے کو جائداد دیتا ہے اس طرح بیٹی کو بھی دے گا دونوں میں برابری ضروری ہے۔

"اعدلوا بین اولاد کم فی العطیۃ" (بخاری ج ا ص ۳۵۲)

تو حاصل یہ نکلا کہ جس طرح آپ بیٹے کو گھر زمین دے رہے ہیں تو اس طرح بیٹی بھی برابر کی حقدار ہے۔ زندگی میں دونوں برابر ہیں۔ مرنے کے بعد تو لڑکا دہرا لے

کا اور لڑکی آہری وراثت کی حقدار ہوں مگر "قبل موت ابی" مرنے سے پہلے پہلے ماں باپ کی طرف سے جو ہدایہ سوغات تقسیم ہونگے وہ برابر رہیں گے، دیکھیں شریعت نے اس کو کیسے بھائی کے برابر کیا ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے تم لڑکیوں کو زندہ دباتے تھے میرے آنے کے بعد کوئی یہ جرأت نہیں کرے گا، آپ ﷺ کی تشریف آوری سے خواتین کی عزت وناموس کا تاج بلند ہو چکا ہے۔ اولاد کی شادی کا عذر ماں باپ پر حج فرض کے لئے مانع نہیں ہے۔ حج بدستور کر لیں اور اللہ تعالیٰ حج کی برکت سے ان کی شادیوں کے لئے خزانے بھیج دے گا اللہ کے یہاں کوئی کمی نہیں ہے دیکھو بڑا مال چھوٹا ہو سکتا ہے۔ ایک شخص کے پاس کروڑوں روپے ہیں ٹھیک ہے ساٹھ لاکھ روپے کا ڈنٹ آ گیا اور چالیس لاکھ روپے اس کے اور استعمال ہو گئے دیکھیں بالکل خالی ہاتھ ہو گیا۔ ایک شخص کے پاس ساٹھ لاکھ روپے ہیں لیکن ایک ایسے مرض نے حملہ کیا کہ دو تین دفعہ باہر آیا اور گیا اب قرض لینے لگا تو بڑے مال کا ہونا سلامتی نہیں ہے۔ ایک شخص کے پاس تھوڑا مال ہے اور وہ بھی بخیر ہے اور اس کے بچے بھی بخیر ہیں ہر طرف سے امن اور خوشی ہے اور کوئی عارضہ، کوئی آفت اور حادثہ نہیں ہے کیا یہ کم ہے کہ سلامتی ہے۔

## ہر حال میں صرف ایک اللہ سے مانگنا چاہئے

مؤمن کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے افعال پر توکل اور سہارا کرنا ضروری ہے۔ ہاتھ باندھ کر بیٹھنا یہ توکل نہیں ہے یہ تعطل ہے حرام ناجائز ہے۔ ہاتھ کھلے رکھو جو آپ کر سکتے ہیں چل پھر رہے ہیں کہ اللہ آپ سے کام لے رہے ہیں اسی میں اولاد کی بہتری اور ان

کی عزت و ناموس کی خیر و عافیت مانگیں غلط نہ چلیں اور نہ غلط حرکتیں کریں لیکن اموال اور اسباب پر زیادہ سہارہ نہ کریں، مال اور سبب یہ دونوں مؤثر نہیں ہیں، یہ بے اثر ہوجائیں گے خوشیاں اور سلامتی صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ غور نہیں کرتے کہ فرض نماز ختم ہوتے ہی پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں

"اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال ولاکرام"

(مسلم ج ۱ ص ۲۱۸)

خدایا آپ سلامت ہیں اور سلامتی ہر ایک کو آپ دیتے ہیں عزت وشان کے مالک آپ ہیں ہمیں بھی عزت اور سلامتی نصیب فرما۔ فرض نماز ختم ہوتے ہی پیغمبر ﷺ یہ فرماتے تھے۔ کیونکہ عظمت وشان والے صرف اللہ تعالیٰ ہیں اور عزت وجلال کے مالک بھی صرف اللہ تعالیٰ ہیں اور سب کچھ کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔ کاش کہ مسلمان حضرت ﷺ کی ان دعاؤں پر غور کریں کہ ہر دعا اتنا بڑا خزانہ ہے کہ اس کے کھولنے پر ایک ایک جلد لکھی جاسکتی ہے۔

استاذ گرامی قدر محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ معارف السنن شرح ترمذی میں لکھا ہے کہ کاش مجھے اس کا موقع ملے میں دعائیں لکھوں گا اور میں اس کی شرح کروں گا" وانا رجل لھذا المیدان " میں شایان شان طریقے سے دعائیں سمجھاؤں گا۔ امت پر جو تکالیف آئی ہیں ان میں ایک تکلیف میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی دعاؤں پر توجہ بالکل نہیں ہے۔ ایک شخص میرے پاس آیا آپ کوئی تعویز دیدیں، کوئی دعا بتادیں، کوئی وظیفہ دے دیں میں بہت تکلیف میں ہوں سارا مال ختم ہوگیا گھر میں فاقے

تک کی نوبت آ گئی ہے۔ میں بھی قوم کا امام ہوں اس قسم کی باتیں سن کر پریشان ہو جاتا ہوں، وہ بھی کوئی انسان ہے جو دوسرے انسان کا غم اور صدمہ سنے اور اس پر خود اسے غم اور صدمہ نہ ہو

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھیں کروبیاں
خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

میں نے ان سے کہا اور اکثر یہی کہتا ہوں تین باتیں ہیں جو میں فی الفور عرض کرتا ہوں ایک یہ کہ سونے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اتنا ضرور کہیں کہ اس کے سامنے دعائیں مانگتے مانگتے آنسو بہانے کی عادت ہو جائے کوئی ایسی دعا مانگ کر تو دیکھیں کہ قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ نے آج کل دس دن پہلے، مہینے، سال میں تن تنہا بیٹھ کر اپنی مشکلات اور حاجات اللہ کے حضور ذکر کر کے اور مانگتے مانگتے آپ رونے لگے کہنے لگے مانگتے مانگتے روتا تو نہیں ہوں لیکن سجدے میں چلا جاتا ہوں میں نے کہا یہ تو حرام اور ناجائز ہے "فتاویٰ عالمگیری" میں لکھا ہے کہ عوام کی عادت ہے کہ دعا مانگتے مانگتے سجدے میں جاتے ہیں ان کو منع کیا جائے ان کو لگام دیں ان کو جو کہا ہے غلط کہا ہے بے بنیاد اور بے اصل سنت کے خلاف کام ہے یہ تو غلط ہے گناہ کر رہے ہیں اب بعض لوگ دعا مانگتے مانگتے سر ننگا کر لیتے ہیں سر ڈھکنا یہ تو اضع ہے اور سنت ہے سر ننگا کرنا یہ تو سرکشی ہے۔ دوسری بات یہ اور بہت آسان کہ بہترین وقت اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا اور اس کے سامنے آنسو بہانے کا اور اس

ے خزانوں کو متوجہ کرنے کا وہ رات کی گھڑیاں ہیں۔ جس کے دل پر صدمہ ہو، جس کے کندھے پر بوجھ پڑا ہوا ہو وہ رات کو بارہ گھنٹے کیسے اور کس غیرت سے سوتا ہے، اس کو پلنگ کاٹتا نہیں ہے۔ کہ اٹھو ذرا وضو کر کے نیچے اترو دو چار رکعات پڑھ کر آسمان اور زمین کے مالک جو اکیلا تمام خزانوں کا مالک مختار ہے، جو بندوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ پوچھتے ہیں میرے بارے میں انکو کہیں کہ میں بالکل قریب ہوں اور خوب غور سے ان کی سن رہا ہوں جب بھی یہ مجھے پکارتے ہیں۔

"اذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی والیؤمنوا بی لعلھم یرشدون" (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۶)

اور ایک بات یہ کہ مسلمان کو چاہئے کہ خوب استغفار کرے یہ اتنا زبردست عمل ہے کہ قرآن کریم میں ایک جگہ آیا ہے کہ نبی اور استغفار برابر ہیں۔ ہمارے نبی کے برابر کوئی نبی بھی نہیں ہے اور آسمان اور زمین کی کوئی خلقت آنخضرت ﷺ کے برابر نہیں لیکن "وما کان اللہ لیعذ بھم وانت فیھم" اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دیں گے جب تک آپ تشریف فرما ہیں "وما کان اللہ معذ بھم وھم یستغفرون" (سورۂ انفال آیت ۳۳) اور اللہ تعالیٰ ان کو اس لئے بھی عذاب نہیں دیں گے کہ یہ استغفار کر رہے ہوں۔ یاد رہے کہ عذاب الٰہی کو روکنے کا ایک سبب تو آنخضرت ﷺ کا وجود اقدس تھا اور دوسرا سبب عذاب سے بچنے کا وہ بندے کا دل سے استغفار پڑھنا ہے۔ اس کی قدر و قیمت سمجھنا بہت ضروری ہے۔ حافظ ابن کثیر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے

"قال ابن عباس کان فیھم امانان النبی صلی اللہ علیھو سلم والاستغفار"

زمانے میں دو امن تھے ایک حضرت ﷺ کا وجود اقدس اور دوسرا استغفار "فذهب النبی ﷺ" ان میں سے ایک تو چلا گیا یعنی حضرت ﷺ کا وصال ہو گیا" وبقی الاستغفار " اور دوسرا باقی ہے اور وہ ہے استغفار۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۱۲)

ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور روتا ہے آنسو بہاتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میں بہت بڑا مجرم ہوں اور گنہگار ہوں اور سخت کوتاہیوں کا مرتکب ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ " فقلت استغفروا ربکم انه کان غفارا" کہ استغفار کرو اپنے رب سے وہ بہت غفور الرحیم ہے اور پھر اس کے انعامات بتائے کہ" یرسل السماء علیکم مدرارا" آسمان سے اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے یہاں بارش سے مراد صرف بارش نہیں ہے بلکہ خیر وبرکت کی بارش مراد ہے آبادیوں اور عنایات کی بارش مراد ہے۔ علامہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ دونوں جہانوں کی خوشیاں اور نعمتیں بھی دیں گے" ویمدد کم باموال و بنین " تمھاری مدد فرمائیں گے تمھیں مال اور بیٹے دیکر" و یجعل لکم جنت ویجعل لکم انهارا" اور باغات اور نہریں اللہ تعالیٰ انعام میں دیں گے" مالکم لا ترجون لله وقارا" (سورۂ نوح آیت ۱۰ تا ۱۳) تمھیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کے ہونے کی امید نہیں رکھتے اور تمھیں ان باتوں پر یقین نہیں آتا۔

یاد رکھیں خوب دعائیں مانگنا اور ہمہ وقت متوجہ رہنا اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانا اور استغفار کرنا خاص کر رات کے اوقات میں ہر مومن مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ مبارک گھڑیوں میں اللہ کے حضور اپنی بندگی پیش کرنا، ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے احکامات کی طرف متوجہ رہنا اور خاص کر رات کے اوقات میں استغفار کی کثرت کرنا یہ تین خزانے

ہیں جو مومن کو نصیب ہوتے اور جب ان کا احترام کیا جائے تو اللہ تعالیٰ تمام بلائیں اور آفات ٹال دیتے ہیں اور انسان کے ہر کام میں آسانی پیدا فرماتے ہیں

بن کے بندہ جو اسے دل سے صدا دیتا ہے

اس کا ہر کام خدا جلد بنا دیتا ہے

کاش کہ مسلمانوں میں اس کی قدر اور احترام آجائے، لوگ خود اپنے دشمن بنے ہوئے ہیں اول تو دعائیں مانگتے نہیں ہیں اور اگر مانگتے ہیں تو مانگنا جانتے نہیں ہیں کے کس موقع پر کیا دعا مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی مشکلات حل فرمائیں اور پریشان حالوں کی پریشانی دور فرمائیں۔

"واٰخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین"

# آٹھواں خطبہ

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا ونبینا محمد عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیاالی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ واصحابہ وبارک وسلم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ٥بسم اللہ الرحمن الرحیم

وکم اھلکنا من القرون من بعد نوح وکفی بربک بذنوب عبادہ خبیرا بصیرا ٥ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ١٧)

وقال اللہ تعالیٰ الم تر کیف فعل ربک بعاد ٥ ارم ذات العماد ٥ التی لم یخلق مثلھا فی البلاد ٥و ثمود الذین جابو الصخر بالواد ٥و فرعون ذی الاوتاد ٥ الذین طغو فی البلاد٥ فاکثروا فیھا الفساد٥ فصب علیھم ربک سوط عذاب٥ان ربک لبالمرصاد ٥ (سورۂ فجر آیت ٦ تا ١٤)

وقال اللہ تعالیٰ فذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث سنستدرجھم من حیث لا یعلمون٥ و املی لھم ان کیدی متین ٥ ام تسئلھم اجرا فھم من مغرم

مثقلون ٥ ام عندهم الغيب فهم يكتبون ٥ فاصبر لحكم ربک ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادیٰ و هو مکظوم ٥ لو لا ان تدارکه نعمة من ربه لنبذ بالعراء و هو مذموم ٥ فجتبه ربه فجعله من الصلحین ٥ و ان یکاد الذین کفروا لیزلقونک با بصارهم لما سمعوا الذکر و یقولون انه لمجنون ٥ و ما هو الا ذکر للعلمین ٥ (سورۂ قلم آیت ۴۴ تا ۵۲)

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جوز جو

تو منکر قانون مکافات عمل تھا
لے دیکھ تیرا عرصہ محشر بھی یہی ہے

اللهم صل وسلم علی نبیک محمد احمد وعلی آله واصحابه و بارک وصل وسلم علیه

قرآن کریم میں دو تین جگہ سے میں نے مختلف آیتیں تلاوت کی ہیں اور ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کے نافرمان اور سرکشوں کا انجام بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جہان میں بے شمار مخلوقات پیدا فرمائی ہیں لیکن ان میں سے تین مخالیق ایسی ہیں جو مقصود ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات کا پابند کیا ہے اور ان سے دنیاوی زندگی کا حساب ہوگا۔

## ملائک بھی حکم خداوندی کے پابند ہیں

ایک مخلوق ایسی ہے کہ جن کے لئے خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ،

"لا یعصعون اللہ ما امرھم و یفعلون مایؤمرون" (سورہ تحریم آیت ۶)

ملائک خداوندی، ملائک نور سے پیدا ہیں وہ نافرمانی نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کے نظم ونسق کے لئے انہیں پیدا فرمایا ہے۔ علی التحقیق ان کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا وہ ارادۂ الٰہی کے مطابق نقل وحرکت کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے حضرت جبریلؑ نے کہا ہے کہ میں جب ساتویں آسمان سے نیچے دیکھتا ہوں تو مجھے خوف ہوتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کا حکم ملتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور جب مجھے پتہ چلتا ہے تو میں زمین پر اس جگہ کھڑا ہو چکا ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ مقدس اور پاک مخلوق کھانے پینے سے تناسل وتناکح و توالد سے، سونے اور اونگھنے سے آزاد ہیں۔ یہ نظام الٰہی کے ارکان ہیں اور اللہ تعالیٰ آسمانوں سے زمینوں کا جو نظام چلاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ملائک کو استعمال کیا ہے۔

"فالمدبرات امرا" (سورۂ نازعٰت آیت ۵)

مختلف ملائک مختلف کاموں پر مامور ہیں۔

کام کتنے ہیں وہ تو کام پیدا کرنے والا جانتا ہے کارندے کو ملک کے نظام کا پتہ نہیں ہوتا وہ اتنا کام جانتا ہے جتنا اس سے وابستہ ہوتا ہے۔ اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ مامور امیر کے حکم سے متوطن ہوگا ایک جگہ جماعت چلی گئی جماعت کا ایک ذمہ دار ہے اور باقی اس کے ماتحت ہیں یہ ذمہ دار جب تک نیت نہ کرے پندرہ دن رات ٹھہرنے کی اس وقت تک سب مسافر ہونگے کیونکہ مملوک مالک کا پابند ہوتا ہے اور مامور امیر کے حکم کے زیر اثر ہوتا ہے۔ اگر ظاہری اسباب ایسے ہیں کہ بظاہر چھ مہینے پندرہ دن ٹھہرنے کے لگ رہے ہیں اور پوری فوج نے نیت کرلی کہ ہم اتنے دن رہیں گے لیکن امیر نے نیت نہیں کی ہے تو

فقہاء اس پر متفق ہیں کہ یہ نیت غیر معتبر ہے ماموری کی نیت ہوتی نہیں وہ تحت الامر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دین میں نظام کی درستگی کی بہت سخت تاکید آئی ہے اس لئے چھوٹے کو حکم ہے کہ وہ بڑے کی بات مانے اور بیٹے کو حکم ہے کہ وہ ماں باپ کا مطیع رہے۔ شاگرد پابند ہے کہ وہ اپنے استاد اور شیخ کی رضا و خوشنودی کا خیال رکھے رعایا کا فرض ہے کہ وہ اپنے حاکم اور مسلمان فرمانروا کے احکام اور آداب بجالائے۔ امت پابند ہے کہ وہ نبی کی اطاعت فرض کے درج میں کریں۔ یہ نظام کی تقویم ہے نظام جب نافذ ہوگا تو ہر شخص کو اپنی حیثیت اور اپنے کام کا اندازہ ہوگا بیٹا اس بات کو مانے گا کہ بیٹے کی حیثیت سے میں اتنا ہی کرسکتا ہوں آگے میرے باپ کا کام ہے۔ بیٹی اس بات سے آگاہ رہے گی کہ اس سے زیادہ اختیارات میری ماں کے ہیں وہ میرے نہیں ہیں۔ شاگرد یہ بات سمجھے گا کہ جب تک استاد نہ کہے میں یہ کام نہیں کرسکوں گا۔ رعایا کی ذمہ داریاں اور ہیں اور حاکم کی ذمہ داریاں اور ہیں۔

”و اٰتو کل ذی حق حقه“

بخاری شریف میں ہے کہ ہر حقدار کو اس کا حق دو۔

## مسلم معاشرے کے لئے اہم اصول

جب مسلم معاشرہ اس سے آگاہ ہوتا تھا کہ ہر شخص اس بات کا پابند ہے کہ اس کے ذمہ کتنے حقوق ہیں اور ان کی ادائیگی ضروری ہے تو معاشرہ سرسبز و شاداب رہتا تھا کیونکہ معاشرے کے اندر ایک شخص کے ساتھ کئی حقوق متعلق ہوتے ہیں بچوں کے حقوق اور ہیں،

بیوی کے اور ہیں، ماں کے اور ہیں، عزیز واقارت کے اور ہیں، اہل محلہ کے اور ہیں۔ جس جگہ آپ کی زندگی اور ملازمت رزق اور عزت وابستہ ہے وہاں کے حقوق اور ہیں، ہر شخص کا اپنا کام ہے اور جب ہر شخص اپنے منصب سے آگاہ ہو اور انہی اختیارات میں رہے تو نظام مضبوط رہتا ہے اور قائم رہتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ مجھے بہت ڈر لگتا ہے کہ میں کل مرجاؤں گا، آخرت کا خوف دو وجہوں سے بڑھتا ہے کبھی تو ایمان کمال کو پہنچ جاتا ہے تو آخرت شاہد ہو جاتی ہے تو آدمی جب سامنے ایک منظر کو دیکھتا ہے تو خوف زدہ تو رہتا ہے۔ انبیاء وصحابہ کا خوف آخرت اس وجہ سے تھا کہ ایمان جتنا ہونا چاہیے اتنا ہوتا تھا اور آخرت اور وہاں کے تمام مناظر وہ مشاہد ہوتے تھے احادیث میں ہے کہ صحابہ کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن سویرے اٹھتے تھے لیکن یہ خوف رہتا تھا کہ شاید قیامت آج ہو صرف اتنی بات یاد کرائی گئی تھی کہ قیامت جمعہ کے دن ہوگی اور قیامت اور اس کے وقوع میں کس قدر تفصیل ہے لیکن ان سب پر صحابہ کا ایمان اور یقین غالب ہو گیا تھا۔ تو ایک جماعت صحابہ کی جمعرات سے تیار ہو جاتی تھی پوری رات اور فجر سے جمعہ تک وہ بیٹھی رہتی تھی کوئی چیز خلل نہیں ڈالتی تھی اور دوسری جماعت صحابہ کی ایسی تھی جو فجر کے لئے آتی تھی تو تیار ہو کر آتی اور تیسری جماعت صحابہ کی ایسی تھی جو فجر پڑھ کر گھر جاتے تھے اور تیار ہو کر فوراً آتے تھے اور چاشت وغیرہ مسجد میں پڑھتے تھے۔

محمود جار اللہ زمخشری مشہور مفسر گزرا ہے اعتزال کا۔ جو معانی اور بلاغت کا امام مانا گیا ہے اس نے سورہ جمعہ کے اندر اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ میرے زمانے کے لوگ اتنے نالائق ہیں کہ یہ چاشت گھروں میں پڑھ کر کے پھر آتے ہیں۔ اتنی دیر کرتے ہیں کیونکہ ان

سے پہلے زمانے تک لوگ بہت سویرے آتے تھے اکثر فجر میں آنے والے واپس نہیں جاتے تھے۔ نماز جمعہ کے لئے بیٹھے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض ائمہ کو یہ وہم ہو گیا کہ شاید جمعہ کا وقت عید کی طرح ہے خود امام احمد سے، عدہ، کے اندر ایک قول منقول ہے" وقتھا کوقت صلوۃ العید "اور دنیا کے اندر جو تباہیاں مچی ہیں کہتے ہیں کہ اس کا آغاز یوں ہوا ہے کہ جمعہ کی نماز مؤخر ہوتی گئی اور گزشتہ زمانوں میں ملوک وسلاطین جمعہ پڑھاتے تھے اور پھر رعایا کا اعتماد وہ کھو بیٹھتے تھے اور لاٹھی، گولی کی سرکار چلاتے تھے۔ تو یہاں تک ہوا ہے کہ باقاعدہ جمعہ کے دورانیہ میں عصر کا وقت داخل ہوتا تھا۔ نالائق خطیب کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ وہ جمعہ دیر سے پڑھتا ہے۔ اصل فقہ حنفی میں جمعہ سویرے پڑھا جائیگا فقہاء حنفی کا اس بات پر اتفاق ہے۔ معمول کے مطابق جو ظہر ہے اس سے جمعہ متقدم ہونا سنت ہے۔ آج کل کے لوگ ظہر ڈیڑھ بجے پڑھتے ہیں اور جمعہ دو بجے پڑھتے ہیں اور اس پر بھی اپنی نااہلیت کی مہر لگاتے ہیں۔ جہاں علم کمزور ہوتا ہے وہاں اسی قسم کی باتیں ہوتی ہیں۔ حکم یہ ہے کہ جب ظہر ڈیڑھ بجے پڑھتے ہیں تو جمعہ ایک بجے پڑھیں اور جب ظہر دو بجے پڑھیں تو جمعہ ڈیڑھ بجے پڑھا جائے اور یہ کہنا کہ جتنی دیر ہو جائے لوگ اتنا زیادہ ہونگے۔ یہ اور ڈبل نااہلیت کی بات ہے۔ کیونکہ نماز صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھی جاتی ہے اس میں بھی جب مخلوق کا لحاظ ہوگا تو پھر یہ عبادت کہاں رہے گی۔

" ان الصلوۃ للہ لا تقدم لاحد ولا توخر "ایک صحابی ایک گھر میں آئے تو میزبان نے کہا کہ اگر ہمیں معلوم ہوتا تو ہم آپ کے لئے نماز موخر کر دیتے تو اس صحابی نے یکدم کہا" ان الصلوۃ للہ "نماز خدا کے لئے ہے۔ لا تقدم لاحد و لا توخر یہ کسی مخلوق

کے لئے کوئی اوپر نیچے نہیں ہوسکتا۔

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی

حدیث میں ہے قرب قیامت میں تمہاری کثرت بہت ہوگی لیکن تم میں حقیقت نہیں ہوگی۔ صفر ہونگے اور آپ نے فرمایا قیمتی لوگ اور بیش بہا لوگ جن پر ہر وقت رحمت الٰہی برستی ہے وہ گزرتے جائیں گے اور سب سے آخر میں ایسے لوگ رہ جائیں گے۔ جیسے کھجوروں کے ٹوٹے پھوٹے اور جو کا چھلکا اور انگور کا آخری تلچھٹ۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں وہ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں وہ مانگیں یا نہ مانگیں بے کار ہے۔ خس وخاشاک ہیں۔ اور یہ سب کچھ اعمال کے منازل اور مقامات سے گرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

## ایک حکایت

حدیث شریف میں ہے کہ ایک نیک آدمی کو آسمان میں ایک منظر نظر آیا کہ آسمان میں فرشتے آپس میں باتیں کر رہے تھے اور ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ بادل لے کر جاؤ فلاں آدمی کی زمین پر بارش برسا کر آؤ۔ وہ کوئی خدا کا کامل ولی تھا۔ اس نے یہ آواز جب سنی تو اس آواز کے حساب سے روانہ ہوئے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ بادل کا ایک ٹکڑا بادلوں سے علیحدہ ہوا اور وہ باقاعدہ سفر پر روانہ ہوگیا" تجر السحاب" یہ بھی پیچھے پیچھے چل رہے

ہیں اس کے بعد ایک پہاڑی کے قریب پہنچا۔ پھر وہاں رک گیا اور وہاں بارش شروع ہو گئی۔ دیکھا کہ جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کی نماز سویرے پڑھی گئی ہے اور ایک آدمی سفید کپڑے پہنا ہوا ہے اور بیلچا ہاتھ میں لیکر بھاگا بھاگا آیا، اپنی زمین کا پانی ٹھیک کر رہا ہے۔ جب وہ زمین پوری سیراب ہوگئی تو بارش رک گئی۔ تو یہ نیک شخص، اس شخص کے پاس گئے اور اس شخص سے کہا کہ آپ کو کچھ پتہ ہے صرف آپ کی زمین پر بارش ہے اور کہیں نہیں ہے۔ کسی جگہ بھی نہیں ہے اور آپ کے لئے بارش بھیجی گئی ہے اس نے کہا کہ میرے خدا کی مجھ پر بے شمار رحمتیں ہیں میں کس کس کو گنتا رہوں گا۔ میں نے بھی عہد کیا ہے کہ اس کو ناراض نہیں کروں گا کیونکہ وہ میرا بڑا خیال رکھتا ہے۔ اس حدیث کا مقصد یہ کہ ہے کہ اولیاء کی کرامات برحق ہیں اور اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ شخص اللہ کے کامل دوستوں میں سے ہے۔

(مسلم ج ۲ ص ۴۱۱، الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۷)

## نیک اعمال بلندیٔ مقام کا سبب ہیں

بخاری میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک خاتون کے جھگڑے کا فیصلہ کیا۔ جس نے ایک اور خاتون کے دانت توڑے تھے۔ حکم دے دیا کہ اس خاتون کے دانت توڑ دیے جائیں اس نے کیوں دانت توڑے ہیں اور ان لوگوں کو بڑے جرگے ہوئے تھے کہ تم تاوان لے لو۔ ہماری عورت کو معاف کرو۔ اس کے دانت نہ توڑو۔ آخری وقت جب آیا۔ پتہ چلا۔ کہ وہ معاف نہیں کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے جلاد کو حکم دیا پکڑ واسے اور دانت توڑ دو۔ اس خاتون کا ایک بھائی تھا وہ چلایا اور کہا کہ حضرت میری بہن کے دانت نہ توڑیں۔ تو آپ ﷺ

نے فرمایا''یاانس کتاب اللہ القصاص''کسی نے کسی کا دانت توڑا۔دانت توڑدیئے جائیں گے۔بس یہ کہنا ہی تھا کہ یک دم جبرائیل خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ رب العزت سلام کہتے ہیں اور سلام کے بعد کہتے ہیں۔۔پوچھے ان سے اب وہ راضی ہو گئے ہیں۔مت توڑے دانت اس کے اس کی بات رکھ لے۔اب انہی لوگوں سے جن سے چند لمحے پہلے تمام قبائل نے منت سماجت کی تھی اور وہ بالکل نہیں مان رہے تھے۔ان سے کہا گیا تاوان مان جاؤ گے،انہوں نے کہا ہم راضی ہیں۔تو آپ نے یکدم فرمایا کہ لوگ پراگندہ حال اور پراگندہ بال ہوتے ہیں لیکن ان کے اعمال کا مقام بلند ہوتا ہے حضرت ﷺ کو خود تعجب ہوا اور بہت حیرانگی ہوئی (بخاری ج اص ۲۷۳)۔اعمال کی مضبوطی اور پختگی ایمان کے ساتھ بادشاہت ہے۔ایمان ایک صلاحیت ہے جس کے لئے بادشاہت چاہیے اور وہ سلطنت قائم ہوتی ہے اعمال کی بلندی سے۔اسی طرح دنیا کے اندر ایک آدمی کا ملک اور اس کی فورس ہو اور اس کے اختیارات ہوں تو لوگ اسے بادشاہ کہتے ہیں اسی طرح جس کے ایمان کے بعد بلند اعمال ہوں وہ عالم غیب کے اندر باقاعدہ بادشاہ کی طرح مانا جاتا ہے۔اس کے اختیارات اور اقتدار مانا جاتا ہے۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک حکایت

حضرت موسیٰ کو کلیم اللہ کہا گیا ہے،کلیم کے معنی ہیں ہر بات کرنے والا۔ایسے زبردست کلیم تھے کہ ہمارے نبی ﷺ جب معراج سے آئے اور بعض چیزیں بیان فرمائیں تو صحابہ نے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا مجھے پوچھنے کی اجازت نہیں تھی

اگر میری جگہ موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو وہ پوچھ لیتے میں ہر بات نہیں پوچھ سکتا" لو کان موسیٰ مکانی لسئل" میری جگہ موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو پوچھ ہی لیتے۔ اور آپ ﷺ آسمانوں کا سفر کر رہے تھے حضرت جبرائیل ساتھ تھے، دیکھا کہ ایک آدمی بہت غصے میں کلام کر رہا ہے، کسی چیز پر غصہ ہو رہا ہے آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں حضرت ﷺ نے پھر پوچھا کہ یہ کن سے باتیں کر رہے ہیں تو حضرت جبرائیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے۔ فرمایا۔ اتنا زور زور سے تو فرمایا "اِن ربہ یعرف حدۃ" اللہ کو پتہ ہے۔ یہ بندہ ذرا گرم طبیعت کا ہے غصے والا ہے۔

ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ خدایا میرے ساتھ جنت میں کون ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک قصاب ہوگا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ایک قصاب میرے ساتھ رکھتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں آپ کا کلیم اور نبی ہوں آپ نے مجھے تورات دی ہے اور نبی بنایا ہے اور میرے ساتھ جنت میں قصابوں کو رکھ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آپ اس قصاب سے ایک بار مل لیں آپ کو پسند آئے گا وہ طویل قصہ ہے کہ حضرت تشریف لے گئے اس قصاب کے پاس اور فرمایا کہ میں آپ سے ملاقات کے لئے آیا ہوں اس نے کہا کہ تھوڑا انتظار کریں میں فارغ ہو کر آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ حضرت نے دیکھا کہ وہ صبح صبح ایک گائے ذبح کرتا ہے اور اس کا گوشت فروخت کرتا ہے اور گائے کے گوشت میں جو سب سے قیمتی اور ذائقہ دار حصہ تھا اس کو الگ کر کے رکھ لیا اور فارغ ہو کر حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ چلیں گھر چلیں وہاں آرام سے بیٹھ کر بات ہوگی گھر۔ پہنچ کر اس نے کہا کہ میری ایک بوڑھی ماں ہے اور وہ میرے بغیر کھانا نہیں کھاتی بس میں تھوڑی دیر میں

اس کو کھانا کھلا کر آتا ہوں آپ آرام فرمائیں۔ حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ اس نے اس گوشت کے خاص ٹکڑے کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں بنائیں اور ان کو پکا کر اپنی بوڑھی ماں کے منہ میں اپنے ہاتھ سے ایک ایک نوالہ دے رہا ہے اور وہ تسلی سے کھا رہی ہے اور ساتھ ساتھ دعائیں بھی دے رہی ہے دعاؤں میں اچانک اس نے کہا کہ اے اللہ میرے بیٹے کو حضرت موسیٰ کلیم کے ساتھ جنت میں رکھئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے کمرے میں تھے ایک دم اٹھ بیٹھے کہ میرا نام لے رہی ہے۔ تو اس قصاب نے کہا کہ یہ میری بوڑھی ماں ہے اس کی عمر سو سال سے زیادہ ہے اور یہ چالیس سال سے یہی دعا کر رہی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کیا ہے میں ہی وہ موسیٰ کلیم ہوں اور مجھے میرے رب نے وحی کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ آپ جنت میں میرے ساتھ ہونگے۔ یہ بھی تو ایک عمل ہی ہے جس کی وجہ سے ایک قصاب کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جنت میں جگہ مل رہی ہے۔

## اعمال وہی ہیں جن کا تعین آنحضرت ﷺ نے کیا ہے

اعمال کی بلندی سے اقتدار قائم ہوتا ہے۔ اور اعمال کی بلندی سے سلطنت قائم ہوتی ہے۔ اعمال سے مراد یہی اعمال ہیں جو محمد ﷺ لیکر آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے یہاں کسی اور عمل کی عزت نہیں ہے جب تک نبی کی اتباع کی مہر نہ ہو۔ اعمال کے لئے انوکھا پن کوئی ضروری نہیں ہے۔ نہ اعمال کے لئے جسامت اور ضخامت ضروری ہے۔ اعمال کا جسم نبی کا اتباع ہے اور اعمال کے اندر روح وہ اخلاص ہے۔

عمل کی صورت بنتی ہے نبی کی اتباع سے اور اعمال میں روح پیدا ہوتی ہے
اخلاص سے کہ ایک مومن صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے عبادت کرے۔ حدیث
شریف میں ہے جو شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔ تو ایک روایت میں ہے اس کو پچیس
گنا ثواب ملے گا دوسری روایت میں ہے کہ ستائیس نمازوں کا ثواب ملے گا تو محدثین بڑے
حیران ہیں کہ ایک آدمی اپنے گھر میں وضو کر کے آتا ہے۔ بڑے آرام سے مصلی بچھاتا ہے
ایک اللہ جل جلالہ کی عظمت بڑائی کے لئے اپنی بندگی و عاجزی اور بیکسی پیش کرتے ہوئے
اللہ اکبر کر کے نیت باندھتا ہے آدھا پون گھنٹہ تک قرأت میں رکوع و سجود میں رہے۔ یہ نماز
بالکل کالعدم ہے اس کے سامنے۔ پچیس و ستائیس کے سامنے ایک کیا چیز ہے؟ علماء نے دو
جوابات دیئے ہیں ایک جواب یہ دیا ہے کہ نماز جماعت سے پڑھنا یہ انبیاء کا طریقہ ہے اور
اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے نبی کو نمونہ عمل بنایا ہے اب اس کے بغیر کسی کو صادق نہیں کہے گا
کسی کو انعام و اکرام نبی کے بغیر نہیں دے سکتا اور یہ شخص نبی کے بغیر ہے، اسی لئے نبی
بیماری کی حالت میں بھی بار بار پوچھتے تھے "اصلوا اصلو" نماز پڑھ لی کیا؟ نماز پڑھ لی
صحابہ نے؟ پھر غنودگی میں ہو جاتے تھے پھر ہوش میں آتے پھر پوچھتے تھے ہوگئی نماز؟
حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ نہیں "بل هم ينتظرون" نہیں حضرت سب انتظار میں ہیں۔
ظاہر ہے نبی کتنے بڑے آدمی ہیں اگر نبی بیماری کی حالت میں گھر میں بھی نماز پڑھ لیتے تو
بیماری میں گھر میں پڑھنے کے مسائل نکل آتے لیکن حضرت ﷺ یہ سوچ ہی نہیں رہے
ہیں کہ میں گھر پر بھی پڑھ سکتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ اٹھنے کی کوشش کرتے پھر آپ پر غنودگی
طاری ہو جاتی حضرت ﷺ کو جسم مبارک ضعیف بہت ہو گیا تھا بیماری کئی دن سے تھی تو

کمزوری بہت بڑھ گئی تھی حدیث میں ہے کہ آپ جب نماز کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے پیر مبارک زمین پر لکیریں کھینچ رہے تھے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ علی کو بلاؤ اور عباس کو بلاؤ (بخاری ج ا ص ۹۱، ۹۲)۔ علی وعباس دونوں گھر کے آدمی ہیں۔ ایک چچا ہیں اور دوسرے چچازاد بھائی ہیں۔ حضرت کی اور عباس کی عمر میں بہت تھوڑا سا فرق ہے ساتھ ساتھ رہے ہیں یہ وہی عباس ہیں جن سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ تو انہوں نے کہا بڑے وہی ہیں عمر میری زیادہ ہے۔ حضرت الاستاد مولنا یوسف بنوری مرحوم کی وفات پر مولانا غلام غوث ہزاروی نے لکھا تھا کہ میں وہی کہوں گا جو حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ کے لئے کہا تھا عمر میں تو حضرت بنوری دس سال مجھ سے چھوٹے تھے مگر علم میں وہ اس زمانے کے تمام علماء سے آگے تھے "ھو اکبر منی وانا اسن منه" بڑے وہی ہیں عمر میری زیادہ ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا یہ پیغمبرانہ کردار ہے اور امت کو قیامت تک کے لئے نبی کے کردار کا پابند کیا گیا ہے یہ انعام اللہ تعالیٰ نبیوں کو دیتا ہے اور ایک نبی کم از کم چھوٹے سے چھوٹے امتی سے کتنا بڑا ہوگا عام نبی سوا لاکھ درجے بلند ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کی قوم کی تعداد سوا لاکھ تھی اور حضرت یونس نے ایک بار ہی دعا میں کہا۔ "لا اله الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین" (سورۂ انبیاء آیت ۸۷)

جب ہم سوا لاکھ مرتبہ اخلاص سے اور دل سے اور توجہ سے نیک گھڑی میں آیت کریمہ پڑھ لیتے ہیں تو مشکل حل ہو جاتی ہے بالکل حل ہوتی ہے۔ لوگ جھوٹ بولتے ہیں یا تو پڑھتے نہیں ہیں یا تعداد میں گڑبڑ کر دیتے ہیں مشکل ایسی حل ہوتی ہے جیسے کاغذ پانی میں

ڈالو تو گھلتا ہے ایسی حل ہوتی ہے۔ لوگ کیا کرتے ہیں کہ پچاس طلبہ اور دس خود بیٹھ جاتے ہیں کل ساٹھ ہو گئے آدھ گھنٹے میں پڑھ لیا۔ ہم یہاں بٹھاتے ہیں چودہ سو طلبہ دو گھنٹے پڑھتے ہیں پورا نہیں ہوتا۔ یہ کیسی بات ہے؟ ہم خود چھڑی لے کر چلتے ہیں دیکھتے ہیں نگرانی کرتے ہیں کوئی آسان کام ہے؟

## مردوں اور عورتوں کے نظام میں واضح فرق

لوگوں نے تمام دین اور دین کے معاملات عورتوں کے حوالے کئے ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ جب تمہارا نظام عورتوں کے ہاتھ میں ہوگا پھر تمہارے لئے مرنا بہتر ہوگا تمہاری زندگی میں پھر کوئی غیرت و مردانگی نہیں رہے گی۔ حقیقت انسانیت تمہاری غائب ہو جائے گی۔ اس لئے دو نظام مستقل ہیں ایک نظام شوریٰ کا ہے کہ مرد، مرد سے مشورہ کرے ایک عالم، عالم سے گفتگو کرے ایک طالب دوسرے طالب سے دریافت کرلے ایک شخص جو کام کرنا چاہتا ہے اس کام کے ماہرین سے مشورہ کرتا ہے۔ شوریٰ کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ شوریٰ کا مطلب یہ نہیں کہ ہوائی جہاز چلاؤں یا نہ چلاؤں؟ مولوی صاحب سے پوچھیں مولوی صاحب کو ہوائی جہاز کا کیا پتہ ہے۔ یہ کوئی بے ادبی کی بات نہیں ہے یہ تو حقائق کی باتیں ہیں۔ میں بٹیر پالوں یا کبوتر پالوں؟ استاد جی سے پوچھ رہا ہے اس میں علم کا کیا دخل ہے یہ تو تجربے کی باتیں ہیں کہ بٹیر کی وجہ سے اوقات ضائع ہوتے ہیں اور اس پر غربت مسلط ہوتی ہے اور کبوتر باز کی اولاد میں سرکشی و نافرمانی پیدا ہوتی ہے۔ دونوں باتیں کتابوں میں ہیں۔ لیکن کتاب تک کتنوں کی رسائی ہے یہ بھی کارے باشد۔

اس لئے دو نظام بالکل معارض ہیں۔ ایک نظام خواتین کا ہے خواتین کا نظام یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنی ہمت میں پست ہو جاتا ہے اور آدمی تین وجھوں سے پست ہوتا ہے۔ ایک تو اس کی تربیت ایسی غلط کی گئی ہے کہ اس کو دین اور اہل دین بالکل نہیں دکھائے گئے۔ دوسرا یہ کہ شادی کے بہانے اس کے اوپر ایک بلا مسلط کی گئی کہ اور اب اس کا صرف یہ کام ہے کہ اس کو فلاں جگہ لے جاؤں اور لے آؤں آپ کا یہی کام ہے یہ ایک بلا آپ کے سپرد ہو چکی ہے اس کو پالتے جاؤ اس کو یہ نہیں سمجھایا گیا کہ مرد اور عورت کے حقوق و آداب ہیں کن مسائل میں آپ کو لے کر جانا ہے یہ معاشرے کو بنانے کے آداب ہوتے ہیں کسی کے حقوق تلف نہیں کرنے ہیں۔ ہم محلے کی ایک بوڑھی عورت کو بھی ہسپتال لے جاتے ہیں اور ثواب سمجھتے ہیں۔ ایک معذور کو آپ اور ہم دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھاتے ہیں۔ گاڑی میں بٹھاتے ہیں گھنٹوں رہیں گے کوئی وقت کا حساب نہیں ہوگا۔ یہ عارضہ ہے یہ دائمہ نہیں ہے۔ عارضہ اور دائمہ میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ جب ایک آدمی معذور ہو جائے تو یہ بھی نہیں دیکھنا ہے مسلم ہے یا کافر ہے انسان ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ آ رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ کھڑے ہو گئے۔ تو صحابہ نے کہا یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہود انسان نہیں ہوتے کیا؟ انسانیت کے درجے میں تو مان لو۔ کہ سانحہ ہے۔ وہ کونسا مسئلہ ہے۔ جس کی کامل رہنمائی پیغمبر نے نہیں فرمائی۔ مگر اس کے لئے عقل چاہئے وقت پر تدبر اور اذہان کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ اور پھر تیسرا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو مستقبل سے غافل کیا جاتا ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل کا معنی یہ ہے کہ پیسے کماؤ۔ بس کہیں سے بھی آئیں۔ حرام ہو یا حلال آپ کے پاس پیسہ پہنچے یہ تینوں باتیں

بالکل غلط اور فرعون کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اسلام میں اس کی امیزش تک نہیں ہے۔

## اسلام میں خواتین کے مختلف حقوق ہیں

اسلام میں پہلے تربیت اور تعلیم ہے کہ ایک آدمی شادی تک پہنچتا ہے اس کو زندگی کے دونوں رخوں کا پتہ ہوتا ہے یہ عزت کا رخ ہے اور یہ ذلت کا رخ ہے اس کو اپنے ماں باپ کی بھی عزت رکھنی ہے اور جو بھی بچی کسی کی شہزادی آرہی ہے اس کی عزت بھی رکھنی ہے۔ وہ بھی دریا میں بہہ کر نہیں آئی ہے وہ بھی انسان ہے اس کی بھی قدر و منزلت ہے مگر ہر حقدار کو اس کے حق کے ساتھ رکھنا ہے۔ اس لئے ماں اور بیوی میں جھگڑا کیوں ہوتا ہے؟ لڑکے کی نا اہلیت کی وجہ سے یہ حقوق تقسیم نہیں کر سکتا ہے۔ ماں کو یہ باور نہیں کراتا ہے کہ یہ میری بیوی ہے یہ بھاگ کر نہیں آئی ہے، آپ ہی اسے لے کر آئی ہیں، اس کی عزت رکھنا آپ کا فرض ہے خبردار کہ اس کو ایذاء پہنچائی گئی۔ اور بیوی کو یہ نہیں کہتا یہ میری ماں ہے۔ اس کے پاؤں تلے جنت ہے میں اس سے پیدا ہوں اس کا مجھ پر آسمان سے زیادہ حق ہے میرے ساتھ رہتے ہوئے آپ کو بھی اس کا خیال رکھنا ہے۔

## شریعت کا نظام دنیاوی نظام کے مقابلے میں اعلیٰ ہے

شریعت مقدسہ کا اتنا بڑا نظام ہے کہ عبادات اس کا ایک حصہ ہے جو کتاب حج پر ختم ہو جاتی ہے آگے پورا پورا نظام عالم شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے تو ہمارے حکمران ایڑھی چوٹی کا زور لگاتے ہیں کہ نظام نہ آئے۔ کیونکہ اس نظام کے سامنے ان کا یہ پرانا نظام یہ مغرب کا ظالمانہ نظام اور یہ کالے قوانین کا نظام ایسا ہے جیسے گٹر لائن میں تیرنے والوں کا

نظام عرش والوں کے سامنے ایسا گندا نظام ہے وردی اتارتا ہوں نہیں اتارتا اتار رہا ہوں نہیں اتار رہا بچوں کا کھلونا ہے۔ ایک بچہ دور سے ماں کو کہتا ہے کپڑے بدلتا ہوں نہیں بدلتا بدلتا ہوں نہیں بدلتا یہ پاکستان ہے یا کھیلستان ہے؟ اس لئے عزت کا لباس کبھی پہنا نہیں ہے۔ عزت کا لباس کوئی اتار سکتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے پہلے صحابہؓ کا ایک وفد آیا۔ اور حضرت عثمانؓ سے کہا کہ شور زیادہ ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے معلوم ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ نے مجھے وصیت کی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک عزت کی قمیص پہنائے گا لوگ چھیننا چاہیں گے لیکن تم اسے اتارنا نہیں۔ صحابہ سے پوچھتے ہیں خلافت کے علاوہ کوئی اور مطلب ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اب بتاؤ کہ تمھاری مانوں یا نبی کی مانوں۔ پورا کا پورا وفد خاموش ہو گیا۔ جب ایک دفعہ یہ طے ہو جائے کہ یہ کام برحق ہے اور دین یہی ہے۔ پھر اس کے لئے موت اور شہادت کا آنا یہ کوئی چیز ہی نہیں ہے یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں یہ کیا ہیں۔ ایسا ایک پاکستان پندرہ ہزار اور اس پر قربان ہو جائے لیکن حق ہو دین اسلام کا مقتضی ہو اور شریعت کی تعلیم ہو اس پر آدمی ڈٹ جائے اس پر کوئی ڈٹنے والا ہے ہی نہیں اس کے لئے آیات بدل دو جہاد کا مضامین بھی نکالو۔ اور تعلیمی بورڈ آغا خان کے حوالے کرلو۔

## آغا خان اور غلام احمد قادیان میں کوئی فرق نہیں

آغا خان اور مرزا غلام احمد قادیانی میں کیا فرق ہے۔ میرے پاس کچھ لوگ آئے کہ تعلیمی نصاب آغا خان بورڈ کے حوالے ہو گیا تو آپ کچھ تقریر کریں میں نے کہا بالکل

نہیں کرونگا۔ تو کہا کیوں؟ میں نے کہا تم خود آغا خان کے بچے ہو۔ مجھے کہتا ہے کیوں؟ اللہ نہ کرے میں نے کہا پڑھ کلمہ آج تک تم نے اپنے بیمار کو کہا ہے کہ مر جاؤ آغا خان ہسپتال مت جاؤ کس خوشی سے آپ اپنے مردوں کی لاشوں کو وہاں لے جارہے ہیں یہ ممبر آسمان وزمین گواہ ہے میں نے آج سے پچیس سال پہلے کہا ہے ایمان کی غیرت کے خلاف ہے کہ کافروں کے پاس علاج کرانا۔

من ہائے ہوئی می کنم		بشنود یا نشنود

کوئی سنے یا نہ سنے ہم تو اعلان کرتے ہیں اور میرے پاس باقاعدہ ہائیکورٹ سے نوٹس آیا کہ آپ جمعوں کی تقریروں میں ہمارے خلاف باتیں کرتے ہیں کیوں آپ کے خلاف عدالتی کاروائی نہ کی جائے۔ میں نے نوٹس اپنے وکیل کو دیا۔ وکیل صاحب کے پسینے چھوٹنے لگے میں نے کہا خیر تو ہے آگ لگی ہے نوٹس میرے نام ہے یا تیرے نام کہنے لگے آپ کے نام میں نے کہا مجھے دے دو میں نے اس کا جواب لکھا کہ بے غیرت انسان کی امت میں کبھی بھی غیرت نہیں ہوتی ہمارا ایمان ہے مرزا غلام احمد قادیانی اور آغا خان ایک جیسے کافر ہیں میں شکریہ ادا کرونگا مجھے عدالت میں طلب کروتا کہ میرا مسئلہ میرے ممبر سے باہر نکل جائے اور میں ساری دنیا کو تمھارے گندے عقائد اور کفر سے آگاہ کرسکوں۔ خدا کی قسم وہ دن ہوا اور آج کا دن وہ نوٹس نہیں آیا اس کو کہتے ہیں ''سوسنار کی ایک لوہار کی''۔

تعلیمی نظام اب تک آغا خان بورڈ کے حوالے نہیں ہوا پچیس سال پہلے جب ملک کا ایک محدود حصہ ان کے سپرد کر کے پورے ملک میں ان کا پروپیگنڈہ کرایا گیا۔ اس وقت سے اس کی تیاری کی گئی تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب نصرۃ الحق میں کہا

ہے۔ جہاد کا مطلب یہود ونصاریٰ سے جھگڑا کرنا نہیں ہے یہ تو اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے بلکہ جہاد کا مقصد یہود اور نصاریٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ آج آپ کو یہ سبق پڑھایا جارہا ہے یا نہیں؟ یہ مرزا نے سوا سو سال پہلے کہا تھا آج اس پر لوگوں کو لایا جارہا ہے اور اخبارات میں شائع ہو گیا کہ نظام تعلیم آغا خان فاؤنڈیشن کے اس لئے حوالے کیا گیا کہ اسے انبیاء اور اولیاء دین کے نام نکالے جائیں اور ہندوستان کے اوتاروں کے سکھ اور ہندوؤں کے پنڈتوں کے نام بھی ڈالے جائیں کیونکہ وہ بھی ہمارے محسنین ہیں۔ یہ اخبار میں آیا میرے پاس وہ اخبار محفوظ ہے اور اس بورڈ سے استدعا کی گئی ہے کہ نصاب تعلیم سے جہاد کی آیات اور جہاد کی مضامین خارج کردیں۔ ہمارے اکابر اور بزرگ جو کہتے تھے کہ اسلامی نظام لانے کی کوشش کرو وہ ان کلمات اور اندھیروں سے بچنے کی کوشش کرتے تھے جب سارا نظام غلط لوگوں کے حوالے ہو جائے گا تو صحیح بات کون سنے گا۔

## بینک کی ملازمت کے مسئلے میں کچھ تأمل کی ضرورت ہے

میں نے اس وقت اپنے بعض بزرگوں کو کہا تھا جب بنکاری کے متعلق فتوے شائع ہوئے۔ میں نے کہا جناب بینک کے تمام ملازمین اور ملازمت کو ناجائز کہنا یہ میری سمجھ سے بالکل باہر ہے کہنے لگے کیسے؟ میں نے کہا اگر خدانخواستہ اس فتوے پر عمل ہوا تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ بنکوں سے مسلمان چلے جائیں گے اور یہ بینک غیر مسلموں کے ملک میں دے دیا جائے گا۔ یہ ہی تو ان کی خواہش ہے کہ مسلمان نان شبینہ کے محتاج ہو جائیں۔ بینک کے اس نظام میں ایسی تبدیلی ضروری ہے نظام یہ ہی رہے مگر حرام کی جگہ حلال پروان چڑھے وہ جو بعض

لوگوں نے اسلامی بینک کے نام پر دھندا شروع کیا ہے وہ بالکل سفید جھوٹ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں وہ پہلے والے بینکوں سے بڑھ کر خطرناک ہے کیونکہ پہلے والے بینکوں کے اندر لوگ پیسے رکھتے ہیں گناہ سمجھتے ہیں اب تو کہتے ہیں کہ مولوی صاحب کا بینک ہے اس میں تو جنت جانا ہے اسی طرح جانا ہے اب حرام کو حرام بھی نہیں سمجھا جاتا ہے اس لئے یہ اس سے زیادہ خطرناک معاملہ ہے۔

## مسلمان کی ہر ادا میں ایمان کا مظاہرہ ضروری ہے

باہر ملکوں میں جاکر اپنے اکابر علماء کو برے عنوان سے یاد کرنا، بے حیا بے شرم وزیروں کو مذہب کا نام دینا، اور اسلامی قدر و قیمت کو طعن اور طنز کے طور پر یاد کرنا، اور ملک ملت کی بدترین جماعت مرزائیت، قادیانیت، اور آغاخانیت، اور ان کی خوشنودی کے حصول کے لئے بیس سال کا حل شدہ مسئلہ اس کو ایک بار پھر اٹھانا اور پوری قوم اور ملک کو افراتفری کے حوالے کرنا، یہ ملک وملت کی کونسی خدمت ہے؟ یہ تو نظام کی تباہی ہے اور نظام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے اس سے کس کا بھلا ہوسکتا ہے۔ شریعت نے ہمیشہ نظام کی درستگی پر توجہ دلائی ہے اس لئے ہمارے یہاں ہر کام میں اسلام کا مظاہرہ ضروری ہے۔ اسلام میں کوئی مرحلہ بغیر ایمان کے نہیں ہے۔ اگر باہر ملک کا ایک بادشاہ جو خود مسلمان نہیں ہے، اور وہ اسلامی ملک میں آیا، چاہیے تو یہ کہ اسلامی بادشاہ غیر مسلموں کی ایک با اعتماد ٹیم کو تیار کرے اور ان کو کہے کہ ان کو وصول کرنے کے لئے ایئرپورٹ جائے اور فلاں مہمان خانے میں اس کو لے جائیں اور ملک کے فلاں فلاں مقامات کی سیر کرائے اور ہمارے یہاں جو

سلطانی احکام پر مشتمل کتابیں ہیں جیسے ماوردی اور فراء کی اس میں وضاحت ہے کہ وہ ملنے آسکتا ہے مسلمان بادشاہ نہیں جا سکے گا ہمارے ملک میں جب کریم آغا خان آتا ہے تو تمام وزیر اعلیٰ اور گورنر اور تمام بڑے بڑے عہدے والے وہ وزیر اعلیٰ ہاؤس اور گورنر ہاؤس سے وہاں تک اس کا استقبال کرتے ہیں یہ ملکی آداب ہیں؟ اور یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم سب کے ہیں اور نفس مذہبیت کو انہوں نے انتہا پسندی اور تعصب کہا اور اس کو گالی کے ساتھ یاد کیا۔ جب جہاد کو دہشتگردی اور مجاہدین کو دہشتگرد، تسلیم کرنا پڑا تو یہ کوئی مشکل کام ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

وہ مشہور ہے نا کہ ایک ملک کے اندر ایک قانون پاس ہوا کہ کوئی سینگوں والا جانور نہ ہو تمام جانوروں کے سینگ توڑ دیں کہ کہیں سینگ سے شہزادے کی کمر چھیل گئی تھی تو بادشاہ نے حکم دے دیا کہ خبردار کہ بکری مینڈھے، بیل، گائے، بھینس کسی بھی جانور کا سینگ ہو سب کو توڑ دو تو کہتے ہیں کہ گھوڑا دوڑ رہا تھا گھوڑے سے کسی نے کہا کہ تم کیوں دوڑ رہے ہو؟ کہا سینگ توڑ رہے ہیں تو اس سے کہا تیرے سینگ تو نہیں ہیں گھوڑے نے کہا کہ سینگ ہوں یا نہ ہوں وہ اس بہانے میرا سر پھاڑ دیں گے جب تک میں اس کو یہ باور کراؤں گا کہ میرے سینگ نہیں ہیں۔ ایسی اندھیر نگری بن چکی ہے وہ غریب بھی دوڑ رہا ہے۔ بڑا افسوس ہے ادھر زلزلہ آیا ہے سمندر کی لہروں نے لوگوں کو مار دیا ہے اور تم بغیر زلزلے اور سمندر کے مرتے جا رہے ہو۔

## اسلام کے خلاف سازش سوچی سمجھی اسکیم کے تحت ہے

خدا کی قسم وہ لاکھوں کے لاکھوں کفار اور ہمارے علماء کے جسم کا ایک بال جو دہشت گردی کی نذر کیئے گئے ہیں اس پر تمہیں افسوس نہیں ہوا جس پر آسمان وزمین افسوس کررہے ہیں اوران کے مقابلے میں تم نے دہشتگردوں کی کونسی ہمت توڑی ہے اور کونسا ایسا قانون نافذ کیا ہے تاکہ جو حضرات شہید کئے گئے ہیں ان کے دردمند حضرات قدرے تسلی پائیں اور لوگ تسلی وسکون محسوس کریں کہ واقعی اب امن قائم ہوگیا یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے حکومت کا ایک تسلسل ہے اوراس کے مراحل مختلف طریقے سے نمٹائے جارہے ہیں

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھودئے
پیدا کیا فلک نے جنہیں خاک چھان کر

یہ تو انسان پر زلزلہ اور سمندر کی لہریں آئیں وہ ڈوب گئے۔ خدا کی قسم ناحق جانور بھی مارا جائے تو اسلام اس پر بھی نوحہ کناں رہتا ہے، انسانیت کے درجہ میں۔ میں تو نظام کی صوابدید بتارہا ہوں۔ اپنے نظام خلق کو درست کرنا ضروری ہے۔ دوسروں کے معاملے میں آدمی تب جاکر مدد دے جب خود وہ خود کفیل ہو چکا ہو۔ آپ کے کراچی سے لے کر پشاور طورخم تک پورے ملک کے اندر دوفٹ کی جگہ مامور نہیں ہے۔ آسمان کے نیچے زمین کے اوپر سب سے مقدس مقامات مساجد اور مدارس ہیں۔ جہاں ایک اللہ کی عبادت ہوتی ہے۔ تو وہاں بھی لوگ بے آرام کیئے گئے۔ وہاں بھی عبادات کرنے کے لئے اب آنے والوں سے باقاعدہ پوچھا جاتا ہے۔ اور پوچھنا ایک مجبوری ہے یہ اتفاقی طور پر نہیں ہے۔ یہ مغرب

کے اسلام دشمنی ایجنڈے کا حصہ ہے۔ تاکہ کسی طریقے سے یہ لوگ اپنے مذہب سے بیزار ہو جائیں۔ لیکن جنہیں اللہ کے اوپر ایمان نصیب ہے۔ اور جنہوں نے اسلام کی حلاوت اور عزت پائی ہے وہ ایسے حالات میں ثابت قدم رہتے ہیں۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الـــــــــــہ الا اللہ

## دنیا چند روزہ ہے اس کے لئے کوشش مسلمان کی شان نہیں

تمام ساز وسامان وقتی ہے خوشی بھی اور صدمہ بھی اور ہمیشہ کے لئے رہنے والی حکومت اللہ بزرگ و برتر کی ہے۔ اس لئے اس کے احکام کی پابندی اور اس کی رضا اور خوشنودی کا حصول فرض ہے اور یہ اسلام کی سچائی اور صداقت ہے کہ گھر کے کمرے کے اندر بیٹھ کر بھی صداقت و دیانت فرض ہے اور دکان مارکیٹ پر بیٹھ کر بھی جھوٹ بولنا حرام دھوکہ دینا حرام اور ناجائز ہے۔ یہ اسلام کا کارنامہ ہے یہ اسلام ہی کی خوبصورت تعلیم ہے۔ ایک روپے کی چوری بھی چوری ہے اور ایک لاکھ کی چوری بھی چوری ہے۔ یہ اسلام کا حسین انداز ہے ایک جھوٹ بولنے والا بھی جھوٹا ہے اور دو ہزار جھوٹ بونے والا بھی جھوٹا ہے۔ نتائج منکرات فواحش معاشرے کی تباہ کاریاں چن چن کر جیسے اسلام نے ہٹائی ہیں آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اس کے مقابلے میں کوئی فکر اور زاویہ موجود نہیں ہے اللہ کے فضل و احسان سے۔

کل ہمارے ایک ڈاکٹر دوست باہر ملکوں میں رہ کر کئی سالوں بعد مجھ سے ملنے

آئے تو انہوں نے یہ بات بتائی کہ باہر کے ملکوں میں جہاں عملاً یہود نصاریٰ کا راج ہے۔ وہاں کی مساجد نمازیوں سے تنگ ہو رہی ہیں پھٹ رہی ہیں اور اس نے کہا کہ میں بیس سال پہلے بھی جا چکا ہوں یہ حال نہیں تھا جو اب ہے۔ اب جتنے مسلمان بھی وہاں ہیں سب نماز پڑھتے ہیں میں نے کہا یہ اسلام کی سچائی اور آفاقیت کی دلیل ہے۔ انہیں بھی اندازہ ہو گیا کہ یہ ہمیں ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ختم نہیں ہونگے وہ ختم ہونگے۔ ہم کیوں ختم ہونگے ہم تو قیامت تک جنت الفردوس تک جانے والے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ ختم ہونگے ختم ہونے کے لئے یہ ہیں۔ ہم تو اس اللہ پر ایمان رکھتے ہیں جس کی شان یہ ہے "ویبقی وجہ ربک ذوالجلٰل والاکرام" (سورۂ رحمٰن آیت ۲۷)

وہ عزت وجلال کا پیکر ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اس کے علاوہ ہر چیز فانی ہے اور ختم ہونے والی ہے اللہ رب العزت نے پوری دنیا کو امن دینے کے لئے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ انبیاء کی زندگی ایسی خوش رنگ اور کامل زندگی تھی کہ ہزاروں سال دور بیٹھ کر بھی اس پر نظر ڈالنے سے دماغ اور دل میں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے اور معاشرے میں امن اور خوبیاں جگمگاتے ہوئے ستاروں کی طرح نظر آتی ہیں۔ کم عقل اور نادان لوگ اسلامی روایات کے بعض نظارے دیکھ کے اس سے گھبرا اٹھے اور بجائے اس کے کہ وہ اسلام کا دفاع کرتے یہ ان کی ہاں میں ہاں ملا کر ان کو خوش کرنے کے لئے کہ ہم نے اپنے ملک کے اندر مذہبی لوگوں پر عرصہ حیات تنگ کیا ہے۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو۔

## انسان کی بقاء اور فلاح اسلامی نظام میں ہے

یہ جتنے پینترے اپنے لئے لڑے جارہے ہیں اگر اس قسم کا کوئی ایک پینترا ایسا لڑا گیا کہ بھائی کراچی سے طورخم تک پاکستان کے چاروں صوبوں پر آج سے مکمل اسلامی نظام نافذ ہے تو کتنا اجر اللہ دے گا اور ملک وملت کا ہر ہر فرد، ذرہ اور حجر وشجر، حیوان وانسان سب شکر گزار ہونگے ۔کبھی ایک مہم پاس ہورہی ہے کہ سارے اختیارت میرے ہیں کبھی ایک اور قانون بن رہا ہے کہ میں ابھی رہ سکتا ہوں میرے پاس دوعہدے ہیں کسی کے پاس دو عہدے کی جگہ تین ہوں۔عہدوں کا استعمال بھی تو سیکھو کس کام کے عہدے ہیں۔قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنے کے لئے لوگوں کو باہم لڑانے کے لئے اور کمزوروں کو فنا کرنے کے لئے اور جاگیرداروں کو اور چڑھانے کے لئے آخر ملک کے اندر ایک نظام عدل بھی موجود ہے ان کی صوابدید معلوم کرنا بھی ضروری ہے۔ہم جانتے ہیں کہ عدالتوں کے اندر اسلام نہیں ہے لیکن ایک عرصے سے وہاں مسلمان جج بیٹھتے چلے آئے ہیں۔ان کا دل ودماغ کافی حد تک اسلام کے لئے ہموار ہو چکا ہے۔ایک جج نے مجھے سنایا کہ جب میں ایک فیصلہ لکھتا ہوں اس میں شریعت کا اتباع ہو تو میں ثواب سمجھ کے لکھتا ہوں اور جب مجھ سے کوئی ایسا فیصلہ لکھوایا جاتا ہے جو کہ شریعت میں نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مجھے میرے کسی کئے ہوئے گناہ کی سزا دی جارہی ہے اور میرے لئے یہ فیصلہ لکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ شریعت کا مقابلہ بہت مشکل ہے۔

اللہ بزرگ وبرتر ملک وملت کی حفاظت فرمائے اور یہاں اقتدار اعلیٰ ایمان توحید

اور سنت کے رجال کو عطا فرمائے ۔ان دھوکہ باز اور مکاروں کے مکرو تلبیس سے اللہ تعالیٰ معاشرے کو پاک فرمائے اور مغرب نے اور کافروں نے اسلام کے خلاف جو ناکارہ فضاء بنائی ہے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اس کے مقابلے میں میں یکجا فرمائے اور ان سے مقابلے کی بھرپور صلاحیت عطا فرمائے۔ (آمین)

"و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین"

# نواں خطبہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيأت اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له واشهدان لا اله الاالله وحده لا شريک له واشهدان سيدنا ونبينا محمداعبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراًونذيراًوداعياالىٰ الله باذنه وسراجاً منيراصلى الله تعالىٰ عليه واٰله واصحابه وبارک وسلم تسليماً كثيراً :اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم　　　بسم الله الرحمٰن الرحيم

وعد الله الذين اٰمنوا منكم وعملوا الصٰلحٰت ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضىٰ لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امناً يعبدوننى لا يشركون بى شيئاً ومن كفر بعد ذٰلک فاولٰئک هم الفٰسقونo واقيموا الصلوٰة واٰتو الزكوٰة واطيعوا الرسول لعلكم ترحمونo لا تحسبن الذين كفروا معجزين فى الارض ومأوٰئهم النار ولبئس المصيرo　　　(سورۂ نور آیت نمبر ۵۵،۵۶،۵۷)

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الجهاد ماض منذ بعثنى الله الىٰ

ان یقاتل آخر ھذه الامة الدجال لا یبطله جور جائر ولا عدل عادل

(ابو داؤد ج ۱ ص ۳۴۳، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷)

مدعی گو برو و نکته بحافظ نه مفروش

کلك ما نیز زبانے و بیانے دارد

ہر کسے باظن او شد یار من

وزدرونے کس نه جست اسرار من

بنمائے بصاحب نظر گوہر خود را

عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

قابل قدر دوستو، محرم الحرام کا مہینہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، اور یہ ماہِ محترم اشہر حرم میں سے ہے۔ یہ وہ چار مہینے ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کئے ہیں تب سے ان مہینوں کو عزت واحترام عطا کیا ہے، ان میں سے محرم الحرام کا مہینہ بھی ہے ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب۔

## خلافت راشدہ کے بارے میں حضرت ﷺ کی بشارت

اسلام مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد مستقل طور پر نافذ ہوا، اور مسلمانوں کو ایک اسلامی حکومت کی شکل میں احکام تدوین کرنے کا موقع ملا اور اسلام منوانے کا موقع بھی ملا۔ اسلامی ادوار میں مسلمانوں کے اطمینان اور نظام زندگی کی درستگی کا دور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہے یہ مسلمانوں کی فتوحات کا دور تھا اور یہیں سے اسلام کو تقویت ملی ہے اور اسلام دنیا کے کونے کونے میں پھیلا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسلام کو نبی کریم ﷺ

پر مکمل فرمایا:

ایک　”الیوم اکملت لکم دینکم“

دو　”واتممت علیکم نعمتی“

تین　”ورضیت لکم الاسلام دینا“

اس کے بعد تین دور ایسے آئے ہیں کہ جس میں اسلام کا یہ معجزہ جو آیت کے اندر بیان ہوا ہے صاف نظر آیا ہے اور عملی شکل میں سامنے آیا۔ خلافت راشدہ جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پر مکمل ہوئی اس میں خلافت اور دین کے کمال کے مظاہر پیش آئے اور بالخصوص ان ادوار میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح چودھویں کے چاند کی طرح درخشاں، سمٰوٰت کی طرح تمام ادوار میں نمایاں قسم کا دور ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلامی احکام باقاعدگی کیساتھ ترتیب دئے گئے ہیں اور کمی کوتاہی کرنے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”مجھے مکاشفہ کے اندر دکھایا گیا ہے کہ ایک کنواں ہے اور اس پر پانی کا ڈول لگا ہوا ہے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اس میں سے پانی نکالنا شروع کیا ”وفی نزعه ضعف“ لیکن کچھ کمزوری سی تھی، زمانہ کم تھا دو سال تین مہینے اور تیرہ دن، وقت کم تھا جنگیں بہت زیادہ تھیں مسیلمہ کذاب اور مانعین زکوٰۃ سے، اور جیش اسامہ کا مسئلہ بھی تھا اس کے علاوہ اور بہت سارے مسائل تھے۔ فرمایا پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے وہ ڈول ہاتھ میں لیا تو وہ بہت بڑا ہو گیا جیسے چھوٹا ڈول ڈرم بن جائے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمر نکالنے لگے تو

میں حیران رہ گیا کہ تمام لوگ سیراب ہوگئے (مسلم ج ۲ ص ۲۷۵)
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف تفصیلی اشارات موجود ہیں۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کی اصلاحات

دشمنان اسلام نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور ان کے دور خلافت کو نشانہ بنایا کیونکہ اسلام میں اس کا بڑا مقام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہر مسئلہ پر پوری نظر رکھی گئی ہے جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

پتہ چلا کہ کچھ مساجد میں آذان فجر ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کے بغیر ہو رہی ہے تو احکامات بھیج دئے کہ فجر کی آذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کہنا سنت طریقہ ہے۔ بے علم لوگ کہتے ہیں کہ عمرؓ نے ڈالا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو نافذ کیا ہے اضافہ خود حضرت ﷺ ہی نے فرمایا تھا مؤطا امام مالکؒ میں روایت موجود ہے۔

دیکھا کہ مسجد میں اِدھر جماعت کھڑی ہے، اُدھر جماعت کھڑی ہے تراویح ہو رہی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح نہیں بلکہ اسی فرضوں کے مصلّہ پر امام ہوگا اور وہ تراویح کی نماز پڑھائے گا۔ کوئی آٹھ رکعات پڑھتا تھا، کوئی بارہ رکعات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''عشرین رکعۃ'' بیس رکعات ہونی چاہئے۔

شراب پینے والوں کو کبھی جوتوں سے مارا جاتا تھا کبھی ڈنڈوں سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کیا اور فرمایا باقاعدہ فیصلہ کرلو۔ تمام ادوار اور پیغمبرانہ اعمال کو سامنے رکھ کر سزا متعین ہوگئی کہ اس کو اتنے کوڑے لگیں گے۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات

جس جس مسئلہ میں جس جگہ بھی کوئی اختلاف پایا جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو رہنے نہیں دیا اور دین کو متفق کر دیا یہاں تک کہ زخمی ہو گئے اور وہاں کے دستور کے مطابق ان کو دودھ پلایا گیا تو وہ باہر آیا، پھر کھجور کا نبیذ (شربت) پلایا گیا وہ بھی پیٹ سے باہر آیا، کیونکہ زخم گہرے تھے تو طبیب نے کہا ''اوص یا امیر المؤمنین'' وصیت فرمادیں وقت کم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں تکیہ سرہانے رکھا ہوا ہے، پوری عدالت چل رہی ہے، آنتڑیاں باہر پڑی ہیں۔ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنن میں روایت ہے جس میں انہوں نے کہا کہ ہم نے بہت غم کے دن دیکھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس دن شہید ہوئے اس جیسا غم میں نے مدینہ میں نہیں دیکھا، فرمایا کہ آسمان اور زمین ایک آگ کی مانند ہو گئے تھے اور ہمارے سروں کے اوپر صدمہ بہت زیادہ تھا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے کام کے آدمی تھے۔ اس دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چھ بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جن کو دنیا کے اندر جنت کی بشارت دی گئی تھی، ان کو کہا کہ اندر جاؤ اور ایک کو خلیفہ مقرر کرو، اور فرمایا کہ: تین اگر ایک پر متفق ہو گئے ایک دو نہیں مان رہے ہیں تو ان کو اندر قتل کر کے باہر آؤ، امت میں اختلاف نہ ڈالو۔ اندر چل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا، اور پھر سب نے ان کی بیعت کی، ایک نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ جب باہر آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خلیفہ منتخب ہو گیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں منتخب نہ کرتا تو خیر الرجال، خیر الرسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بغیر انتخاب کے گئے، ہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چنا تھا، اور اگر ہم نے چن لیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے چنا تھا، دونوں باتیں درست ہیں لیکن میں چاہتا تھا کہ یہ اطمینان کرلوں کہ حکومت اور خلافت کے مسئلہ پر امت نہیں لڑے گی۔

(بخاری ج ا ص ۵۲۳، ۵۲۴)

## اسلامی سال کی ابتداء کا مسئلہ

علماء لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بڑے احسانات میں سے ایک احسان یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اور یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ اسلامی سال کب سے شروع ہونا چاہئے، ہم کس زمانے کو کہیں کہ یہاں سے اسلام چلا ہے، اس بارے میں مختلف تاریخی واقعات تھے جن سے اسلامی سال کی ابتداء ہو سکتی تھی۔

(۱) ولادت کی تاریخ: مثلاً آنحضرت ﷺ کی ولادت کی تاریخ، تو قرآن میں انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت اور وفات کا ذکر نہیں ہوا، یہ روش عالم ہے، جیسے قرآن میں یہ بھی نہیں ہے کہ فلاں کی شادی ہوگئی اور فلاں کا بچہ ہوگیا، اس قسم کی باتیں یہ روش عالم کی ہوتی ہیں، قرآن کے اندر ہدایات ہوتی ہیں۔

(۲) ابتداءِ وحی کی تاریخ: یا پھر یہ کہ جس تاریخ سے نبی کو وحی ہوئی ہے۔ تو صحابہ کرام نے کہا کہ ایک تاریخ اور بھی ہے اور وہ معراج کی ہے یعنی جب آنحضرت ﷺ کو معراج کی سعادت نصیب ہوئی، ہجرت سے دو سال پہلے۔

(۳) معراج پہ جانے کی تاریخ: اس تاریخ کا بھی اپنے مقام پر بہت بڑا وزن ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے جب آنحضرت ﷺ پر دنیاوی کمالات مکمل کئے تو پھر چاہا کہ ان کو آسمانوں میں طلب کر کے سمٰوٰت کے کمالات بھی ان کے حوالے کریں۔ اور اصل علت یہ تھی کہ ہر رسول اور نبی زمین کے ہیں لیکن ہمارے پیغمبر ﷺ سبع سمٰوٰت کے بھی پیغمبر ہیں، تو ایک چکر وہاں کا لگانا بھی ضروری تھا۔ لیکن صحابہ کرام اس پر بھی مطمئن اور متفق نہیں ہوئے۔

(۴) ہجرت کی تاریخ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود پوچھا کہ ویسے اسلام کب سے پھیلنا شروع ہوا ہے، اسے قوت کب ملی ہے، ہمیں دوسروں کو ایمان کی دعوت دینے کا موقع کب ملا ہے اور لوگ اسلام کے قریب کب آئے ہیں تو سب نے ایک ہی آواز میں کہا کہ "بعد ما ھاجرنا" جب ہم نے ہجرت کی تو اس کے بعد اسلام کی اصل اشاعت ہوئی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہجرت سے سال شروع ہوگا اور سال ہجری ہوگا تیرہ سال تو ہم مکہ مکرمہ میں غمزدہ تھے، تکلیفوں میں تھے اور ہجرت کی وجہ سے سب کو راحت نصیب ہوئی۔ تو اس بات پر صحابہ کرام کا اجماع ہوا کہ اسلامی سال ہجرت سے شروع ہوگا اور اسلام کا پہلا مہینہ محرم الحرام ہوگا (۱۲) بارھواں مہینہ ذی الحجہ کا ہوگا، اور اسلامی سال محرم الحرام سے شروع ہو کر ذی الحجہ پر مکمل ہو جائے گا اور اسلام کا آخری اور پانچواں رکن جو حج ہے عملیات کا وہ بھی بارھویں مہینہ میں مکمل کیا جاتا ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی تاریخیں یاد رکھنا چاہئے، اول قمری ہجری اور ثانیاً دوسروں کو بتانے کیلئے شمسی تاریخ۔ جنوری اور فروری مسلمانوں کی گھڑی کے اندر اچھی نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی گھڑیوں میں تو اسلامی تاریخ ہونی چاہئے، جنوری اور فروری

والے تو وہ لوگ ہیں جو آج تک انگریز کے غلام ہیں۔ اسلامی تاریخ پر مسلمانوں کو غیرت کی ضرورت ہے۔ اپنی گھڑی ہے، اپنے ہی پیسوں سے خریدی ہے اور اپنے ہی ہاتھ پر باندھی ہوئی گھڑی پر انگریز کا ڈھنڈورا چل رہا ہے، انگریز کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ آپ خود اپنے گھر میں اور اپنی ذات میں اسلام کو برداشت نہیں کر رہے ہیں اور اعتراض دوسروں پر کرتے ہیں کہ یہ وہاں پٹے اور یہاں پٹے آپ خود کو پہلے دیکھیں کہ آپ تو اپنے کپڑوں کے اندر خود اپنے آپ سے پٹ چکے ہیں۔ یاد رکھیں طرز زندگی میں اسلام لانا فرض ہے، اولاد کی تعلیم و تربیت میں، گھریلو مسائل میں، خانگی امور میں، لوگوں سے میل ملاپ میں پہلے یہ پتہ کرنا ہے کہ اسلام کیا کہتا ہے اور یہ کہ میں ایک مسلمان ہوں مسلمان کی حیثیت سے اس مسئلہ میں اسلامی حیثیت کیا ہے۔

محرم الحرام کا مہینہ شروع ہو گیا اور کہتے ہیں کہ اکثر آسمانی کتابیں اس مہینے میں نازل ہوئی ہیں، اور صحیفے بھی اس مہینے میں، بیشتر انبیاء کرام کو نبوتیں بھی اس ماہ محترم میں عطا کی گئی ہیں۔

## محرم الحرام کی تاریخی حیثیت

آنحضرت ﷺ نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو دیکھا (جن کی آبادی مدینہ سے تھوڑے فاصلے پر تھی) کہ وہ روزہ رکھ رہے ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کونسا دن ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ عاشورہ محرم ہے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کس چیز کا روزہ ہے؟ کہا " ھذا یوم الذی اظھر اللہ فیہ موسی

وبنی اسرائیل علیٰ فرعون ”یہ وہ دن ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام اوران کے ماننے والوں کونجات ملی تھی اورفرعون مع فرعونیت کے بحیرہ احمر میں غرق ہوا تھا، اور یہ چونکہ خوشی کا دن ہے اس لئے ہم اس دن کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر روزہ رکھتے ہیں۔ یہ سن کر جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا

”نحن اولیٰ بموسیٰ منکم فامر بصومہ“

(مسلم ج ا ص ۳۵۹، ابوداؤد ج ا ص ۳۲۳)

موسیٰ علیہ السلام کے صحیح متبع اور ماننے والے تو ہم ہیں، تمہارا مذہب تو محرف ہو چکا ہے، تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام کا کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم روزہ رکھیں گے اگلے سال، پھر آپ ﷺ نے خواہش ظاہر کی کہ دس کیساتھ نو یا گیارہ بھی ہو، اسلئے کہ ایک تو عاشورہ محرم اسلامی روایات کے مطابق اسلامی خوشی کا مہینہ ہے غم کا مہینہ نہیں ہے اور دوسرا یہ کہ اس دن کا روزہ سنت ہے اور اس سے ایک دن پہلے یا بعد رکھا جائے وہ مستحب ہے اگر کوئی وہ نہ رکھ سکے تو دس کا رکھ لے۔ یہ درست نہیں ہے کہ اگر نو یا گیارہ نہ رکھیں تو دس کا نہ رکھے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اور اکثر صحابہ کرامؓ نے دس ہی کا رکھا ہے۔ اگلے سال آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا اور وہ نو یا گیارہ نہ رکھ سکے صرف خواہش فرمائی۔

محرم الحرام اشہر حرم کا مہینہ ہے اور اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اور اس مہینہ میں بہت ساری سعادات اور خوش بختیاں تاریخ اسلام کے اکابر کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں اور اس کی بہت بڑی تاریخی حیثیت ہے۔

## واقعہ کربلا کی مختصر تفصیل

ایک واقعہ بعد میں پیش آیا، ۶۱ یا ۶۲ ہجری میں کہیں جا کر جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اس زمانے کی حکومت کے درمیان اختلاف کے نتیجے میں جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ بمع رفقاء عراق کے اندر کربلا کے میدان میں شہید ہوئے۔

اس وقت محرم کا مہینہ کربلائی مہینہ سمجھا جاتا ہے۔ کربلا یعنی تکلیف بلاء اور آفات اس مہینہ میں بہت ہیں۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ اس جگہ کا نام کربلا ہے تو ''حزن'' (غمگین) سے ہو گئے۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا کے میدان میں پہنچے تو عراقیوں نے پہلے حضرت کو خطوط لکھے پھر حکومت کا دباؤ بڑھ گیا اور حضرت کو اکیلے چھوڑ دیا اور نتیجہ ان کی شہادت کی شکل میں نکلا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اہلسنت والجماعت کے امام ہیں، خیر و رشد کے امام ہیں، امام اس معنی میں نہیں ہیں جس معنی میں اہل رفض کہتے ہیں، اس معنی میں امام کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے۔ امام دین کے مقتداء کو کہتے ہیں جس طرح امام ابوحنیفہؒ فقہ کے امام ہیں اور امام بخاری حدیث کے امام ہیں، اور ہمارے پیغمبر جناب رسول اللہ ﷺ انبیاء علیہم السلام کے امام ہیں اس طرح حسین رضی اللہ عنہ کربلا کے شہداء کے امام ہیں، اور حکومت کیساتھ حق کیلئے جہاد کرنے والوں کے امام ہیں

سوال یہ ہے کہ حکومت کو محرم منانے کا کیا حق ہے، حکومت تو یزید کی تھی اور اس سے لڑنے والے حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے، یزید کا حامی اور ناصر امت میں کوئی بھی سمجھ دار آدمی نہیں ہوا ہے، گو یزید کو کافر یا مرتد نہیں کہا گیا اور اہلسنت اس پر لعنت بھی پسند نہیں

کرتے، لعنت کرنے سے بھی آپ رافضیوں کے قریب ہو جائیں گے۔ لیکن علماء اہلسنت اور فقہاء اہلسنت، محدثین اہلسنت سلفاً خلفاً یزید سے ناراضگی کا اظہار کر چکے ہیں۔ اس میدان کے بڑے محقق اور امام، امام ابن تیمیہؒ ہیں جنہوں نے اس موضوع پر کتاب لکھی ہے اور علماء لکھتے ہیں کہ ''حری بان یکتب بماء الذهب'' وہ کتاب اس لائق ہے کہ سونے کے پانی سے لکھی جائے، کتاب کا نام ''منهاج السنة النبوية فی نقض كلام الشيعة والقدرية'' ہے، ایک عالم اور طالب جو عربی جانتا ہو اس کو یہ کتاب ملے اور اپنے پاس نہ رکھے تو وہ اس قابل ہے کہ کیماڑی میں ڈبو دیا جائے، وہ دنیا میں غیرت کی زندگی نہیں گزار سکے گا۔ کتاب علم سے لبریز ہے اور اہلسنت کی باکمال ترجمانی کتاب وسنت اور اجماع کی روشنی میں کی گئی، حافظ ابن تیمیہؒ اس کتاب میں شہادت حسینؓ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''حتیٰ قتل مظلوماً شهيداً رضی الله عنه''

منهاج السنة النبوية فی نقض كلام الشيعة والقدرية (جز ۲ ص ۲۴۹)

کوئی شک نہیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کیساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اور ان کا مایہ ناز شاگرد اور علوم میں جانشین، تفسیر، حدیث اور فقہ کا امام حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ اپنی تاریخ ''البداية والنهاية'' جلد ۸ میں لکھتے ہیں:

''فليس علىٰ وجه الارض يومئذ احد يسامه ولا يساويه ولكن الدولة يزيدية كانت كلها تناوئه'' (البداية والنهاية ج ۸ ص ۱۰۴)

حسین رضی اللہ عنہ کے دور میں اس سرزمین پر ان سے بہتر انسان نہیں تھا لیکن

یزیدی حکومت تنگ کر رہی تھی'' حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب یزیدی افواج مدینہ منورہ کو تخت و تاراج کر کے مکہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت بنی تھی اس کو نشانہ بنانے کیلئے بڑھ رہے تھے اس دوران یزید کی موت واقع ہوئی ہے، اس مقام پر ابن کثیرؒ لکھتے ہیں طلباء کی سمجھنے کی بات ہے بالکل اس پر مضمون مکمل ہے:

''حتی قصمه الله الذی کما قصم الجبابرة قبله و بعده''

(البدایة و النهایة ج ۸ ص ۱۵۸)

آخر کار خدا تعالیٰ نے اس کی طاقت تہس نہس کر دی جیسے اس سے پہلے سرکشوں کی طاقتیں تہس نہس ہوئی ہیں۔''

یہاں ایک مسئلہ سمجھنے کا ہے کہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایسے غلط شخص کو امیر کیسے بنایا، تو اس سلسلے میں یاد رکھیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور ان کے زمانے میں اسلام کی بڑی فتوحات ہوئی ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک بہترین انسان ہیں اور شرف صحابیت سے آراستہ ہیں۔ اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے، کتاب و سنت کی روشنی میں کہ صحابہؓ پر طعن ناجائز ہے، صحابہؓ کے مناقب بیان ہوں گے معائب بیان نہیں ہوں گے، جب کہ یہ عقیدہ بھی ہے کہ صحابہ معصوم نہیں ہیں ان سے خطاء اور غلطی ہو سکتی ہے مگر اس خطاء اور غلطی کو زیادہ اچھالنا اور اس کو عیب کی طرز پر ذکر کرنا یہ جائز نہیں ہے، صرف ایک مثال دیتا ہوں آنکھیں کھل جائیں گی کہ غلطی ہے اور طعن جائز نہیں ہے:

## صحابہ پر طعن جائز نہیں، ایک مثال

ایک صحابیہؓ جو غامدیہ بنو مخزوم قبیلے کی تھی اس سے زنا کا جرم سرزد ہوا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئی اور خود زنا کا اقرار کیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا پیٹ میں بچہ ہے وہ بے قصور ہے یہ پیدا ہو جائے پھر آ جاؤ، وہ چلی گئی، جب بچہ پیدا ہوا تو پھر آپ ﷺ کی خدمت میں آئی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب یہ دودھ پی رہا ہے اس کو ماں کی نعمت سے محروم نہیں کر سکتے پھر واپس کر دیا، جب تیسری بار آئی بچہ گود میں تھا اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا جس کا مطلب تھا کہ اب یہ خود کھا پی سکتا ہے، آپ ﷺ نے بچہ لیکر ان کے رشتہ داروں کے حوالہ کیا اور سنگساری کی حد نافذ کر دی۔ جس وقت وہ مر گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس گناہگار اور مجرم عورت نے اتنی بڑی توبہ کی کہ ایسے دس آدمی جو جہنم جانے والے ہوں اس کی توبہ اگر ان پر تقسیم ہو جائے تو وہ معاف ہو جائیں گے اور وہ شخص جو اس کیساتھ مرتکب گناہ تھا جب اس پر حد نافذ ہوئی اور اس کے جسم کے خون کے چھینٹے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے جسم کو لگے اور انہوں نے کچھ نازیبا کلمات نکالے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی بات مت کرو "لقد تاب توبة" اس مرد نے ایسی توبہ کی "لو قسمت بين سبعين من اهل المدينة وسعتهم" ایک پورے شہر پر اگر اس شخص کی توبہ تقسیم کر دی جائے تو سب معاف ہو جائیں گے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۸، ترمذی ج ۱ ص ۱۷۳)

اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جب کوئی گناہ یا غلطی سرزد ہوئی ہے

توان کا انجام پہلے سے بڑھ کر ہوا ہے اور اس سلسلے میں قرآن کریم کی بے شمار آیات موجود ہیں

## حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ کی تفصیل

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان سیاسی اختلاف ہوا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے شبہات پیدا ہو گئے، معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے طرفدار سمجھتے تھے کہ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ اس بارے میں سستی کر رہے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ خلافت مضبوط ہو جائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ لے لوں غیب دان کوئی نہیں کہ حقیقت حال جانے، خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا، غیب کا عقیدہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کیلئے ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بمع اپنی جماعت کے جس میں حسین رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکے ہیں، یہ بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ایک شرف ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایک لشکر جرار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنے کیلئے روانہ ہو گیا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنر سے لشکر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک ایسا لشکر آرہا ہے کہ جس کا اگلا حصہ شام میں ہے اور دوسرا حصہ بہت دور ہے، تو آپؓ نے گورنر سے پوچھا کہ پھر کیا کرنا چاہئے، تو انہوں نے کہا کہ ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اور کچھ نہیں ہو سکتا صرف لڑنا ہے، یہ بیوائیں اور یتیم بچے کون

سنبھالے گا، لوگ تو دونوں طرف مر رہے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط لکھا نیچے دستخط اور مہر لگائی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ جو چاہیں اس پر لکھ دیں جنگ بند کردیں کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مسلمانوں کے خون کے قائل نہیں تھے ،کون قائل ہوسکتا ہے، جس وقت یہ خط حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا کیا جائے۔ لوگوں میں جذباتی بہت ہوتے ہیں کہنے لگے پھاڑ کے پھینکو اس کے اوپر لکھو معزول، ڈس مس کردو معاویہ کو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان سب جذباتیوں کو بٹھایا اور ان لوگوں کو کھڑا کیا جو پیغمبر ﷺ کیساتھ رہے بڑے صحابہ کرامؓ تھے آپ کھڑے ہوجائیں آپ لوگوں نے میرے بارے میں کیا سنا ہے پیغمبر ﷺ سے، میرے نانا جان نے کیا کہا ہے، اجلہ اصحابؓ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جیسے بڑے بڑے صحابہ کرام اٹھ گئے اور کہا کہ آپ ﷺ نے آپ کو گود میں لیکر فرمایا: ''ان ابنی ھٰذا سید'' یہ میرا نواسہ سردار ہے'' و لعل اللہ أن یصلح به بین الفئتین عظیمتین من المسلمین''

(بخاری ج ا ص ۳۷۳)

عنقریب دو فرقے اس امت کے آپس میں لڑیں گے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ان کے درمیان صلح کریں گے۔ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا صلح معزول کرنے کو کہتے ہیں؟۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا لکھی اور آنحضرت ﷺ پر درود لکھا اور پھر نیچے لکھا کہ میں اسلام کی حمایت و نصرت کیلئے مسلمانوں کے فلاح و بہبود کیلئے بمع اپنے متبعین کے آج سے آپ کی بیعت کرتا ہوں اور سارا اختلاف ختم کرتا ہوں، اور فرمایا: ''انا مصداق قول جدی'' میں اپنے نانا جان کے قول کا عین مصداق ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ روافض

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوش نہیں ہیں، یاد رکھنا! مزاج میں فرق ہوتا ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر جلال کا غلبہ تھا اور اس کی بھی ایک قدر و قیمت ہے۔

ماسٹر صاحب کو چاہیئے کہ محرم میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت کو منائے ،انہوں نے ایک حکومت کو تسلیم کیا اور وہ حق حکومت تھی ،حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کی حقانیت میں کوئی شک ہی نہیں رہا ہے، عین اسلامی حکومت تھی۔ اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آخر کار حسنین رضی اللہ عنہما بھی اس کو مان گئے۔ اس لئے امام اہلسنت ابوالحسن اشعریؒ اپنی مشہور کتاب ''الابانة عن اصول الديانة ''میں لکھتے ہیں کہ'' وقد شهد لهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم با لجنة والشهادة، فدل علیٰ انهم كلهم كانوا علیٰ حق فی اجتهادهم ''(الابانة ص ۲۲۴)اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

'' اذا حكم الحاكم فاجتهد فاصاب فله اجران و اذا حكم فاخطأ فله اجر واحد'' (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۵۸)

مجتہد جب اجتہاد میں غلطی کر جائے تو ایک نیکی اور اگر صائب رہا تو دو نیکیاں ملتی ہیں، اسلئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا اور اعتراض کرنا ناجائز ہے اور یہ قرآن کا مسئلہ ہے، قرآن کی سینکڑوں آیات اس بات پر شاہد ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دفاع صحابہ ہی کی سنت ہے 'مثال'

بخاری شریف میں ہے کہ حرم کے اندر ایک حلقہ لگا ہوا تھا، کچھ باہر کے لوگ آئے

انہوں نے پوچھا کہ یہ کس کا حلقہ ہے؟ کہا: کہ قریش کا! درمیان میں ایک بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ کون ہے؟ کہا: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، وہ قریب آئے تو اس سے سنا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی منقبت بیان کرر ہے ہیں، وہ کسی اور فرقے کا آدمی تھا اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زیادہ پسند نہیں تھے تو اس نے کھڑے ہو کر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں مجھے اجازت دیں، آپؓ نے کہا اجازت ہے پوچھو: اس نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے کہ بدر کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے! تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا! ہاں ٹھیک ہے، پھر اس نے کہا کہ احد میں بھی تھوڑی دیر کیلئے ہٹ گئے تھے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں، پھر اس نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے کہ حدیبیہ کے اندر جب آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر شجر رضوان کے نیچے بیعت ہو رہی تھی اس میں عثمان نہیں تھے۔ آپؓ نے فرمایا! ہاں اس میں نہیں تھے، تو اس شخص نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور کہا کہ بڑا کام ہو گیا، میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کئے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما مان گئے، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ کی باتیں پوری ہو گئیں اب جواب سن لو! ایسے بے موقع اللہ اکبر پڑھتے ہو۔

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ جو بدر میں موجود نہیں تھے میں جانتا ہوں بلکہ تمام صحابہؓ جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سخت بیمار تھیں اور حضرت ﷺ نے آپ سے کہا کہ آپ گھر پر رہیں اور ان کا خیال رکھیں آپ کو بدر کا اجر بمع غنیمت کے پورا پورا ملے گا لیکن گھر پر رہیں، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ سارا

جہاں ایک جیسا جانتا ہے کہ ایسا ہی ہوا، پیغمبر ﷺ کے حکم پر وہ گھر میں رہے اور وہ جو احد کے اندر کچھ دیر کیلئے پیچھے ہٹ گئے تھے قرآن کریم سورۂ آل عمران میں ہے "ولقد عفا اللہ عنھم" (سورۂ آل عمران آیت ۱۵۵) اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرمادیا، جب خدا نے معاف کردیا تو تو کون ہوتا ہے اعتراض کرنے والا، اور وہ جو تیسرا اعتراض ہے کہ حدیبیہ کے اندر بیعت میں نہیں تھے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ خدا کے بندے تیری کچھ عقل ہے وہ بیعت تو عثمان رضی اللہ عنہ ہی کیلئے ہوئی تھی۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۲۳)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اہل مکہ میں بڑے معزز تھے اور صحابہؓ جب حدیبیہ کے مقام پر آئے تو مشرکین نے انہیں روک لیا اور عمرہ کرنے نہیں دے رہے تھے اور آگے بڑھنا چاہتے تو مشرکین تلواریں اور نیزے لیکر آرہے تھے، اب ایک ایسی ہستی کی ضرورت تھی جن سے مکہ والے مجبور ہوں اور ان کی بات سن لیں وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہی تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے مالکان میں سے سمجھے جاتے تھے۔ بخاری میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ معزز مکے والوں کے یہاں کوئی اور نہیں تھا اور نہ آنحضرت ﷺ کو کوئی اور معلوم تھا، آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ جائیں اور ان سے کہیں ہم عمرہ کرنے آئے ہیں لڑنے کے لئے نہیں، عمرہ کرکے ہم سیدھا واپس ہو جائیں گے، اس عمرے اور حج سے زمانہ جاہلیت کے اندر کسی کو منع نہیں کیا گیا ہمیں کیوں منع کررہے ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب وہاں پہنچے تو بہت زیادہ دیر لگ گئی تین چار دن گزر گئے اور یہ خبر پھیل گئی کہ شاید اہل مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کردیا۔ آنحضرت ﷺ کو جب یہ اطلاع ملی آپ ﷺ بالکل ہر طرح کی صلح کیلئے تیار تھے لیکن جب یہ سنا کہ حضرت عثمان رضی

اللہ عنہ کو قتل کیا گیا ہے تو آپ ﷺ غضبناک ہو گئے اور آپ ﷺ نے کہا کہ اگر ایسا ہوا ہے تو ہم سب عثمان کے بدلے میں قربان ہو جائیں گے اور بدلہ لیکر ہی جائیں گے اور آپ ﷺ ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور صحابہ سے کہا آؤ میرے ہاتھ پر بیعت کرو کہ اگر عثمان کو واقعی قتل کیا گیا ہے تو ہم بدلہ لیکر ہی جائیں گے سب صحابہ آرہے تھے اور بیعت ہو رہی تھی لیکن یہ شک تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہوں تو آپ ﷺ نے آخر میں کہا "ھذہ ید عثمان" یہ ایک بیعت عثمان کی بھی کر رہا ہوں کہ وہ اس شرف سے بھی محروم نہ ہو۔

اور مکہ میں قصہ یہ پیش آیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ احرام کی حالت میں تھے تو مکہ کے سرداروں نے درخواست کی کہ آپ عمرہ کرلیں کیونکہ اگر آپ نے عمرہ نہیں کیا تو یہ ہمارے لئے بہت شرم کی بات ہو گی ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں میں شرم ہوتی تو نبی کے راستے میں کبھی نہیں آتے ، جب تک آنحضرت ﷺ کو اجازت نہ ملے یہ ممکن نہیں ہے کہ عثمان کعبہؒ کا طواف کرے۔

## ایک اشکال اور اس کا جواب

بہت سارے لوگ کم عقلی اور جہالت میں بغیر بات کو سمجھے اعتراض کرتے ہیں کہ یہ عمرہ تو اللہ کیلئے تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو انکار نہیں کرنا چاہئے تھا بلکہ عمرہ کر لینا چاہئے تھا۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ عمرہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہوتا ہے لیکن اللہ تک پہنچنے کیلئے نبی کا ماننا فرض ہے اور جس عمل میں نبوت نہ ہو وہ عمل بے کار اور فضول ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی طرح بے حیاء اور بے غیرت نہیں تھے کہ نبی تو باہر رکے ہوئے ہیں

اور مجھے موقع مل رہا ہے تو میں عمرہ کرلوں، صحابہ تو غیرت ایمانی کا پہاڑ تھے اسی لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صاف جواب دیا کہ یہ ناممکن ہے کہ نبی کے بغیر میں اندر داخل ہو جاؤں اور عمرہ کرلوں۔

## اصل اہلسنت والجماعت صحابہ کرام کے پیروکار ہیں

یہ مرزائی بھی بڑی خیرات کرتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں لیکن نبی سے کٹ چکے ہیں، ختم ہو چکے ہیں اور ایک ''انگریزی نبی مرزا غلام احمد'' کو مان چکے ہیں اس واسطے اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو ذی النورین ہیں، جامع القرآن ہیں، ایک عظیم ہستی ہیں، وہ مسئلہ جانتے تھے اور اسی طرح احرام کی حالت میں واپس آ گئے۔ یہی تو جانثاروں کا امتحان ہوتا ہے کہ مشکل وقت میں وہ نبی کو اکیلا نہیں چھوڑتے اس وجہ سے تو صحابہ کرام کو گذشتہ انبیاؤں کے صحابہ سے بڑا مقام ملا۔ اتباع کا جب وقت ہوتا ہے تو صحابہ فولاد کی طرح ہوتے ہیں کبھی پیچھے نہیں ہٹتے، مکے والے یہی کہہ رہے تھے کہ آپ پہلے عمرہ کرلیں بعد میں کوئی بات ہوگی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ جب تک آنحضرت ﷺ کو اجازت نہیں دینگے میں عمرہ نہیں کروں گا میں عمرہ کرنے کے لئے اندر نہیں آیا ہوں مجھے حضرت نے گفتگو کے لئے بھیجا ہے نہ کہ عمرہ کرنے کے لئے۔ خدا تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کہ ایسے مشکل وقت میں کیسی وفا اور اطاعت کی تاریخ ثبت فرمائی۔ تین دن کی گفتگو کے بعد مشرکین نرم ہوئے اور صلح کے لئے تیار ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گفتگو سے انہیں اندازہ

ہو گیا تھا کہ یہ مسلمان پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیسے زبردست سفیر اور وکیل تھے "رضی اللہ عنہ وارضاہ وجعل الجنۃ مثواہ" تو عجیب بات یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ایک خارجی نے اعتراضات کئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جوابات دئے اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل سنت کی شان یہ ہے کہ وہ صحابہ کے دامن کو پاک سمجھیں اور اگر کہیں سے کوئی غلط بات کرے تو اس کا منہ بند کردیں یہ صحابہؓ کی سنت ہے۔ اس لئے ابن شہاب زہریؒ کہتے ہیں" کانوا اھل السنۃ والجماعۃ "صحابہ اہل سنت تھے، آج عجیب عجیب اہل سنت ہیں رافضیوں کے آگے آگے ناچنے والے بھی اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔ "اہل السنۃ والجماعۃ" سنت سے مراد نبی کا طریقہ اور جماعت سے مراد صحابہ ہے۔ ایک فرد کو بھی آپ غلط نہیں کہہ سکتے تمام صحابہ کے لئے قرآن کہتا ہے" اولئک ھم المؤمنون حقا" یہ لوگ پکے مؤمن ہیں" لھم مغفرۃ ورزق کریم " (سورۂ انفال آیت ۷۴) ان کی مغفرت بھی ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں اعزاز واکرام سے نوازیں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس امت کے سرلشکر ہیں صحابہ کرام، قرآن، ایمان اور مکمل دین کے گواہ ہیں۔ صحابہ کرام قرآن ایمان اور دین اسلام کو کائنات کے چپے چپے تک پہنچانے والے ہیں۔ صحابہ جیسی مخلوق قیامت تک دوبارہ نہیں ہوگی۔ قیامت کے آخری دن جو امام مبعوث ہوگا اور جو زمانہ ہوگا وہ بھی صحابہ کو مشعل راہ بنائے گا اور صحابہ پر اعتراض کرنا "الا انھم ھم المفسدون " اللہ ان کو فسادی کہہ رہے ہیں۔ صحابہ کے مقامات پر شبہ کرنے والے اور ان کی پالیسیوں پر تنقید کرنا" الا انھم ھم السفھاء " یہ پرلے درجے کے بے قوف ہیں" ولکن لا یعلمون "(سورۂ بقرہ

آیت ۱۳) لیکن ان کو علم نہیں ہے۔

ایک شخص نے کتاب لکھی '' خلافت وملوکیت '' صحابہ کرام کو برا بھلا کہا ہے اس کتاب کے اوپر لکھ دیں ''لا یعلمون '' قرآن کی تفسیر تحریف کی شکل میں کی ہے اس کے اوپر لکھ دیں ''لا یعلمون '' قرآن کہتا ہے یہ کچھ نہیں جانتے اگر یہ جانتے تو صحابہ کرام کے مقام کا ایمان رکھتے اور صحابہ کے بارے میں بے فکری کی بات کرنا غلط باتیں پھیلانا'' سبحنک هذا بهتان عظیم '' اللہ فرماتے ہیں میری پاکی اور ذات کی قسم صحابہ کو غلط کہنے والے پرلے درجے کے جھوٹے ہیں جس کتاب، جس تحریر، جس تقریر اور جس تحقیق سے صحابہ کی دشمنی کی بو آتی ہے اس کے اوپر لکھ دو ''سبحنک هذا بهتان عظیم '' اللہ کی قسم یہ پرلے درجے کا جھوٹ اور دروغ پر مشتمل کتاب ہے

''واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین''

# دسواں خطبہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان سيدنا ونبينا محمد عبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراً و نذيراً و داعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا صلى الله تعالىٰ عليه و اله و اصحابه وبارك وسلم اما بعد !

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم ○ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ○ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ○ اِهۡدِ نَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ○

## عبادت کے معنیٰ اور مفہوم

اللہ تعالیٰ نے مؤمن کو اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے، عبادت سے زیادہ قیمتی مرحلہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر نہیں ہے۔ عبادات سے انسان اللہ تعالیٰ کے یہاں قریب ہوتا ہے اور عبادت ہی وہ وسیلہ اور ذریعہ ہے جو مخلوق کو خالق کے یہاں قیمتی اور بیش

بہا بنا دیتی ہے۔عبادت اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور اللہ رب العزت کے حکم اور ارشاد میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور نیک لوگوں کی فرمانبرداری کا نام ہے۔عبادات اور طاعات دو قسم کی ہیں ایک کو اوامر کہتے ہیں اور دوسرے کو نواہی کہتے ہیں، شریعت مقدسہ کی طرف سے جو کام کرنے کے ہیں، جن کا کرنا ضروری ہیں، یا جن کے کرنے میں ثواب ہے، اور جن کے انجام دہی سے شریعت کے احکام کی تعمیل ہوتی ہیں، اور حدود کا تحفظ ہوتا ہے، ان کو اوامر کہتے ہیں، جیسے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، یہ اوامر کہلاتے ہیں۔

دوسری قسم کے احکام وہ ہیں جو نواہی کہلاتے ہیں، جیسے شرک نہ کرنا، جھوٹ نہ بولنا، خیانت نہ کرنا، بدعت نہ کرنا، بے حیائی سے پیش نہ آنا، دوسروں کو اذیت نہ پہنچانا، حقوق تلف نہ کرنا، جتنے کاموں سے بچنے کی تاکید آئی ہے، ترغیب آئی ہے، ترہیب وارد ہوئی ہے، یہ نواہی ہیں۔جس طرح ایک امر کے انجام دہی سے رب العزت کی خوشنودی نصیب ہوتی ہے اسی طرح ایک نہی اور منہی عنہ کے اجتناب سے بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصلہوتا ہے، اور خدا خوش اور راضی ہوتا ہے۔حدیث میں اس کی ایک مثال آئی ہے، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہاری نظر کسی اجنبیہ پر پڑ جائے اور قلب اور دماغ میں وسوسہ آجائے تو حکم ہے کہ

"اذا احدکم اعجبتہ المرأۃ فوقعت فی قلبہ فلیعمدالی امرأتہ فلیواقعھا فان ذالک یرد ما فی نفسہ" (مسلم ج اص ۴۵۰)

فرمایا اپنے گھر چلا جائے اور اپنی اہلیہ سے حاجت پوری کرے اور گناہ سے بچ جائے اور حضرت ﷺ نے کسی اجنبیہ کو دیکھنے اور شہوت سے متوجہ ہونے کا وبال بیان فرمایا تو

صحابہؓ نے دریافت فرمایا کہ کیا ایک شخص کی نظر کسی اجنبیہ پر پڑ گئی اور اس سے بچنے کیلئے وہ اپنے گھر گیا اور اپنی حاجت پوری کر کے آیا کیا اس کو اس کا ثواب ملے گا؟ صحابہؓ کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ یہ تو ایک حاجت تھی اور پوری ہوگئی، جیسے بھوک لگی اور کھانا کھایا، اور پیاس لگی اور پانی پیا، تھک گیا اور بیٹھ گیا، یہ تو حوائج کا اہتمام ہے، آنحضرت ﷺ حکیم حاذق اور طبیب ماہر تھے، روح، اور ایمان کی پونجیاں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سمجھائیں، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر یہ شخص اس گناہ میں مصروف رہتا تو اس کیلئے اس میں کتنا گناہ اور برائی تھی، صحابہؓ نے کہا کہ حضرت بہت بڑی برائی تھی تو حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گناہ سے بچنے کا جو سبب بنے اس میں اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس کے وبال اور مصیبت میں تمہارے لئے گناہ تھا۔

## نماز کی اہمیت اور اس کے مقامات

قرآن کریم سے ستر کے قریب مقامات نماز کے، معلوم ہوتے ہیں'' ان الصلوٰة تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر '' بے حیائی اور بے دینی نماز کے نتیجے میں ختم ہو جاتی ہیں '' ولذکر اللہ اکبر '' (سورۂ عنکبوت آیت ۴۵) سب سے بڑا ذکر اللہ کا نماز ہے '' اقم الصلوٰة لذکری '' (سورۂ طٰہٰ آیت ۱۴) نماز پڑھو اس سے میں یاد آؤں گا۔

نمازی جب اللہ کیلئے نماز پڑھتا ہے بارگاہ الٰہی میں کھڑا ہوتا ہے، حدیث شریف میں ارشاد فرمایا! کہ جب یہ سجدے میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے پیروں کے درمیان سجدہ کرتا ہے۔ قرب اور مکان کا ثواب بیان کرنے کیلئے ایک مثال بیان فرمائی، سب سے بڑی

ہلاکت تو شرک اور کفر ہے تو شرک سے بچنے کیلئے بھی نمازی بننا پڑے گا'' اقیموا الصلوٰۃ ولاتکونوا من المشرکین'' (سورۂ آیت ۳۱) نماز قائم کرو اور شرک مت کرو، معلوم ہوا کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ شرک میں بھی مبتلاء ہو جائے گا بے نمازی کے عقیدے اور ایمان کا کوئی پتہ نہیں چلتا، نمازی کو تو سمجھانا بڑا آسان ہے کہ ابھی آپ نے نیت باندھی ''اللہ اکبر'' کہ طاقت کا سر چشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، ابھی آپ نے اللہ تعالیٰ کو کہا کہ ''سبحنک اللھم وبحمدک'' خدایا بے عیب آپ ہیں اور کمالات سب آپ میں جمع ہیں۔

## سورۃ فاتحہ میں مسلمان کی زندگی کا مکمل منشور

''الحمد للہ رب العلمین'' شکر وثنا تیرے لئے ہے کہ تو کل کائنات کا روزی رساں ہے، آپ جملہ مخلوقات کی حاجات پوری کرتے ہیں ہر دکھے ہوئے کی فریاد سنتے ہیں ''الحمد للہ رب العلمین'' اور خدایا آپ سب سے بڑے مہربان اور مسلمان کو عزت شرف دینے والے ہیں ''الرحمٰن الرحیم'' اور خدایا قیامت قائم کرنا آپ کے اختیار میں ہے ''ملک یوم الدین'' اور خدایا عبادت صرف ہم آپ کی کرتے ہیں'' ایاک نعبد'' اور ہم امداد بھی آپ ہی سے مانگتے ہیں ''وایاک نستعین'' اور خدایا اسی سیدھے راستے پر قائم ودائم رکھ ''اھدنا الصراط المستقیم'' اور یہی سیدھا راستہ ہے ''صراط الذین انعمت علیھم'' یہ ان لوگوں کا بھی راستہ ہے جو گزشتہ آپ سے انعام لے چکے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام ان کے متبعین صادقین ان کے شرائع پر قربان ہونے والے شہداء اور ہمیشہ اس بہترین دین کو اپنانے والے صالحین ''وحسن اُولٰئک رفیقا'' (سورہ نساء آیت ۶۹) اور خدایا اس سیدھے راستے پر چلنے اور اس پر مستقیم رہنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگوں پر تیرا غصہ آچکا اور کچھ لوگ تیرا راستہ چھوڑ چکے ہیں ''غیر المغضوب علیھم ولا الضالین'' غور کیا جائے تو مؤمن کا منشور اور مقاصد حیات سے لبریز پروگرام سورۃ فاتحہ میں موجود ہے۔

## مروجہ عبادات کا رد

ایک شخص ایک قبر کے پاس بیٹھا ہے اور رو رہا ہے اور ایک شخص نے آکے اس کے کان میں کہا کہ تم نے ''ایاک نعبد و ایاک نستعین'' فجر کی نماز میں آج نہیں پڑھی کہ یا اللہ عبادت بھی آپ کی کریں گے۔ عبادت نام ہے یاد کرنے کا ''العبادۃ فی اللغۃ التذلل'' انتہائی درجے کے مسکنت اور اظہار عجز اس کو عبادت کہتے ہیں، عابد کے معنی ہے اپنے معبود کے سامنے اپنا چھوٹا پن اور عاجزی بے کسی دکھ درد فریاد بے چینی اور پریشانی اور مشکلات کا دلدل پیش کرنے والا اسے عبادت کہتے ہیں عبادت نام رسومات کا نہیں ہے، عبادت نام عادات کا نہیں ہے، عبادت نام طرق متعینہ کا ہے، کیفیات مخصوصہ کا ہے جو شارع نے متعین فرمائے وہ عبادات کہلاتی ہیں اس لئے عبادت خیال اور وہم سے نہیں ہوسکتی ہیں خود ساختہ طریقوں میں جو کچھ ہوگا وہ عبادت نہیں کہلائیگا، آج فلاں کا تیجہ ہو رہا ہے اور آج فلاں کا چہلم اور برسی یہ سب کے سب خود ساختہ طریقے ہیں جس میں عبادت کی

بو بھی نہیں ہے رتی بھر بھی اس میں عبادت نہیں ہے بلکہ سچی بات یہ ہے کہ ایسے مواقع پر جو قرآن خوانی ہے وہ بھی کہیں باعث معصیت نہ ہو کیونکہ علماء نے لکھا ہیں کہ غلط مقام پر قرآن پڑھنا گناہ ہے جیسے فقہاء نے لکھا ہے کہ نجس مقام پر قرآن کریم کی تلاوت مکروہ ہے ،اور امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ میت کے قریب میں قرآن نہ پڑھا جائے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ عام طور پر غسل سے پہلے میت نجس ہوتی ہے خون لگا ہوگا اور کچھ گندگی لگی ہوگی اس حال میں اس کی روح نکلی ہو، ایک جہان کو چھوڑ کر دوسرے جہان میں جانے کا سفر ہوا ہے وہ کوئی آسان نہیں ہے مسجدوں میں جنازے نہ لانے کی علت بھی فقہ حنفی میں یہ ہے کہ باوجود تغسیل اور تکفین کے پھر بھی ممکن ہے کہ کوئی چیز نجس لگ گئی ہو کیونکہ فقہاء نے لکھا ہے کہ نہلانے کے بعد اگر کوئی چیز نکلے تو صرف اس کو صاف کریں لا یعاد غسلہ بار بار غسل نہیں دیا جا سکتا ہے بس اب سپرد خدا ہے کیونکہ ایک عام معذور جس کا وضو نہیں ٹھہرتا تو فقہاء لکھتے ہیں کہ بس ایک وقت کیلئے ایک وضو کافی ہے "ثم یصلبہ ما یشاء من الفرائض والنوافل" پھر جو فرض اور نفل چاہے پڑھتا رہے۔ تو سب سے بڑا معذور وہ غریب ہے جس کی روح ہی نکل چکی ہے جس کا غسل اور وضو بھی دوسرے کے ہاتھ سے ہے جس کو اٹھاتے بھی دوسرے ہیں جس کی نماز بھی اور لوگ پڑھ رہے ہیں خود کچھ بھی نہیں کر سکتا اور اس میں سارا جہاں ایک سا ہے خواہ انبیاءؑ ہوں یا اولیاءؒ ہوں لوگوں نے غیر مسلموں سے گندے نظریات لے لئے اور مردوں کے بارے میں یہ باتیں شروع کر دیں کہ یہ بہت کچھ کرتے ہیں اور وہ بہت بڑے لوگ ہیں اور انہی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور قرآن پاک کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے بارے میں کہا ہے کہ "نبذ فریق من

الذين اوتوا الکتب کتب اللہ ورآء ظھورھم ''انہوں نے اسمانی کتابوں کو پیچھے پھینک دیا'' کانھم لایعلمون'' جیسا کہ کچھ بھی نہیں جانتے اور جب بھی کتاب اللہ اور آسمانی وحی کو نظر آنداز کرجاتے ہیں تو آفات مسلط ہوتی ہیں'' واتبعوا ما تتلوا الشیطین علی ملک سلیمٰن '' (سورۂ بقرہ آیت ۱۰۱، ۱۰۲) اس کے بعد سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں یہ جادو کے پیچھے پڑ گئے وحی کو چھوڑ کر اور شعبدہ بازوں کی نظر ہو گئے۔ مزارات پر جاکر پیشانی رگڑنے والے، وہاں چادر چڑھانے والے اور عرس منانے والے حقیقت میں ایک اللہ سے کٹ چکے ہیں ان کا خدا عبادت اور اس کی خداوندی سے وہ عقیدہ نہیں رہا جو قرآن نے اور پیغمبر نے بتایا ہے اس لئے قبور کی زیارت کو مسنون طریقے سے ادا کرنا باعث ثواب ہے لیکن غلط طریقے سے باعث سلب ایمان ہے۔ مبارک راتوں میں دیکھو تو قبرستان میں میلہ ٹھیلہ ہوتا ہے قبرستان جانا عبرت کیلئے ہے یا وہاں تماشہ دکھانے کے لئے اس لئے نقادین فقہاء نے لکھ دیا کہ ان راتوں میں شہروں میں قبرستان نہ جانے میں خیریت ہے ایمان اور اعمال کی بچت ہے مساجد کے اندر دیواروں پر تحریر منع فرمائی ہر قسم کی تحریر اصولاً مسجد کے دیواروں پر کچھ نہیں لکھا جائے گا تاکہ نمازی کے ذہن دل و دماغ حالت نماز میں تشویش سے اور اضطراب سے محفوظ رہے اور عالمگیری میں لکھا ہے کہ'' ولیس بمستحسن کتابة القرآن علیٰ المحاریب والجدران '' (فتوی عالمگیری ج ا ص ۱۰۹) مسجد کے دیواروں پر لکھنا منع ہے مسجد کے اداب کے خلاف ہیں اور صرف لکھنا نہیں بلکہ کفریہ نظریات لوگوں نے لکھے ہیں کفریہ نظریات، غیر اللہ کیلئے غیب دانی، غیر اللہ کیلئے مشکل کشائی، حاجت روائی، چہلم اور برسیاں اور یہ خرافات اور لایعنیات جس کا

شریعت اسلامیہ میں دور کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے اور اپنے مسجدوں کی دیواروں پر اویزاں کردیا ہے اور پیغمبر نے اس وہم پر کہ ممکن ہے جنازے میں جو لاش ہے اس کے جسم میں بھی کوئی تعفن ہوسکتا ہے فقہاء نے لکھا ہے کہ جب جنازہ لے چلے تو ''یسرعون بها دون الخبب'' جلدی لے چلیں مگر جھٹکے نہ دیں ایک تو انسانیت کے خلاف ہے اور دوسرا خطرہ ہے کہ جسم سے کوئی چیز خارج نہ ہو جائے۔

## مسجد میں نماز جنازہ کی ممانعت

جناب نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ''من صل علی جنازة فی المسجد لیس له شیء'' (ابن ماجه ص ۱۰۹) جس نے مسجد میں جنازے کی نماز پڑھی اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا اور فقہاء نے لکھا ہے کہ جنازہ باہر ہو رہا ہو اور کچھ لوگوں کو جگہ نہیں ملی وہ مسجد میں کھڑا ہونا چاہتے ہیں فرمایا کہ نیت نہ باندھیں جنازے کی ویسے ہی کھڑے ہو جائیں تاکہ گناہ سے بچ جائیں اور لوگوں نے حیلہ بنادیا کہ لاش باہر نکالی خود بھی باہر نکل گئے اور سب مسجد بھری رہتی ہے جنازہ ہو رہا ہے احناف کی مسجد میں اور عالمگیری میں لکھا ہے پانچ سو فقہاء حنفیہ نے کہ کراہت مطلقہ ہے تھوڑے لوگ بھی اندر ہوں تو تب بھی بری بات ہے کچھ بدعات بدعتی کر رہے ہیں اور کچھ بدعات یہ سادگان انجمن کر رہے ہیں یہ بھی بعض چیزوں کے عادی ہو گئے ہیں، پیچھے نہیں ہٹ سکتے ہیں خدا کا ادا شکر کیا جائے کہ کسی کو عبادت، عبادت کے طریقے پر نصیب ہو جائے اس لئے اوامر کا امتثال باعث ثواب اور باعث خوشنودی خداوندی ہے جن کاموں کا کرنا اور نواہی جن کاموں سے بچنے کی تاکید آئی

ہے ان سے بچنا بھی اتنا ہی ثواب ہے۔

## نماز تمام عبادات کا مرجع اور سر چشمہ ہے

صرف نماز نہیں ہے بلکہ بے حیائی اور منکرات سے اجتناب بھی نماز میں بتایا ہے "ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر " صرف نماز نہیں پڑھنی بلکہ اللہ کے ذکر کی عادت بھی اپنانی ہے کہ فرصت کی گھڑیوں میں اٹھنے بیٹھنے میں اللہ جل جلالہ کا ذکر مؤمن کی زبان پر جاری رہے اس لئے فرمایا" اقم الصلوٰۃ لذکری "نماز قائم کرو میری یاددہانی کیلئے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ اسلام نے رب العزت کے بارگاہ میں عرض کیا کہ خدایا آپ مجھے مہینے یا دو مہینوں میں ایک دفعہ کوہِ طور بلاتے ہیں تو اس کی لذت اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ جب نہیں ہوتی تو زندگی اجیرن ہوجاتی ہیں" تلخ تر از فرقت تو ہیچ نیست" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ آپ نماز شروع کرلیں جب میں یاد آؤں تو نماز کی نیت باندھو" اقم الصلوٰۃ لذکری" (سورۂ طٰہٰ آیت ۱۴) " ولا تنیا فی ذکری "(سورۂ طٰہٰ آیت ۴۲) اے موسیٰ آپ اور آپ کے بھائی ہارون دونوں کو حکم ہے کہ بالکل سستی نہ کریں اور کمی نہ کریں جیسے ہی میں یاد آجاؤں نماز شروع کردیں، سب سے بڑا ذکر اور تقرب جو مؤمن کا ہے رب العزت سے وہ صلوٰۃ کی حالت ہے نماز جیسی عبادت کائنات میں ہے ہی نہیں۔ ایمان کے بعد نماز جیسی کوئی قیمتی چیز نہیں ہے، ایمان کے بعد نماز جیسا کوئی مرحلہ اسلام میں اور نہیں ہے اس لئے زکوٰۃ سال میں ایک دفعہ فرض ہوتی ہے کوئی بادشاہ زمانہ ہو یا لیڈر رہو اور کوئی مقدور بھر صاحب نصاب ہو لیکن زکوٰۃ ایک جیسی فرض ہوگی

حج عمر بھر میں ایک دفعہ فرض ہوتا ہے اور روزہ سال بھر میں ایک مہینے کا فرض ہوتا ہے لیکن نماز روزانہ پانچ دفعہ فرض ہے یہ پر لذت اور پر شوکت عبادت ہے اس سے مؤمن سیر نہیں ہوتا اور جب پانچ وقتہ نماز کی عادت مضبوط ہو جاتی ہے تو فرماتے ہیں کہ اب رات کو اٹھو اور تہجد بھی پڑھو۔

## تہجد کی اہمیت

"ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک" (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۹) رات کو اٹھو اور تہجد بھی پڑھو صوفیاء کرام نے لکھا ہے کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ دن بھر پریشان ہوتے ہیں حالانکہ ان کو رات ملتی ہے دعا اور عبادت کے لئے اگر سمجھ ہو تو اس بات کا مطلب یہ ہے کہ رات اس مقصد کیلئے ہے کہ آپکو اللہ سے جو لینا ہیں وہ لیں تو صبح سے شام تک اپنے خیال میں طاقت وروں کو سلام کلام کر کے اور جھک جھکا کے اور شام کو تھکے درماندہ کمر ٹوٹی ہوئی بستر پر بال بچوں کے پاس آجاتے ہیں کہ جی کام نہیں بنا، اسلام کا کوئی ہوتا تو اس کا منہ ٹیڑھا کر دیتا کہ کیسے کہتے ہو کہ کام نہیں بنا کتنی راتیں آپ جاگے ہیں سحری کے وقت اور کتنی راتیں ایسی گزری ہیں کہ آپ نے دعائیں مانگیں، مانگتے مانگتے صبح صادق داخل ہوئی فجر شروع ہوئی تو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بڑی نیند آتی ہے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ؒ نے لکھا ہے کہ جو لوگ خود دعاؤں میں کوشش نہیں کرتے اور بزرگوں سے کہتے ہیں کہ جی میرے لئے ذرا خاص دعائیں کریں حضرت فرماتے ہیں یہ اصلمیں بزرگوں کا مذاق اڑانا ہے توہین کرنا مقصد ہے یہ جملہ تو اس منہ سے اچھا لگتا ہے کہ جو رات دن ایک کر کے

تھک جائے اور اسے خیال آجائے کہ شاید اب بھی کوئی فتور اور کمی ہے کہ مطلوبہ نتیجہ نصیب نہیں ہورہا ہے تو پھر پارسائے وقت معتمد دین اور فقہی شخص کی خدمت میں آتے ہیں اس سے کہتے ہیں کہ آپ میری درخواست ذرا آگے بڑھائیں عجیب بات ہے کہ قرآن کریم کے اندر یہ بتایا جاتا ہے کہ تم ان لوگوں کے طریقے پر چلو بالکل پہلی سورت فاتحہ میں للکار دیا کہ یہی صراط مستقیم صرف ایک اللہ کی عبادت اور ایک اللہ سے مانگو صرف ایک اللہ کو مشکل کشاء اور حاجت روا اور روزی رساں سمجھنا اور صرف ایک اللہ بزرگ برتر کی عظمت اور الوہیت کا قائل ہونا یہی تمام انبیاءؑ اور تمام صدیقین اور تمام شہداء اور تمام کاملین کا راستہ ہے، اور بالکل یہی بات جناب نبی کریم ﷺ نے حدیث میں مستدرک حاکم کی روایت میں فرمائی ہے کہ "علیکم بقیام الیل" راتوں کو اٹھا کرو عادت اپناؤ "فانہ داب الصلحین قبلکم" کہ تم سے پہلے تمام بزرگوں کا طریقہ رہا ہے صرف بزرگوں کے ماننے سے کچھ نہیں ہوتا فارسیان کہتے ہیں کہ " پدر من سلطان بود' میرا باپ بھی بادشاہ تھا۔

## قرآن کریم کا کفار کو چیلنج

قرآن کریم میں ہے کہ بنی اسرائیل نے اس پر بڑا ناز ونخرہ دکھایا تھا کہ ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں تو قرآن کریم نے انکو دو باتیں کہیں ایک یہ کہ "واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا" اس دن سے بچنے کی کوشش کرو جس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا "ولا یقبل منھا عدل" نہ کوئی تاوان لیا جائے گا "ولا تنفعھا شفاعة" نہ کسی کی سفارش سے کوئی فائدہ ہوگا "ولاھم ینصرون" (سورہ بقرہ آیت ۱۲۳) اور نہ ان کی مدد کی

جائے گی۔ اپنا انتظام کرو، صرف اس سے کام نہیں بنے گا کہ کوئی کہے گا کہ میں اتنا بڑا آدمی تھا تو کیا اس سے اس کے پیٹ میں کھانا آجائے گا؟ یا اس کے گھر میں سونا چاندی آجائے گا؟ عمل کرنا پڑے گا۔ ایک بات تو قرآن نے ان کو یہ بتائی کہ بڑے دن کے آنے سے بچنے کا انتظام کرو ورنہ تباہ و برباد ہونے والے ہو۔ اور آخری بات قرآن نے ان کو آخری جز کے آخیر میں دو مرتبہ کہی کہ ''تلک امة قد خلت'' یہ اچھے لوگ تھے مگر گزر گئے ''لھا ما کسبت'' جو انہوں نے کمایا وہ انہوں نے پایا ''ولکم ما کسبتم'' اور جو تم کر رہے ہو اس کا حساب تمہی کو دینا ہوگا ''ولا تسئلون عما کانوا یعملون'' (سورۂ بقرہ آیت ۱۴۱) ان کے اعمال کے تم ذمہ دار نہیں ہو اور فرمایا کہ قرآن کے نزول کے وقت کتنی معتبر قوم مقابلے میں تھی بنی اسرائیل جن میں ایک اندازے کے مطابق چار ہزار سے لیکر ستر ہزار انبیاء آئے تھے لیکن قرآن نے ان کو بھی صراط مستقیم کی دعوت دی اور فرمایا کہ تم لوگ غلط ہو اور تعلیمات کو بھول چکے ہو، لیکن آج لوگ اس خیال میں ہیں کہ جو کچھ بھی ہے نماز تو پڑھ رہے ہیں چاہے درگاہوں پر جا کر سجدے کریں، چادریں چڑھائیں، عرس منائیں اور زمانے بھر کی لایعنیات اور کفریات بکتے رہیں لیکن پھر بھی اچھے ہیں ذرا قرآن کریم کو دیکھو کہ ایسے موقع پر کیا کہتا ہے قرآن کریم ان کی اچھائیوں کو ذکر کر کے کہ ''یبنی اسرآءیل'' اے پیغمبر کی اولاد ''اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم'' اس احسان کو یاد کرو جو میں نے تم پر کیا ''وانی فضلتکم علی العلمین'' (سورۂ بقرہ آیت ۱۲۲) میں نے تم کو برتری دی تھی تمام لوگوں پر جب تم برتری والے اعمال اور عقائد کے مالک تھے اس یاددہانی کے فوراً بعد قرآن کریم تنبیہ کرتا ہے کہ ''ولا تکونوا اول کافر بہ'' (سورۂ بقرہ آیت ۴۱) کہ تم نے اگر منہ

موڑا تو پہلے کافر تم لوگ ہی سمجھے جاؤ گے اور کبھی قرآن کریم ان کو ڈانٹتا ہے اور کہتا ہے کہ "وانتم تتلون الکتب" تم تو کتابیں بھی پڑھتے ہو "افلا تعقلون" (سورۂ بقرہ آیت ۴۴) اتنی عقل بھی نہیں کہ کتاب سے عقیدہ اور عمل سمجھ لیں اور ایک دفعہ نہیں صرف سورۂ بقرہ میں ان کو تین دفعہ خطاب کیا۔ آخر میں ان کو جناب نبی کریم ﷺ کی رسالت حقہ کی دعوت دی گئی کہ پیغمبر آئے ہیں دلائل اور براہین موجود ہیں اور یہ پھر بھی انکار کرتے ہیں تو ان کے رد میں اور کوئی سورت ہو یا نہ ہو سورۂ فاتحہ تو ہے کیونکہ اس میں اپنے اور پرائے دونوں کا تذکرہ ہے "غیر المغضوب علیھم ولا الضآلّین" عقیدے اور عمل کے چور یہود اور نصاریٰ صرف بزرگوں کے نام پر فخر کرنے والا لعنتی فرقہ یہود اور نصاریٰ ہے بغیر عقیدے اور عمل کے اپنے آپ کو جنتی سمجھنے والے مغضوبین اور ضالین خدا کے عذاب اور ضلالت کے شکار فرقے یہود اور نصاریٰ۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مقابلے میں غلط طریقوں پر چلنے والے مغضوبین اور ضالین مسلمانوں کے ازلی اور ابدی دشمن اپنے شرائع کو پس پشت ڈالنے والے مغضوبین اور ضالین، ان شرائع میں تمام ادیان میں تین مسئلے مضبوط رہے ہیں جو اصول ثلاثہ کہلاتے ہیں۔

## اصول ثلاثہ

(۱) صرف اللہ تعالیٰ کی وحدت اور فردت پر ایمان

(۲) ہر دور اور ہر زمانے کے رسول کی پوری اطاعت

(۳) ایمان بالآخرت

یہ تین اصول اس دن سے قائم ہیں جس دن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق فرمائی اس وقت سے لیکر محمد رسول اللہ ﷺ تک یہ تین اصول فولاد کی طرح مضبوط اور مسمم رہے ہیں اور قرآن جگہ جگہ ان کی یاددہانی کروا رہا ہے۔ مسلمان کی زندگی کا ایک ایک دن زمین اور آسمان سے زیادہ قیمتی ہے کیونکہ قرآن کریم کے تیسرے پارے کے آخر میں ہے کہ جو لوگ ایمان نہیں لائے وہ لوگ اگر کفر کا جرمانہ پوری زمین سونے سے بھر کر پیش کرنا چاہیں تو "ما تقبل من احدھم" نہیں قبول ہوگا۔ ایمان تو اس کو نہیں کہتے کہ درگاہوں سے مانگا جائے وہ جو حضرت عزیر کو ابن اللہ کہتے تھے ان کو کیوں کافر کہا گیا، ایمان اس کو نہیں کہتے کہ آپ قبروں اور درگاہوں والوں کو مشکل کشا کہیں یہ تو کفر بواہ ہے کفر کی انہی وجوہ کو قرآن کریم جگہ جگہ رد کر رہا ہے۔

## قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقِ مناجات

قرآن انبیاء کرام کے درد و غم پیش کرتا ہے کہ وہ پریشان ہوئے کبھی پیغمبر پریشان ہے کہ بیٹا نہیں ہوا اور اللہ کے حضور رو رہے ہیں بیٹے کیلئے، کبھی بیماری دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے رو رہے ہیں یہ بتانے کے لئے کہ جو خود پریشان ہو وہ دوسرے کی پریشانی دور نہیں کر سکتے اور بتانے کے لئے کہ اس نبی اور ولی نے تنگی اور پریشانی میں کس کو پکارا، تو معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا یہ ان کو اذیت دینا ہے۔ قرآن صرف قصہ اور کہانیوں کی کتاب نہیں ہے ہدایت سے لبریز کتاب ہے۔ قرآن پاک جب ایک پیغمبر کا ذکر کرتا ہے کہ "وذاالنون اذ ذھب مغاضبا" مچھلی والے پیغمبر یونس علیہ السلام کو دیکھو قوم سے

ناراض ہوکر چلے گئے کشتی سے گرائے گئے، مچھلی نے پکڑ لیا، دریا کے بھنوروں میں پریشان ہوگئے "فنادی فی الظلمت" اندھیروں میں وہ فریاد کررہے ہیں "ان لا الہ الا انت" مشکل ٹالنے والا کوئی نہیں اے اللہ صرف تو ہے فریاد سننے والا کوئی نہیں اے اللہ صرف تو ہے، حاجات پوری کرنے والا کوئی نہیں سوائے تیرے "سبحنک" تیری ذات پاک ہے کہ کوئی اور حاجت روا ہو "انی کنت من الظلمین" (سورۂ انبیاء آیت ۸۷) کہ اے اللہ آپ سے پوچھے بغیر جو میں گھر بار چھوڑ کر گیا ہوں آپ معاف فرمائیں۔

نبی میدان میں کھڑے ہیں تیروں کی بارش ہورہی ہے حنین کا غزوہ ہے اور تھوڑی دیر کے لئے اجلہ اصحاب بھی میدان سے ہٹ گئے اور ہر طرف سے تیروں کی بارش ہورہی ہے مؤرخین لکھتے ہیں کہ حنین کے پانچ ہزار تیر اندازوں نے تیر برسائے اور میدان میں محمد رسول اللہ ﷺ اکیلے کھڑے ہیں اور صرف کھڑے نہیں ہیں آپ ﷺ اپنی سواری سے نیچے اترے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب" (بخاری ج ۲ ص ۶۱۷)

کہ میں خدا کا سچا پیغمبر ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے اور میں عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہوں میدان میں سے بھاگوں گا نہیں، قرآن پاک اس ماحول کو ذکر کرتا ہے سورہ توبہ میں "لقد نصر کم اللہ فی مواطن کثیرۃ" اللہ نے تو ہر موقع پر امداد فرمائی ہے "ویوم حنین" اور خاص طور پر حنین والے دن "اذ اعجبتکم کثرتکم" جس وقت تمہیں خوشی میں ڈالا، تعجب میں ڈالا تمہاری کثرت نے مؤرخین لکھتے ہیں کہ صحابہ کی تعداد پچاس ہزار ہوگئی تھی اور صحابہ نے کہا کہ ہم نے اس وقت تم کو مارا جب ہماری تعداد ۳۱۳ اور

ایک ہزار تھی اور آج تو ہم پچاس ہزار ہیں ''فلم تغن عنکم شیئا'' پچاس ہزار کی تعداد کچھ کام نہیں آئی، تھوڑی دیر کے لئے مدد پیچھے ہٹالی ''و ضاقت علیکم الارض بما رحبت'' اور بڑی زمین کچھ دیر کہ لئے تنگ پڑ گئی'' ثم ولیتم مدبرین'' پھر تم میدان سے تھوڑی دیر کے لئے ہٹنے لگے'' ثم انزل اللہ سکینته علیٰ رسوله وعلی المؤمنین'' حضرت کی امداد کے لئے بارش ہی بارش نصرت اور امداد فرمادی'' وانزل جنودا لم تروھا'' (سورۂ توبہ آیت ۲۵،۲۶) اور ایسے لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہیں آرہے تھوڑی دیر کے لئے تکلیف پہنچی تا کہ پتہ چلے کہ ان میں علیؓ بھی ہے وہ مشکل کشا نہیں، اور وہ عمرؓ کہ اگر بعد میں نبوت کی گنجائش ہوتی تو وہ نبی بنتے وہ بھی مشکل کشا نہیں، ابوبکرؓ صدیقوں کا سردار وہ بھی مشکل کشا نہیں، آنحضرت ﷺ تمام اولین اور آخرین کے تاجدار وہ بھی مشکل کشا نہیں۔ مشکل کشا صرف اور صرف اللہ ہے۔

## عبادات کا اولین مقصد

یاد رہے کہ عبادات کا اولین مقصد ایمان اور عقیدے کی پختگی ہے اسی لئے سورۂ فاتحہ میں سب سے زیادہ عقیدے پر زور ہے۔ الوہیت کے پانچ مقامات ذکر کر کے دو باتیں بتائیں کہ عبادت صرف اللہ کی کرنا اور مدد بھی سوائے خدا کے کسی سے نہ مانگنا اور تمام مسلمانوں کا یہی ایمان ہے کہ سورۂ فاتحہ کا یہی مضمون ہے کہ ''ایاک نعبد و ایاک نستعین'' صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا اور صرف ایک اللہ سے مدد مانگنا'' اھدنا الصراط المستقیم'' اسی راستے پر پکا رہنا، یہ نہیں کہ مسجد میں آکر خدا سے مانگو اور باہر جا کر بابا سے

مانگو" صراط الذين انعمت عليهم" یہ توان لوگوں کا راستہ ہے جن پر آپ نے انعامات و احسانات فرمائے" من النبيين والصديقين والشهداء والصلحين وحسن اولئك رفيقا" (سورۂ نساء آیت ۶۹) تمام پیغمبروں کا، تمام انبیاء کی تصدیق کرنے والوں کا تمام شہیدوں کا اور تمام دین پر جان دینے والوں کا اور تمام دین کے اپنانے والوں کا یہی عقیدہ اور عمل رہا ہے اور اس راستے پر چلنا بہت خوشی اور کامیابی کا باعث ہے۔

روزہ کیوں فرض کیا گیا" لعلكم تتقون" (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۳) قرآن پاک کہتا ہے تا کہ تم برائیوں سے بچو تو جب بچنے کا وقت آئیگا تو سب سے پہلے ایمان بچانا ہے کیونکہ وہ سب سے بڑی دولت ہے، عقیدہ بچانا ہے۔ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک نہ کھانا ہے نہ پینا ہے اور نہ ہی حلال بیوی سے ملنا ہے یہ روزہ کی تعریف ہے" واما ركنه فا لامساك عن الاكل والشرب والجماع" (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۳۶)

مطلب یہ ہے کہ اگر اس عمل اور عقیدے کو اپنانے کے لئے اگر ضرورت پیش آئی تو ہمیں اپنی تمام خوشیاں بھی قربان کرنی پڑیں۔

## آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کا جذبۂ قربانی

حضرت ﷺ جو میدان جہاد میں کھڑے ہیں صحابہ کو لیکر تو سارے صحابہ تو واپس نہیں آتے تھے کچھ شہید بھی ہو جاتے تھے، حضرت ﷺ کو خود زخم آئے ہیں چوٹیں لگیں اور بخاری میں ہے کہ احد کے غزوہ میں آپ کے سر مبارک میں ایسی شدید چوٹیں آئیں کہ خود کی کڑیاں سر مبارک میں گھس گئیں اور بڑی مشکل سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نکالی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا کہ مجھ سے پہلے پیغمبروں نے اللہ کے دین کے لئے اس سے بھی زیادہ تکالیف اٹھائیں ہیں۔ اور جب حضرت حمزہؓ کے بارے میں کہا گیا کہ نہ ان کی ناک باقی ہے، نہ انکھیں، نہ کان کچھ نہیں ہے مشرکین نے ان کی شکل بگاڑ دی ہے مثلہ کر دیا ہے آپ ﷺ سامنے آئے اور ان کو دیکھا اور دیکھنے کے بعد فرمایا اگر برداشت کر لیتی (حضرت حمزہؓ کی بہن اور حضرت ﷺ کی پھوپی) تو میں حمزہؓ کی لاش کو ایسے ہی رہنے دیتا میدان میں کہ پرندے نوچ کر کھائیں تاکہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مجھ سے کہیں کہ کیا لیکر آئے ہو تو میں کہوں گا کہ یہ اپنے چچا کو کٹوا کر لایا ہوں کچھ باقی نہیں رہا ہے ساری چیزیں کھا گئیں ہیں۔ (آج کل لوگ گھروں میں بیٹھ کر اللہ والے بنے ہوئے ہیں) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کے دن پرندوں کے پیٹ سے میرے چچا کے گوشت کے ٹکڑے نکلیں گے تو وہ میرے لئے فخر کا موقع ہوگا کہ میں نے اسلام کے لئے بڑا بیش بہا چچا قربان کیا تھا اور حضرت عمرؓ کا بھائی شہید ہوا بڑا حال غیر تھا، بڑا پیارا بھائی تھا، تعزیت کرنے کے لئے لوگ آرہے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ ہی نہیں چلتا تھا، عبداللہ ابن رواحہؓ آئے اور اشعار پڑھے اسد الغابہ میں ابن الاثیر نے وہ اشعار نقل کئے ہیں اس میں ایک شعر یہ ہے کہ" اے عمرؓ "، شکر کر تیرا بھائی تھا جو حضرت ﷺ پر کٹ کر مرا، کاش کہ میرے بہت سارے بھائی ہوتے اور وہ شہید ہوتے جاتے حضرت عمرؓ کہتے ہیں "ما عزانی احد بأحسن ماعزيتني به " (اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۲۹)

ایسی تسلی دی کہ کسی نے دی نہیں سارا غم ختم ہو گیا اس لئے کہ جناب نبی کریم ﷺ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پورا دین سمجھایا اور صحابہؓ دل و جان سے ظاہراً باطناً پورا دین صرف سمجھا نہیں

بلکہ ہضم کر گئے، ان کے گوشت پوست ظاہر و باطن میں دین محمدی ﷺ رچا بسا تھا۔ ایک دن کا صحابیؓ اور ایک لمحہ کا وہ بھی ایمان میں اتنا ہی مضبوط تھا جتنا مضبوط ہونا چاہئے تھا۔ اس لئے صحابہؓ کے بارے میں حسن عقیدت و محبت ایمان کا حصہ ہے، اور ان کے بارے میں کسی درجے میں بھی کسی کے کہنے میں آکر سوء ظن کرنا اپنا خاتمہ کفر پر کرانا ہے۔

## روزہ کی اہمیت اور افادیت

روزہ اللہ نے فرض فرمایا مہینہ بھر "شهر رمضان الذی انزل فيه القران" اس مہینے کی شان بیان کر رہے ہیں کہ وہ مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا۔ قرآن نہ ہوتے تو حیوان اور انسان میں کوئی فرق ہی نہیں ہوتا۔

لڑکیاں زندہ در گور کی جاتی تھیں، انسان کی کھوپڑیوں میں صبح و شام شراب پی جاتی تھی، تجارت کو عیب سمجھا جاتا تھا، لوٹ مار پر فخر کرتے تھے اور وہ برائیاں جو آسمان و زمین نے کہیں دیکھیں نہیں وہ بھی موجود تھیں، اور قرآن آیا تو ایسا ماحول بنایا کہ انبیاء کے بعد بہترین خلقت صحابہ کرامؓ بنی۔ تو دیکھو کہ جس سال میں کسی کو کوئی عزت ملی ہو جب وہ دن آجاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس تاریخ کو مجھے یہ نوکری ملی تھی، اور نوکریاں کیا ہیں آج ہیں تو کل نہیں، اور جتنے عہدے دار جہاں ہوئے ہیں دنیا کے ان کی تذلیل اللہ نے آپ کو اور ہمیں اپنی آنکھوں کے سامنے دکھائیں۔ تو دنیا کی چیزیں اور دنیا کا یہ چند دن کا چہل پہل اس سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، اس لئے تمام تر توجہ مسلمانوں کی دین کی طرف کرائی کہ دنیا کی خوشیاں رہنے دو یہ رمضان شریف کا مہینہ آپ کا مذہبی مہینہ ہے دین کا مہینہ ہے "شہر

رمضان الذی انزل فیہ القراٰن" اس مہینے میں کتنی بڑی کتاب قرآن شریف نازل ہوئی "ھدی للناس وبینات من الھدی و الفرقان " وہ قرآن جو کل کائنات کیلئے ہے ہدایت کا سامان ہے اور واضح دلائل اور روشن احکام اوامر بھی نواہی بھی محللات بھی اور محرمات بھی جو مسلمان عقل وبلوغ کے ساتھ اس مہینے میں موجود ہو اس پر روزہ رکھنا فرض ہے "فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ" (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۵) مسافر اور مریض شرعی کے علاوہ کسی بھی عاقل اور بالغ اور عاقلہ وبالغہ کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اس مہینے کا روزہ نہ رکھے۔ یاد رہے یہود کی ایک قباحت اور ان پر خدا کے غضب اور لعنت آنے کی وجہ سورۂ بقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی "افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض" کہ کچھ حصے پر عمل کرتے تھے اور کچھ حصے کو نہیں مانتے تھے بعض ایسے مسلمان بھی ہیں کہ پہلا روزہ رکھا پھر دو رکھے پھر آخر میں جمعۃ الوداع پھر ختم۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس قوم نے دین میں شگاف ڈالے ہیں میں نے اس کو دنیا اور آخرت میں ذلیل کیا "افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض " کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ نہیں، فما جزآء من یفعل ذالک منکم الاخزی فی الحیوٰۃ الدنیا، اس عمل کی سزا یہی رسوائی ہے "ویوم القیٰمۃ یردون الیٰ اشد العذاب" (سورۂ بقرہ آیت ۸۵) قیامت کے دن تو اور بڑا عذاب ہوگا ، اللہ تکریم وتعظیم کے ساتھ کل عالم کے مسلمانوں کو تمام عبادات بہتر طریقے سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور طیب واحسن اعمال انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے ،اور اسلام کے مراکز کی حفاظت فرمائے اور حاسدین سے ان کو محفوظ فرمائے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

# گیارھواں خطبہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له واشهدان لا اله الاالله وحده لا شريك له واشهدان سيدنا ونبينا محمد اعبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراًونذيراًوداعياالىٰ الله باذنه وسراجاً منيرا صلى الله تعالىٰ عليه واله واصحابه وبارك وسلم اما بعد!

فاعوذبالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

هل جزاء الاحسان الا الاحسان ۝ فباى الآء ربكماتكذ بن ۝

(سورۂ رحمٰن آیت ۶۰، ۶۱)

وسئل رسول اللهصلى اللهعليه وسلم مالاحسان فقال ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك

(صحیح مسلم کتاب الایمان جلداص ۲۷)

وقال الشافعى المطلبى رحمه الله

ان الطبيب والمعلم كلاهما لا ينصحان اذاهما مالم يكرما

## اسلامی تعلیمات میں 'احسان' کی اہمیت

قابل قدر بزرگو عزیز بھائیو اور محترم دوستو اسلام کی ایک اہم تعلیم ہے اور وہ ہے احسان۔ اسلام کی ہر تعلیم میں کمال، خوبی انسانیت کا فائدہ اور ایک فرد سے لیکر جماعت تک کے منفعات مضمر ہوتی ہے۔ بعض تعلیمات اس قدر کامل ہیں کہ ان پر توجہ دینے اور ان پر عمل پیرا ہونے سے اسلام کے بے شمار محاسن اور کمالات خود بخود نصیب ہو جاتے ہیں، ان ہی میں سے ایک تعلیم احسان کی ہے۔

احسان ہمارے عرف اور معاشرے میں ایک مختصر معنی میں ہے کہ ایک مسلمان تکلیف اور دکھی ہوئی حالت میں کسی دوسرے مسلمان کا ہاتھ بٹائے تو یہ ایک احسان ہے جو اس نے دوسرے مسلمان پر کیا۔ جیسے کہ کوئی مالی بحران کا شکار تھا یا کوئی مقروض اور مدیون تھا اور آپ نے اس کا قرض اور دین اتارنے کی کچھ کوشش کی یا اسے کچھ مزید مہلت دی یا اسے ایسے مواقع فراہم کئے جس سے اسکو سکون ملا تو اسے معاشرے اور عرف میں احسان کہتے ہیں۔ قرآن کریم نے احسان کو جس انداز سے بیان کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ احسان ایک بہت بڑی تعلیم دین ہے اور احسان کے ان مواقع اور امثال پر ذہن متوجہ کرنا ضروری ہے۔ حدیث پاک میں بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت ﷺ سے پوچھنے کے آداب صحابہ کو تعلیم کرنے کے لئے حضرت جبرائیل خدائی فرشتہ آیا اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کچھ سوالات کئے ان میں ایک سوال جبرائیلؑ کا نبی کریم ﷺ سے احسان کے بارے میں تھا۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ احسان کا اسلام کے ساتھ اور ایمان کے ساتھ

اور قیامت کے ساتھ بڑا قریبی تعلق ہے۔

## حدیثِ جبرئیل کی تشریح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا جسکے کپڑے سفید تھے سر اور داڑھی کے بال بالکل کالے تھے "لا یری علیه اثر السفر" اور یہ بھی نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ کہیں دور دراز سے سفر کر کے آیا ہے "ولا یعرفه منا احد" اور ہم میں سے کوئی اسکو جانتا بھی نہیں تھا، نہ جاننا علامت ہے دور سے آنے کی کیونکہ مدینہ ایک مختصر آبادی پر مشتمل تھا اور سفر کا اثر نہ ہونا نشانی ہے قریب سے آنے کی۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا "فاسند رکبتیه الی رکبتیه ووضع کفیه علیٰ فخذیه" تو حضرت ﷺ کے گھٹنوں کے سیدھ میں گھٹنے ٹکا کے بیٹھ گئے اور پھر ہاتھ ایسے گھٹنوں پر رکھ دیا جیسے ادب کی نشت ہوتی ہے۔ اسلام میں بیٹھنے کے بھی بڑے اداب ہیں قاعدے میں جس طرح ہم بیٹھتے ہیں اسکو کہتے ہیں "فاسند رکبتیه الی رکبتیه" اور "ووضع کفیه علیٰ فخذیه" اسکو اکرم المجالس بھی کہا گیا ہے "بہترین نشست" مختلف موقعوں پر مختلف نشستیں ہیں۔ جیسے کھانے کے لئے اور طرح بیٹھنا سنت طریقہ ہے، بڑے سے بات کرنے کے لئے اور طرح بیٹھا جاتا ہے اساتذہ اور مشائخ سے فیض حاصل کرنے کے لئے دوزانوں ہونا پڑتا ہے اور آلتی پالتی مار کے بیٹھا جاتا ہے جسے ہمارے یہاں مربع بیٹھنا بھی کہتے ہیں "انها جلسة جبابرة" اس میں کچھ جبر اور اکڑپن پایا جاتا ہے۔ کسی عذر یا بیماری کی وجہ سے یا عمر کی زیادتی کیوجہ سے جو بعض بزرگ

بیمار، معذورین ہیں وہ معاف ہیں۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں اسطرح بیٹھتے تھے تو ان کے شاگردوں نے دیکھا تو انہوں نے بھی اس طرح بیٹھنا شروع کر دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا ''استغفر اللہ'' نماز کا قاعدہ چھوڑ کر ایسا بیٹھتے ہو۔ یہ تو جبابرہ کا طریقہ ہے تو شاگردوں نے کہا کہ آپ کو اسی طرح دیکھا ہے تو عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ ''ان الرجلایا لاینخلملان '' میرے پیر میں وہ طاقت نہیں ہے کہ میں قاعدے میں بیٹھوں عمر زیادہ ہے بیماریاں ہیں تکالیف ہیں۔ بحر حال ادب دنیا کا یہ رہا ہے کہ علم کے حصول کے لئے علماء اور بزرگوں کے سامنے قاعدے کی شکل میں بیٹھا جاتا ہے'' الاان یکون معذورا و مریضاً او شیخاً کبیرا'' تو جبرئیل فرشتہ ہے لیکن حضرت ﷺ کی خدمت میں پوچھنے آئے تو دوزانوں ہو کر بیٹھے اور پھر صرف دوزانوں نہیں بلکہ ہاتھ بھی گھٹنوں پر رکھ دئے جیسے کوئی قاعدہ کر رہا ہو اور پھر کہا کہ ''وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام'' حضرت ﷺ نے اسلامی تعلیمات بیان فرمائیں۔ پھر پوچھا ''قال فاخبرنی عن الایمان'' حضرت ﷺ نے معتقدات (عقائد) بیان فرمائے۔ پھر پوچھا ''قال فاخبرنی عن الاحسان'' احسان کسے کہتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے احسان کے جواب میں فرمایا کہ ''ان تعبد اللہ کانک تراہ'' احسان اسے کہتے ہیں کہ آپ اللہ کی ایسی عبادت کریں جیسے آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں ''فان لم تکن تراہ فانہ یراک '' اگر آپ اللہ کو نہیں دیکھ رہے ہو تو اللہ تو دیکھ رہے ہیں۔ یہ دو مرتبے ہیں ایک مرتبہ تو شہود ہے اور دوسرا مرتبہ العلم ہے۔ مؤمن کا ایمان اور اعتقاد یہ ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے جب اس عقیدے میں اس کی ترقی ہو جاتی ہے تو بیٹھے بیٹھے حضور الٰہی اور شہود الوہیت اس پر ایسا

سوار ہو جاتا ہے کہ غفلت، سرتابی، حکم عدولی ختم ہو جاتی ہے۔ ”فان لم تکن تراہ“ اس سے بعض بزرگوں کے یہاں شیخ کا مسئلہ چلا تھا۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۷)

## مسئلہ تصورِ شیخ پر کلام

تصور شیخ اسکو کہتے ہیں کہ جس بزرگ سے کسی کو عقیدت ہو اسکی گفت، قول، فعل اور عمل پر آسانی سے عمل کرسکتا ہو۔ ظاہر ہے ایک استاد کے سامنے شاگرد جتنا مطیع ہوتا ہے جب استاد موجود نہ ہو تو ایسا تو نہیں ہوتا، ایک باپ کی موجودگی میں بیٹا جس قدر فرمانبرداری کرتا ہے جب باپ موجود نہ ہو تو وہ حالت بدلی ہوئی ہوتی ہے۔ تو بزرگان دین نے اصلاح کے لئے بعض مسترشدین کو یہ تعلیم فرمایا کہ تم یہ ذہن بناؤ جیسے شیخ سامنے ہیں۔ جب یہ نظریہ بڑھنے لگا اور کم ظرف لوگ بھی بیچ میں آگئے جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا تو انہوں نے واقعتاً ہر جگہ شیخ کو موجود کہنا شروع کردیا اور پیغمبر کو بھی ہر جگہ حاضر ناظر سمجھنے کا عقیدہ گھڑلیا کہ انتقال اور وفات کے بعد بھی ایک بزرگ کو اپنی نظروں کے سامنے اور اپنے پاس حاضر جاننے کا عقیدہ جمالیا۔ تو بزرگان دین نے تصور شیخ کا انکار فرمایا کہ اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے چنانچہ فقیہ الہند اور ولی الہند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوٰی رشیدیہ میں اور دیگر تصنیفات میں تصور شیخ کا انکار فرمایا ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تربیت السالک میں اور دیگر تصنیفات میں تصور شیخ کا انکار فرمایا اور شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم صدر المدرسین دار العلوم دیوبند حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں تصور شیخ کا انکار فرمایا کہ اس

سے مفاسد پیدا ہو رہے ہیں اور خراب عقیدہ پیدا ہو رہا ہے اس لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

"فجزا هم الله احسن الجزاء"

## حاضر ناظر اور مختارِ کل صرف اللہ تعالیٰ ہیں

اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ ایمان ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے اور کوئی اور اللہ نہیں ہے اسلیئے یہ شان کسی اور کی نہیں ہو سکتی ہے نہ نبی کی، نہ ولی کی نہ زندے کی اور نہ مردے کی۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں مرتبے بیان فرمائے۔ پہلا مرتبہ یہ کہ ایک آدمی کو اللہ بزرگ و برتر کی عظمت اور ہیبت حاصل ہو "کانک تراہ" جیسے آپ دیکھ رہے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ایک لمحے کے لئے کسی حکم عدولی کے مرتکب نہیں ہوتے۔ اولیاء اللہ بھی جب مقام کو پہنچ جاتے ہیں تو ہر قسم کی نافرمانی، سرتابی چھوٹے سے چھوٹے فسق اور فجور سے بھی وہ ہزاروں میل دور رہتے ہیں۔ "ان تعبد ربک کانک تراہ" اللہ کی عبادت ایسی کرو جیسے آپ دیکھ ہی رہے ہوں۔ عبادت ساری کی ساری اس طرح ہے نماز کو دیکھو ظاہراً باطناً طہارت ضروری ہے کپڑے بھی پاک ہو، جگہ بھی پاک ہو، جسم بھی پاک ہو، وضو میں بال برابر جگہ خشک نہ رہی ہو پھر جب نماز پڑھی جاتی ہے تو پوری نماز اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ترانہ ہے اور پھر اس کے حکم کے مطابق قیام کیونکہ اسکو قیام پسند ہے "وقوموا لله قنتين" (سورۃ بقرہ آیت ۲۳۸) اللہ کا حکم ہے کہ قیام کرو اس میں عاجزی آتی ہے، رکوع اسے پسند ہے "وارکعوا مع الراکعین" (سورۃ بقرہ آیت ۴۳) سجود اسکو پسند ہے، تسبیح اسکو پسند ہے، حمد

پسند ہے، ثنا اور تعوذ، تسمیہ اور قراۃ اور مناجات اور دعوات جس کلمے سے اسکی خوشی حاصل ہوتی ہے وہ تمام کلمات نماز میں جمع ہیں اس لئے لوگوں نے لکھا ہے کہ اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ نماز سے سیکھنا چاہئے نماز میں مکمل اسلام ہے پورے اسلام کی پہلی تعلیم صفائی ستھرائی ظاہراً بھی اور باطناً بھی تو نماز تب فرض ہوئی ہے جب آدمی مؤمن ہو، کفر کی نجاست سے اور شرک کی خباثت سے اسکا عقیدہ پاک ہو۔ کافر پر نماز فرض نہیں ہے، مشرک کی نماز نہیں ہوتی تو عقیدہ بن گیا عقائد صحیح ہونے کے بعد پھر اعمال صحیح ہونے چاہئیں اعمال میں ہر چیز صاف رکھیں کپڑا بھی، جسم بھی، جگہ بھی، بدن بھی سب نماز میں ضروری ہے عقیدہ اور عمل جب دونوں سازگار ہیں تو اب ایک اللہ کی عظمت کے قائل ہو جاؤ صرف یہ نہیں کہ زبان سے تو پڑھتے ہو کہ اللہ اکبر اور خیال یہ بھی ہے کہ نہیں پیران پیر بھی دکان چلاتا ہے اور داتا صاحب بھی بیڑا پار کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ اللہ اکبر کے ساتھ ہاتھ اٹھاؤ کہ میں تمام سے بیزار ہوں، جس کسی کو بڑا سمجھا جاتا ہے اس کی بڑائی سے میری توبہ ہے اور میں یہ اقرار کرتا ہوں، ایمان لاتا ہوں اور اعتقاد رکھتا ہوں کہ بڑائی جس کے لئے ثابت ہے اس کا نام اللہ ہے۔ اللہ اکبر۔ پانچوں نمازوں میں ہر رکن سے دوسرے رکن جاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا ہے۔ نماز شروع ہوئی اللہ اکبر رکوع میں جا رہے ہیں پھر اللہ اکبر سجدے میں جا رہے ہیں پھر بھی اللہ اکبر سر اٹھا رہے ہیں پھر اللہ اکبر تا کہ غیر اللہ کی بڑھوتری اور غیر اللہ کی عظمت وہ کہیں دل میں بیٹھ نہ جائے۔ بدعتیوں کو ابھی تک نماز سمجھ نہیں آئی اور تو چھوڑیئے اسے نماز کے معتقدات ہی سمجھ نہیں آئے وہ نماز کی خوبیوں سے ہی بے خبر ہے۔ اگر انہیں کچھ اطلاع ہوتی تو یہ سارے شرک اور بدعت سے ایک ہی دن میں توبہ کر لیتے۔ عقیدے اور عمل او

رعادات کی اصلاح کر لیتے۔

## اسلام میں آداب اور عادات کی اصلاح

مسلمان کو یہ احساس ہونا بھی ضروری ہے کہ ہماری عادتیں صحیح ہوں۔ نماز دیکھیں احکم الحاکمین کے حضور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا ہے، پیر بالکل کھولنے نہیں ہیں اور بالکل بند بھی نہیں رکھنے بلکہ انسان بن کے کھڑے ہونا ہے۔ خاتون معاشرے کی ایک فرد مستور ہے ''انما المراۃ عورۃ مستورۃ'' خاتون پیدا ہی ایسی کی گئی کہ وہ ڈھکی چھپی رہے تو حکم یہ دیا کہ وہ ہاتھ بجائے ناف کے نیچے رکھنے کے سینے کے اوپر باندھ لے ہمیں حکم ہے کہ کلائی باندھے پکڑے اور اسے حکم ہے کہ نہیں ہاتھ پر ہاتھ رکھے اسے تکلیف ہوگی۔ بس ایسے ہی باندھے، مرد کو کہا گیا کہ آپ ہاتھ اوپر کانوں تک اٹھائے اور ان کو کہا کہ آپ نیچے تک اٹھائے اوپر اٹھانے سے آپ کا جسم کھل جائے گا، مرد کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ سجدے میں ہاتھ زمین سے اٹھائے اور پیٹ رانوں سے دور رکھے اور کہنیاں زمین پر نہ بچھائے اور خاتون کو حکم ہے کہ ''انھا تلزق'' کہ چمٹ کے رہے سمٹ کے رہے پیٹ کو رانو پر ڈالے اور ہاتھ جسم کے ساتھ ملائے اور کہنیاں زمین پر بچھائے صاحب ھدایہ لکھتے ہیں '' لانھا استر لھا'' اس میں اس کا پردہ ہے اور یہ پردہ یہاں سے لیکر کے قبر تک ہے۔ نہلانے کا مسئلہ دیکھو، کفنانے کا مسئلہ دیکھو، قبر میں اتارنے کا مسئلہ دیکھو۔

## خاتون کی تدفین کا مسئلہ

فقہاء اس پر متفق ہیں کہ جب خاتون قبر میں اتاری جائے گی تو چاروں طرف

چادروں کے پردے باندھے جائیں گے اور صرف وہی رشتہ دار سامنے آئیں گے جن سے شرعاً حجاب نہیں ہے جیسے بھائی ، ماموں، چچا، تایا، بیٹا، پوتا، نواسا، باپ، اسکو کہتے ہیں قرابت جن سے کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔ خاوند قبر میں اب نہیں اتار سکتا۔ رشتہ ٹوٹ چکا ہے خالہ کا لڑکا اور ماموں کا لڑکا چچا اور تایا کے لڑکے جن سے شادی ہوتی ہے وہ قریب نہیں آئیں گے۔ مرتے دم تک قبر میں بھی اتارا جارہا ہے تو پردہ کرایا جارہا ہے۔ فقہاء میں یہ ایک مسئلہ چلا تھا کہ جنازے میں امام میت کے کس عضو کے سیدھ میں کھڑا ہو تو ایک قول یہ ہے کہ مرد کے سر کے سیدھ میں کھڑا ہو ”لانہ اشرف الا عضاء“ کیونکہ وہ تمام جسم کے اعضاء کا سردار ہے اور خاتون کے سینے کے سیدھ میں کھڑا رہے تا کہ امام لوگوں کے اور خاتون کے درمیان خاتون کے پردے کا آڑ بن جائے پردہ اب بھی برقرار ہے، مری پڑی ہے جنازہ ڈھکا ہوا ہے لیکن کہتے ہیں کہ آپ سینے کی سیدھ میں آجائیں تا کہ لوگ اس سے فاصلے پر ہوں اور یہ آڑ بن جائے۔

## آج اسلامی تعلیمات کا مذاق بنایا جارہا ہے

آپ دیکھیں کہ آج وہ اسلام جو پیدائش سے لیکر مرتے دم تک ایک خاتون کے پردے کا ضامن اور علمبردار ہے ان اسلامی عورتوں نے آج اس نظام کو درھم برھم کیا ہوا ہے یہ اسلامی حکومت اور خلافت کے فوت کرنے کی سزا ہے جوامت کو اجتماعی اور انفرادی مل رہی ہے۔ جو لوگ ہندوستان سے آئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ پاکستان آنے سے پہلے یہ لوگ ہندوستان میں کتنے پردہ نشین تھے حد درجے کے پردہ نشین تھے سرحد کے پشتون اور

افغانستان کے کابلی ان کے سامنے کیا ہیں کبھی ڈبل نقاب لگوا کر گھر کے دروازے کے اندر آتی تھی تب خاتون اتر کے بیٹھتی تھی۔ اب اس میں کمی کیوں آئی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں سات اسلامی حکومتیں تھیں، سات خاندانوں نے اسلامی حکومت چلائی ہے آخری خاندان مغل ہے اور یہ ہندوستان کی تاریخ گواہ ہے کہ شاہی خاندان کی عورت کو کبھی کسی نے دیکھا تک نہیں۔ جس دن کوئی شہزادی یا بادشاہ کی بیگم گھر سے نکلتی تو تمام عملے کو ہدایات جاری ہو جاتی تھی۔ چنانچہ وہ تمام راستوں کا پردہ کرواتے تھے اور پھر ان سے بھی پردہ ہوتا تھا انہیں ہدایت ہوتی تھیں کہ وہ منہ اس طرف کر لیں اھل کارواں سے بھی پردہ ہے، یہ نہیں کہ باورچی سے پردہ نہیں ہے گھر میں نان بائی پالا ہوا ہے اور چوکیدار جو ہے وہ بھی آدھے گھر کا مالک ہے اور سبزی فروش اور دودھ فروش وہ تو سارے کے سارے دوستانے رکھتے ہیں یہ حجاب ہے اور یہ پردہ ہے اور میاں جو ہے وہ کار میں بیٹھا ہوا ہے اور بیوی گوشت خریدنے جاتی ہے یہ باپردہ ہو گیا اور وہ بے پردہ ہو گئی۔

مجنون نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے
دنیا کا ہر نقشہ الٹا نظر آتا ہے

## نماز مکمل آداب کا سرچشمہ ہے

نماز کی پوری حالت دیکھیں مرد کے لئے حکم یہ ہے کہ اس کا سر ڈھکا ہوا ہو یہ سنت طریقہ ہے صافہ باندھا ہو۔ کامل سنت یہ ہے کہ ٹوپی پر صافہ بھی ہو یہ صرف مولویوں کے لئے نہیں بلکہ ہر مؤمن امت محمدیہ کے لئے ہے حضرت ﷺ سب کے لئے برابر پیغمبر ہیں۔

کپڑے ہوں فقہاء لکھتے ہیں کہ قمیص کے لئے ضروری ہے کہ گھٹنے سے نیچے ہواور شلوار کے لئے ضروری ہے کہ ٹخنے سے اوپر ہو مرد کے لئے، خاتون کے سر پر دوپٹہ ہو جس میں بال نظر نہ آئے اور اس کے ٹخنے اس کی شلوار میں ڈھکے ہوئے ہوں۔ جیسے مرد کی نماز مکروہ ہے اگر اس کے ٹخنے ڈھکے ہوئے ہیں شلوار یا دھوتی یا پاجامے میں، بالکل اسی طرح خاتون کے اگر ٹخنے کھلے ہوئے ہے تو اس کی نماز نہیں ہوگی پورا پردہ ضروری ہے۔ عادات کو بھی صحیح کیا جارہاہے نماز آہستہ پڑھی جاتی ہے کیونکہ اللہ ہر جگہ سننے والا ہے ہر ایک کی سنتا ہے نماز میں تسبیحات قراۃ ایک اعتدال سے پڑھی جاتی ہے جو ہر انسان کر سکے اگر یہ حکم آجاتا کہ جی کہ دوپارے پہلی رکعت میں پڑھے اور ایک پارہ دوسری رکعت میں تو یہ چند حافظ لوگ کرتے اور لوگ تو پھر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے تو حکم یہ ہے کہ ایک آیت بڑی یا تین آیت چھوٹی کافی ہیں قراۃ فرض کے لئے، رکوع اور سجود میں تین تین دفعہ تسبیحات کافی ہیں اپنی نماز کوئی پڑھنا چاہے تو جتنی طویل ہو وہ بہتر ہے عادات صحیح کی جارہی ہیں کہ آپ میں دوسرے کا لحاظ آجائے قاعدہ دیکھو، جلوس دیکھو، سلام دیکھو اور ہر ادا دیکھو اس میں ایک حسن پایا جاتا ہے اور سہولت ہے۔ دنیا کے ہر کام اور ہر بکھیڑے کے مقابلے میں آپ جب نماز کے لئے فارغ ہونگے تو پہلے سے ذہن اس کے لئے تیار ہے کہ چند منٹوں کی بات ہے اللہ احکم الحاکمین کی یہ عبادت بالکل آسان ہے اس میں کوئی دقت اور دشواری نہیں ہے پھر فجر کی نماز دیکھو دو رکعت سنت ہے اور دو رکعت فرض، ظہر کی چار رکعات سنت اور چار فرض ہیں اور اتنا بڑا جمعہ ہے یوم العید ہے عید الاسبوع ہے ہفتہ وار عید ہے لیکن دو رکعات ہیں کیونکہ اس سے پہلے خطبہ پڑھا جاتا ہے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں، خطبہ کے لئے دو رکعات کم کردی گئی رات

آرہی ہے تو بجائے چار کے تین پڑھ لو اب جب رات آگئی تو چلو اب چار پڑھو۔ رات کو کوئی نماز فرض نہیں ہے، ترغیب ہے تلقین ہے بڑے فوائد اور حکمتوں سے لبریز ہے راتوں کو اٹھ اٹھ کے پڑھنا مگر فرض نہیں ہے" الفرض کا لقرض "فرض یہی ہیں جو مکمل ہو گئے ایک مؤمن اگر رات کو عشاء کی نماز پڑھ لے تو صحیح مسلم میں ہے اور فجر کی نماز کی نیت کر لیں کہ میں فجر بھی جماعت سے پڑھوں گا۔ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ "کانما احیا سائر اللیل "اس شخص نے گویا کہ ساری رات عبادت کی ہے علماء لکھتے ہے کہ عبادت کا مطلب ذہن کی پاکی ہے عبادت کا مقصد سجدے نہیں ہے، عبادت کا مطلب زیادہ قیام اور قراۃ نہیں ہے بلکہ عبادت کا مطلب یہ ہے کہ ذہن بندگی کو قبول کر لے اور اللہ کی بڑائی کو مان لے اور بجائے غلط چیزوں کے سوچنے کے آپ دین سوچیں تو جو عشاء پڑھ کر عزم کرتا ہے کہ میں صبح اٹھوں گا وہ ذرا جلدی بھی سوتا ہے، وہ باتیں بھی کم کرتا ہے، وہ رات کوئی دفعہ جب آنکھ کھلتی ہے تو ٹائم دیکھتا ہے کہ کہیں میری فجر فوت نہ ہو جائے تو پورا ذہن اور توجہ الی اللہ رہی اور یہی مقصد ہے قیام اللیل اور تہجد اور ساری عبادات کا کہ ذہنی آلودگی دینداری میں تبدیل ہو جائے۔ اس کا مقصد یہ نہیں کہ قیام اللیل اور تہجد کی ضرورت نہیں۔ نہیں اس کی ضرورت ہمیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہے کہ کسی پر فرض نہیں فرمائی۔

## تہجد اور قیام اللیل کی اہمیت

تہجد ابتدائے اسلام میں تو فرض رہی ہے اور جناب نبی کریم ﷺ پر تو آخر تک فرض رہی۔ کچھ مقامات ہیں جو نبی اور امت کے درمیان امتیازی ہیں علماء لکھتے ہیں کہ ان

میں ایک یہ بھی ہے کہ امت کو تو فرمایا کہ " ومن الیل فتھجد به نافلة لک "(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۹) رات کو اٹھ کر تہجد پڑھے یہ نفل ہے لیکن نفل عجیب ہے کہتے ہیں کہ انعام ہمیشہ نفلوں میں ملتا ہے نفل کہتے بھی انعام کو ہیں۔ مجاہد کو اچھی کارکردگی کے نتیجے میں کمانڈر ان چیف جب انعام دیتا ہے تو اس کو قرآن کی زبان میں نفل کہتے ہیں۔

"یسئلونک عن الانفال قل الانفال لله ولرسوله "(سورۂ انفال آیت ۱)

پوتے کو بھی نفل کہتے ہیں " ویعقوب نافلة "کیونکہ وہ بیٹے کے علاوہ ہوتا ہے ایک اور پھل ہوتا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ہمیشہ فوائد وہ نوافل کے بیان ہوئے ہیں "عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا ً"(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۹) امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مقام محمود عطا فرمائیں نفل پڑھنے سے تہجد پڑھنے سے "وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطناً نصیراً "(سورۂ الاسراء آیت نمبر ۸۰) جہاں رہ رہے ہو وہاں خیریت ہو اور جہاں جانا ہے وہاں خیریت ہو تہجد پڑھا کرو "وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقاً "(سورۂ الاسراء آیت ۸۱) حق باطل کے مقابلے میں غلبہ حاصل کر لئے اور باطل مٹ کے رہے راتوں کو اٹھ کے تہجد پڑھے۔ حق اور باطل کے نعرے لگانے والے بہت ہیں لیکن حق کے لئے قربانی دینے والے کتنے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ طریقہ بتاتا ہے کہ راتوں کو اٹھو تہجد پڑھو اور پھر مجھ سے دعا کرو کہ یا اللہ اس مسئلے میں میری معاونت فرما، میرے دین اور مذہب کو غلبہ عطا فرما اور اس شر، فتنے اور اس باطل سے ہمیں نجات عطا فرما "وننزل من القران ماھو شفاء ورحمة للمؤمنین "(سورۂ الاسراء آیت ۸۲) قرآن مجید کے ذریعے

رہے ہیں مقام محمود پر شفاعت نصیب ہوگی ۔ رات کو اٹھ کر نفل پڑھو، دنیا مبارک، آخرت مبارک، جہاں رہ رہے ہو وہاں سکون، جہاں جانا ہے وہاں خیریت ۔ دنیا میں دو خطرے ہوتے ہیں ایک تو جس جگہ رہ رہے ہیں وہاں خطرہ پیدا ہوگیا اب وہاں رہ نہیں سکتے یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے ماحول اور معاشرے میں تہجد کا رواج نہیں ہے اس لئے زندگی اجیرن ہے دوسرا خطرہ یہ رہتا ہے کہ اب جہاں جانا ہے وہاں ہم منطبق بھی ہوجائیں گے یا نہیں وہ زمین وہ جگہ ہمیں قبول کرلے گی ۔ یہ بھی بہت بڑا مسئلہ ہے قدیم زمانے میں ایک مسئلہ ہوتا تھا کہ آب وہوا موافق نہیں آئی، ہندوستان کا آدمی عربستان چلا گیا۔ وہاں کی آب وہوا موافق نہیں آرہی ہے ہاضمہ خراب، صحت گرگئی تو اطباء مختلف تدابیر بتاتے ہیں مثلاً اپنے ساتھ پانی لے جائے تھوڑا سا یہ بھی پیا کرے اور وہ بھی پیا کرے تاکہ ملاوٹ پیدا ہوجائے بعض کاملین نے کہا تھا کہ نہیں ایک پتھر اپنے ساتھ لے جائے کب تک پانی ساتھ رکھو گے یا اپنے علاقے کی خاک مٹی لے جائے اسکو کپڑے میں لپیٹے اور وہاں جس برتن سے آپ پانی استعمال کرتے ہیں اس میں ڈال دیں موافقت پیدا کردے گی۔ حدیث میں ہے کہ قوم عرینہ کے کچھ آدمی مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ آئے مدینہ منورہ کی آب وہوا ان کو موافق نہیں آئی اور پیٹ پھول گئے ہاضمہ خراب ہوا اور پریشان ہوگئے حضرت ﷺ نے انہیں حکم دیدیا کہ آپ صحرا کی طرف باہر نکلو وہاں بیت المال کے اونٹ چر رہے ہیں اور ان کا دودھ پیو۔ حدیث کے الفاظ میں ہے کہ انہوں نے جب وہ دودھ پی لیا "صحوا" صحت مند ہوگئے تو کتنا بڑا اہم مسئلہ ہے تو ایک جگہ کے لئے مبارک ہونا

اور ایک مقام کے لئے سازگار بنانے کی کتنی تدابیر ہے ایک تدبیر قرآن بتاتا ہے کہ آپ راتوں کو اٹھ کے نفل پڑھا کرو تو نفل کا مسئلہ ہے اور یہاں سنتیں ترک ہو رہی ہیں۔

## سنتوں کا ترک کرنا بہت بڑا وبال ہے

کتنی سنتیں ترک ہو رہی ہیں ذرا سر سے لیکر پاؤں تک اپنے جسم پر نظر ڈالیں تو کہتے ہیں جی سنت تو ہے میں نے ایک شخص کو کہا کہ تمھیں پتہ ہے کہ سنت کس کو کہتے ہیں سنت کے معنی ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا کیا ہوا عمل، پسند کیا ہوا عمل ،ترغیب دیا ہوا عمل، ارشاد فرمودہ عمل نفل تو سنت کے مقابلے میں ایک چھوٹی چیز ہے اور قرآن نے نفلوں کے فائدے بتائے ہیں۔ سر ڈھکنا سنت ہے، ہر ملک اور ہر علاقے کے وہاں کے نیک عبادت گزار اور علماء کا لباس اپنانا یہ سنت طریقہ ہے سنتوں کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔ سلیمان علیہ السلام نے ایک مستحب ترک فرمایا تھا اس کی وجہ سے ایک محاذ کے فتح ہونے میں سو سال تاخیر ہوگئی۔ ایک مستحب کے ترک ہونے پر سو سال تک ایک پیغمبر کو تاخیر کرائی جارہی ہے تو عام لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ جو ایک نہیں کئی سنتیں فوت کررہے ہیں اور فوت کرنے کو پھر عیب بھی نہیں سمجھتے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

وہ احساس وخیال بھی نہیں رہا، واقعی کمزوری ہے شرمندگی اور ندامت بجالائیں اور توبہ استغفار کرلیں اللہ تعالیٰ نے دین کو احسان سے لبریز فرمایا ہے کہ صرف یہ نہیں کہ

جو ہم پر لازم ہے وہ کریں، بلکہ احسان بجالائیں درجہ احسان پیدا کرلو، عبادت میں اخلاص، عبادت میں حاضری، خدا کی عظمت اور تکریم کا عندیہ اپنانا، پیغمبر کی اطاعت اور فرمانبرداری کو دنیا کی تمام چیزوں سے بڑھ کر سمجھنا یہ اصل اسلام پر عمل کرنا ہے۔

## مومن کی دنیا پر دین غالب ہونا چاہئے

احسان کا درجہ جب مؤمن کو عطاء ہوجاتا ہے تو اس کی دنیا پر دین غالب آجاتا ہے اب میں اپنی گفتگو کا خلاصہ نکال رہا ہوں احسان کا درجہ جب مؤمن کو عطا ہوجاتا ہے تو اسکی دنیا پر دین غالب آجاتا ہے، آپ گھر بیٹھے ہوئے ہیں کوئی نہیں ہے لیکن آپ کو اندازہ ہے کہ پڑوس میں لوگ پریشان ہیں آپ بند کمرے میں اپنی بیوی سے کہتے ہیں کہ سالن پکاؤ، روٹیاں زیادہ بناؤ اور ان سب لوگوں کو پہنچانی ہیں دین غالب ہے نا دنیا پر وہ مانگنے نہیں آئے ہیں آپ کو خود احساس ہے کہ کہیں حق تلفی نہ ہوجائے۔ اور جہاں دنیا پر دین غالب نہ ہو وہاں دنیا دین پر غالب ہوگی وہاں آپ کے ہاتھوں خون میں لت پت ایک شخص پڑا ہوگا۔ آپ کو احساس بھی نہیں ہوگا آپ کہتے ہیں کہ یہ ہے ہی ایسا اس کو ایسا ہی ہونا چاہئے ایک جانور جب دوسرے جانور کو قتل کردیتا ہے تو اسکو افسوس نہیں ہوتا سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے لوگ جب مرتے ہیں تو سانپ اور بچھو نہیں روتے یہ انسانیت کو اللہ نے شرف بخشا ہے کہ ان میں دردِ دل ہو ان میں حس ہو ان میں احسان کا درجہ موجود ہو قرآن اسی لئے کہتے ہیں "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان "جنہوں نے احسان کیا ہے انکو احسان ملے گا۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ پہلا احسان وہ توحید کا عقیدہ ہے یہ ہونا چاہئے اور دوسرا احسان جنت ہے جس کا عقیدہ ایمان اور توحید کا ہو تو اللہ اسکو جنت عطا فرمائے گا یعنی ''ھل جزاء من انعمت علیه باالتوحید الاالجنة '' (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۷۸) احسان اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ہے ۔میاں بیوی کے درمیان صرف حقوق نہیں احسان کا برتاؤ ہونا چاہیے بہن بھائیوں کے آپس میں احسانات ہونی چاہئے ، اگر آپ ہر چیز کا مواخذہ کرلیں تو آج عصر تک آپ پوری دنیا سے لڑلیں گے نہیں کچھ احسان کرلیں ''واعف عن من ظلمک '' ظالموں کو معاف کردے ''واحسن من اساء الیک'' برائی کرنے والوں کے ساتھ اچھائی کرلیں۔احسان سے پیش آئیں۔

## احسان کے سلسلے میں مختلف احادیث

(۱) حدیث میں ہے جناب نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ آج اگر مطعم بن عدی بن خیار زندہ ہوتا اور ان بدری مشرکین کی سفارش کرنے لگتا تو میں سب کو چھوڑ دیتا۔ مطعم بن عدی ابن خیار زمانہ جاہلیت میں مرا ہے اور کفر پر مرا ہے صحابہ نے پوچھا کہ حضرت ''اغفرلہ'' کیا اس کی مغفرت ہوئی تو آپ ﷺ فرمایا بالکل نہیں لیکن اس کی عادت یہ تھی اور وہ مطعم اس لئے کہلاتا تھا کہ وہ جزیرے کے راستوں میں راتوں کو اونٹ کٹوا کر نوکروں کو مقرر کر کے عربوں کے دستور کے مطابق آگ جلوا کر مسافر قافلے بھولے بھٹکے آگ کو دیکھ کر آجاتے تھے راستہ معلوم کر لیتے تھے تو اس کے آدمی صرف راستہ نہیں بتاتے تھے بلکہ اونٹ کا گوشت بھی کھلا دیتے تھے تو جزیرے میں اس کے اس نیک عمل اور لوگوں کے ساتھ

احسان کی وجہ سے لوگوں کو سہولت مل گئی۔

(۲) ایک کافر منصف گزرا ہے خیبر کے موقع پر اس کی لڑکی نے آپ ﷺ کے نام خط لکھا کہ آپ ﷺ کے صحابہ کے قافلے یہاں سے گزرتے ہیں اور ہمیں ڈر لگتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک وہ اللہ کی حدوں کو نہیں توڑیں تم انہیں کچھ نہ کہو اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی وجہ سے یہاں کے بہت بے گھر، گھر والے ہوئے اور بہت دکھ والے آرام اور سکون والے ہوئے اور پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کاش کہ ایک دفعہ کہہ دیتا کہ "رب اغفرلی" خدایا مجھے معاف فرما تو معاف ہو جاتا اتنی سخاوتوں کے باوجود ایک دن مغفرت کی دعا نہیں کی۔ باقاعدہ یہ کہنا شرط ہے کہ یا اللہ میری بخشش فرما میری مغفرت فرما صرف کرنا نہیں کہنا یہ بھی ادب کا طریقہ ہے آپ ﷺ نے شکایت کی کہ ایک دفعہ اس نے نہیں کہا کہ رب اغفرلی اس لئے وہ معاف نہیں ہے۔

ہر مؤمن مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس میں احسان کی شان پائی جائے۔

جب بندہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ احسانات کرتا ہے تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں اس سے کئی گنا زیادہ عطا فرماتے ہیں۔

"واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین"

# بارھواں خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھدان لا الٰہ الااللہ وحدہ لا شریک لہ واشھدان سیدنا ونبینا محمداعبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراًونذیراًوداعیاالیٰ اللہ باذنہ وسراجاً منیرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ واصحابہ وبارک وسلم اما بعد !

فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ویل للمطففین ٥ الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون ٥ واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون ٥ الا یظن اولٰئک انھم مبعوثون ٥ لیوم عظیم ٥ یوم یقوم الناس لرب العٰلمین ٥ کلآ ان کتٰب الفجار لفی سجین ٥ وما ادرک ما سجین ٥ کتٰب مرقوم ٥ ویل یومئذ للمکذبین ٥ (سورۃ المطففین آیت ۱ تا ۱۰)

## معراج انسانیت کیا ہے؟

قابل قدر بزرگو، محترم بھائیو اور دوستو ان آیات میں اللہ رب العزت نے مسلم معاشرے کو ذمہ داریوں کا احساس دلایا ہے کہ مسلمان کی حیثیت سے اپنے فرائض منصبی کو

سمجھنا ضروری ہے، اپنے اغراض اور اپنے فوائد کی تلاش یا ان کے در پے ہونا اور ان کی تگ و دو میں لگے رہنا دنیا کے عام انسانوں کی طبیعت ہے بلکہ انسانوں کے علاوہ حیوانات بھی اپنے کارآمد مواطن کو اور مقامات کو سمجھتے ہیں، اپنے چارہ اور گھاس کو جانتے ہیں، پینے کے لئے پانی کا رخ اختیار کر لیتے ہیں، پالنے والے مالک اور اجنبی کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ اپنے غرض، اپنی خواہش اور اپنے فائدے کے کام کرنا یہ معراج انسانیت نہیں ہے علی التحقیق اس میں کمال بھی نہیں ہے بلکہ اپنے علاوہ دوسروں کے فوائد اور ان کی سہولیات اور ان کے آرام کی کوشش کرنا مقامِ کمال ہے اس کی تعلیم حضرات انبیاء علیہم السلام نے عملاً اور قولاً دی ہے اور اسی میں انسانیت کی ترقی اور اس کے انجام کی حفاظت ہے مثلاً مشہور حدیث ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی جس میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

"لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه (بخاری ج ۱ ص ٦)

کوئی شخص تم میں سے پورا مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرے جو وہ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اب اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بھائی کو اپنے اوپر ترجیح دینا ایمان کا ایک حصہ ہے اور اس کے ایمان کا اس وقت نقصان تک ہو رہا ہے کہ جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے اس کی مصلحت اور اس کے فوائد کے افعال اور امور انجام نہ دے۔ مسلمان تو معاشرے میں تمام کام ایمان کے لئے ہی کرتا ہے۔ جب بھی اس کے ایمان اور دنیا میں تقابل آتا ہے تو وہ اس تقابل میں ایمان کا ساتھ دیتا ہے اسی لئے وہ مسلمان ہے، اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کسی اور چیز کا ساتھ دے تو اس سلسلے میں حضرت عبداللہ ابن

عباسؓ کی ایک روایت، کتاب الایمان میں ہے کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ چور جب چوری کرتا ہے تو اس وقت ایمان اس سے نکل جاتا ہے، زانی جب زنا کرتا ہے تو اس گھڑی اور اس لمحے میں اس کا ایمان اس میں سے نکل جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شاگردوں نے پوچھا کہ ایمان جب نکل جاتا ہے تو کہاں چلا جاتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ "یستظل علی رأسہ کالظلال" اس کے سر پر سائبان کی طرح کھڑا رہتا ہے۔ "ان تاب رجع الیہ و الاطار" اگر توبہ کرلی تو واپس آجائے گا ورنہ چلا جائے گا۔

## نیکی اور فسق کے اعمال ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں بعض امور ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس لئے ظاہر فرمایا ہے کہ آخرت کے امور سمجھنے میں آسانی ہو۔ جب ایک شخص کسی عہدے سے ہٹا دیا جاتا ہے تو اخبارات میں آجاتا ہے کہ وزیر اعظم نے وزیر اعظم ہاؤس خالی کردیا، سرکاری گاڑیاں جمع ہوگئیں، دوسری مراعات سب واپس کردی گئیں اور پھر جب کبھی دوبارہ موقع ملتا ہے تو پھر وہ چیزیں واپس آجاتی ہیں۔ ذلت کے مقام پر عزت کی چیز نہیں رہتی۔ کفر اور فسق کے اعمال کے ساتھ ایمان اور ایمان کے اوامر جمع نہیں رہتے۔ اہل سنت والجماعت کے سلف وخلف کا قرآن وسنت کی روشنی میں یہ مؤقف ہے کہ مسلمان بھی گناہوں کی وجہ سے جہنم کی سزا بھگتے گا (اعاذنا اللہ منھا و ایاکم) یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ جہنم کی سزا صرف اور صرف کافر کے لئے ہے، کافر تو

مخلد فی النار ہے یعنی ہمیشہ کے لئے دوزخی ہے اور مومن یا مسلم اعمال سوء، افعال بد اور خلاف شرع امور کے ارتکاب کی وجہ سے ایک وقت تک سزا بھگتے گا پھر اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور انبیاء کرام کی شفاعت سے نجات حاصل ہوگی اور ایک نہ ایک دن باہر آئے گا۔ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں مستقل ایک باب قائم کیا ہے۔

"باب تفاضل اهل الایمان فی الاعمال" (بخاری ج ا ص ۸)

کہ ایمان کے درجات میں فرق ہے، فسق و فجور کے اعمال میں بھی اسی طرح فرق ہے۔

## ایک اشکال اور اس کا جواب

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص گناہوں کی وجہ سے جہنم جا رہا ہے اور اس کے دل میں ایمان بھی موجود ہے جس کی وجہ سے کچھ مدت گزرنے کے بعد اور سزا بھگتنے کے بعد اسے واپس لایا جائے گا تو یہ ایمان کہاں جائے گا کیا ایمان بھی جہنم میں جلے گا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ روایات سے اس بات کا پتہ چلا ہے کہ جب یہ شخص دوزخ میں ڈالا جائے گا تو جہنم کے دروازے پر ہی اس کا ایمان اس کے دل سے نکال کر رکھ دیا جائے گا۔ یہ ایک عزت اور دولت تھی جس کی اس نے قدر نہیں کی اب یہ اس سے الگ کی جا رہی ہے۔ جب اس کی سزا پوری ہوگی اور یہ واپس آئے گا تو پھر اس کے دل میں ایمان کو لوٹا دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں مومن کو امتحان کے مقام پر ذکر کیا ہے کہ اپنے بھائی کے لئے ان فوائد کا اہتمام کرے جو وہ اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے اور اسے ہر طرح آرام اور سکون پہنچانے کی کوشش کرے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں سمتِ محمود

کو بیان کیا گیا ہے اور طرفِ صالح کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کو مرچ بہت پسند ہے اس کا نہ منہ جلتا ہے اور نہ ہی اس کا پیٹ خراب ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی مرچ پسند کرے۔ ایک آدمی کی عادت ہے کہ وہ بہت لمبی لمبی چھلانگیں مارتا ہے اور گھنٹوں دریاؤں میں غوطہ زنی کرتا ہے تو وہ اپنے بھائی کو بھی چھلانگیں لگوائے اور اسے بھی دریا میں غوطہ دے اس طرح تو وہ مر جائے گا۔ اس لئے محدثین جو حدیث کے اصل معانی اور مفاہیم سمجھتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ سمتِ صالح مراد ہے کہ جو فوائد کے کام ہیں اور امور مصلحہ ہیں ان میں اپنے بھائی کا لحاظ رکھے۔ یہاں بھائی سے مراد صرف نسبی بھائی نہیں ہے بلکہ سببی بھائی بھی مراد ہے۔ ماں باپ کی اولاد کا تو ایک دوسرے پر حق ہوتا ہی ہے، وہ لوگ جو اسلام کے رشتے سے بھائی ہیں وہ سببی کہلاتے ہیں ان کا خیال بھی ضروری ہے۔

"انما المؤمنون اخوة فا صلحوا بين اخويكم و اتقوا الله لعلكم ترحمون" (سورۂ حجرات آیت ۱۰)

سب کے فوائد کا لحاظ کرنا ہے اس لئے مومن کے ساتھ جب مشورہ کیا جاتا ہے تو حدیث میں فرمایا ہے "المستشار مؤتمن" (ترمذی ج ۳ ص ۱۰۵) وہ ہمارا ایک امانت دار ہے اس سے آپ مشورہ کرتے ہیں تو مشورے میں وہ اپنی عقل و فہم اور سوچ کو پورا استعمال کرتا ہے تاکہ وہ صحیح رائے دے سکے اگر مشورہ ایسے نظام سے متعلق ہے جو اس کے بس سے باہر ہے تو وہ معذرت کر لیتا ہے اور غلط سمت کی طرف نہیں لے جاتا۔

## انسانی زندگی میں پیش آنے والے امور کی اقسام

محدثین نے لکھا ہے کہ انسانی زندگی میں امور دو قسم کے ہیں ایک خانگی اور دوسرے بیرونی، خانگی امور وہ ہیں جنہیں خواتین زیادہ سمجھتی ہیں تو اس سلسلے میں ایک خاتون کا دیگر خواتین سے مشورہ کرنا یہ زیادہ مناسب ہے اور وہ امور جو مردوں سے وابستہ ہیں ان میں مرد کو چاہئے کہ اس میدان کے ماہرین سے مشورہ کرلے، اس قسم کے امور میں خواتین کو شامل نہ کرے صرف ان لوگوں کو شامل کرے جن کا اس مسئلہ سے تعلق ہو غیر متعلقہ افراد کو اس قسم کے مسائل میں شامل کرنے سے نقصان ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف کاموں کے لئے مختلف لوگ پیدا کئے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے لکھا ہے کہ دنیا میں اللہ نے جتنے انسان پیدا کئے ہیں انسانیت کے ساتھ انہیں عقل بھی دی ہے اور عقل ایک ایسی دولت ہے کہ دنیا میں کوئی دوسری دولت اس کی ہمسر نہیں ہے۔ جس طرح دولت کا استعمال عقل اور احتیاط کا مرحلہ ہے اسی طرح عقل کا استعمال بھی ایک محتاط مرحلہ ہے۔ عقل وفہم کو ناجائز جگہوں پر استعمال کرنا اور انسانی شعور وادراک جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کیا ہے اس کا غلط استعمال کرنا گناہ ہے۔ جیسے ایک بڑے فہیم اور ذہین بیٹے کے لئے باپ نے بڑی جائیداد بنائی، سرمایہ چھوڑا اور بڑی امیدیں باندھی لیکن ایک ناخلف بیٹا بلوغ کے ابتدائی مراحل میں بے احتیاطی اور خلافِ شرع اعمال کر کے دولت بھی اڑادے اور باپ کی امیدوں کو بھی تہس نہس کردے۔ یہی حال ہمارے مسلم معاشرے کا ہے عقل ایک دولت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اگر اسے صحیح مواقع پر صرف کردیا جائے تو

ایک ملک آباد ہو جاتا ہے، ایک صوبہ اور ایک شہر سرسبز ہو جاتا ہے، ایک محلّہ اور ایک گھر خوشیوں کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ عقل، عقلمندوں سے آتی ہے، عقلاء کی صحبت سے عقل پیدا ہوتی ہے۔

## انبیاء کرام کی مخصوص صفات

اللہ رب العزت نے انسان کی تربیت کے لئے سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انہیں شجاعت، سخاوت، صباحت، عبادت، علم، عقل اور حیاء کا اعجاز بکمال عطاء فرمایا۔ کچھ صفات ایسی ہیں جن میں انبیاء کرام سرفہرست ہوتے ہیں۔ مثلاً ہر نبی عالی النسب ہوتا تھا۔ بہترین نسب کا مالک ہوتا تھا تاکہ قوم کو اس نبی پر انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے، اور یوں دعوت الی اللہ کا جو نظام ہے وہ متاثر نہ ہو جائے۔ تمام انبیاء علیہم السلام حسین و جمیل ہوتے تھے کسی ایک نبی میں بھی کوئی عیب نہیں تھا۔ معیوب کو نبی نہیں بنایا گیا اسے صباحت کہتے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام حد درجے سخی ہوتے تھے "یا ایھا الناس ان محمد ایعطیٰ فیعطی" رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایک اعرابی نے اپنے قوم اور قبیلے میں جا کر کہا تھا کہ اے لوگوں اگر اس (نبی) سے کوئی بکری یا بھیڑ مانگتا ہے تو وہ پورا ریوڑ اس کے حوالے کر دیتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام شجاعت میں سرفہرست ہوتے ہیں بہت بہادر ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے جتنے غزوات ہوئے ہیں کسی ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ پیچھے نہیں ہٹے۔ غزوہ حنین میں بنو ہوازن کے تیر اندازوں نے جب تیر برسائے تو صحابہ کرام کو کمان

میں تیر ڈالنے کا موقع تک نہیں دیا اور جس نے تیر ڈالا تھا اسے چلانے کا موقع نہیں دیا۔ چند لمحوں کے لئے اونچے درجے کے صحابہ کرام جو آنحضرت ﷺ کا ہراول دستہ تھا وہ بھی میدان سے ہٹ گئے اور بخاری میں ہے کہ آنحضرت ﷺ اس وقت سفید خچر پر سوار تھے تو آپ ﷺ نیچے اتر گئے حالانکہ ایسے سخت موقعوں پر لوگ اوپر بیٹھ کے بھاگتے ہیں لیکن آپ ﷺ سواری سے نیچے اترے اور آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

(بخاری ج ۲ ص ۶۱۷)

میں خدا کا پیغمبر ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے، پیغمبر میدان چھوڑ کے نہیں بھاگتے اور میں عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہوں میدان چھوڑ کے نہیں بھاگوں گا۔

انسان میں بزدلی دو وجہوں سے آتی ہے یا نسب کی وجہ سے یا حسب کی وجہ سے تو حسباً فرمایا کہ میں نبی ہوں اور نسباً فرمایا کہ میں مطلبی ہوں۔ انبیاء کا کردار اور ان کے اعمال و افعال کفار کے یہاں بھی مسلمہ ہوتے ہیں اس لئے نبوت سے پہلے آپ ﷺ امین اور صادق کہلائے اور قرآن آپ کی ان صفات کا بڑی شان سے ذکر کرتا ہے۔

”فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون“ (سورۂ یونس آیت ۱۶)

کہ میں نے زندگی کا ایک بڑا حصہ تم لوگوں کے درمیان گزارا ہے اس پر تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے تو یاد رکھو کہ اب چالیس سال زندگی گزارنے کے بعد میں کبھی بھی غلط بیانی نہیں کروں گا۔ کمالِ عقل اور کمالِ علم، یہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات ہیں کیونکہ مخلوق کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ متعلق فرمائی ہے۔ پھر انبیاء کے بعد ان کے

ورثاء خلفائے راشدین اور ان کے اصحاب بھی انہی صفات سے آراستہ ہوتے ہیں۔
حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر اجلہ اصحاب اور سارے اصحاب درجہ بدرجہ ان تمام کمالات کا پیکر ہوتے ہیں، بلکہ علماء لکھتے ہیں کہ صحابہ پیغمبر کے معجزات کے پرتو ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک باپ کے چار بیٹے ہوتے ہیں تو کوئی باپ کی طرح گفتگو کرتا ہے، کوئی اس کی طرح ہاتھ چلاتا ہے، کوئی اس کی طرح سخاوت کرتا ہے اور کسی کا رنگ ڈھنگ اس ڈھب پہ ہوتا ہے۔ ماں باپ کے اثرات اولاد میں ضرور ہوتے ہیں۔ ہر نبی اور رسول کے معجزات، صحابہ اور اولیاء میں اخلاق اور انوار کے درجے میں بطور کرامات پائے جاتے ہیں۔ اب صحابہ کا جو ڈھنگ ہے اور طور طریقے ہیں اور حیات کے مختلف پہلو ہیں وہ کوئی نہ کوئی معجزاتی شان لیے ہوئے ہے۔

## تمام صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے پیکر تھے

مثلاً رسول اکرم ﷺ کا ایک معجزہ تھا کہ آپ ﷺ حد درجہ رحیم و کریم تھے۔ آپ ﷺ کی ہر ہر ادا سے رحمت ٹپکتی تھی۔ بہت مواقع ایسے ہیں کہ جہاں صحابہ کا تحمل ختم ہو جاتا تھا اور آنحضرت ﷺ بڑے تحمل اور صبر کے ساتھ رہتے تھے اور جب صحابہ کچھ فرماتے تھے تو آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ''انی رسول اللہ'' میں خود خدا کا پیغمبر ہوں آپ ان باتوں کو رہنے دیں۔ رحم و کرم کا یہ معجزہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ میں بطور کرامت کے موجود تھا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ''ارحم امتی با متی ابوبکر'' میری امت میں سب سے زیادہ مہربان آدمی ابوبکر ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے جو حضرت صدیق اکبرؓ کا

وصفِ خلافت اور صفتِ کمال ہے۔

نبی کریم ﷺ جب دیکھ لیتے تھے کہ حد شرع ٹوٹ رہی ہے اور اسلام کی تعلیمات کو نقصان پہنچایا جارہا ہے تو حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ ایسے غضب ناک ہو جاتے تھے کہ آپ ﷺ سے زیادہ غصہ آور کوئی نہیں دیکھا گیا (شمائل میں موجود ہے)، اس غیظ وغضب کا پرتو اور اس کا ظہور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں پایا گیا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اشد هم فی امر الله عمر" خدا کے دین کے سلسلے میں عمر سے زیادہ کوئی مستحکم اور زور آور آدمی نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک شان تھی کہ آپ ﷺ بہت باحیا تھے۔ اتنے حیادار تھے کہ صحابہ فرماتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ آنکھیں نہیں ملاتے تھے اور حدیث کے الفاظ میں ہے، "کان رسول الله ﷺ اشد حیاء من العذراء" (شمائل ترمذی ص ۲۶) آنحضرت ﷺ ایسے باحیا تھے جیسے کنواری لڑکی۔ کسی زمانے میں جب پردے اور حجاب کا دور دورہ تھا تو کنواری لڑکیاں جب گھر میں موجود ہوتی تھیں تو ان کے سامنے ماں باپ بھی اپنا منہ سنبھال کے رکھتے تھے تاکہ بچی کا ذہن منتشر نہ ہو اور کوئی ایسی جذباتی اور شہواتی بات ان کے سامنے نہیں کہی جاتی تھی جوان کے اعتبار سے نامناسب ہو اور جب ایسا کلام ہوتا اور وہ آجاتی تو ماں باپ بھی چپ ہو جاتے کہ جوان لڑکی ہے، تو جب گھر کے اور افراد اس سے حیا کرتے ہیں تو وہ خود کتنی شرمیلی اور حیادار ہوگی۔ ایک افسانہ تھا جو گزر گیا اب تو زیادہ باحیا گھرانا وہ ہے جن کے گھر میں چوبیس گھنٹے ٹیلی ویژن اور وی سی آر چل رہے ہوں اور نوجوانوں کی کبڈیاں جن کے کپڑے بھی پورے نہیں ہوتے گھر کی عورتیں دیکھتی ہوں۔

تو آنحضرت ﷺ کی حیا کو ایک نوخیز اور غیر شادی شدہ کنواری لڑکی کی حیا کے ساتھ تشبیہ دی کیونکہ اس میں بکمال حیا ہوتی ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کا یہ کمال حضرت عثمانؓ میں بطور کرامت کے موجود تھا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ''ان الملائکة تستحی من عثمان'' (کنز العمال ج ۱۳ ص ۴۶ حدیث نمبر ۳۶۲۱۵)

اے عثمان آپ سے تو ملائک بھی حیا کرتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کی ٹانگ پھیلی ہوئی تھی اور تھوڑا سا کپڑا سر کا ہوا تھا، اچانک جب حضرت عثمانؓ داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے پاؤں سمیٹ لیا اور کپڑا سیدھا کیا اور پھر ارشاد فرمایا کہ عثمان سے تو ملائک بھی حیا کرتے ہیں (مسلم ج ۲ ص ۲۷۷) جب عثمان آتے جاتے ہیں تو ملائک بھی سدھر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسے باحیا تھے، اس لئے آپ ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں کی شادی ان کے ساتھ کرادی۔ پہلے حضرت رقیہ اور پھر حضرت کلثوم کی، اور جب بعض لوگوں نے حضرت عثمان کے بارے میں کچھ غیر مناسب بات کہی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اگر میری اور بیٹیاں بھی ہوتی تو میں عثمان سے نکاح کراتا۔ خدا کے یہاں اس کی حیا کی بڑی قدر اور عزت ہے۔''

حیاء اسلام کی بڑی تعلیمات میں سے ہے، ایک فقہی مثال سے آپ کو حیاء کے معانی سمجھاتا ہوں۔ فقہ میں یہ مسئلہ ہے کہ جب نکاح منعقد ہوتا ہے تو نکاح کرنے والا لڑکا اور جس کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے وہ لڑکی ان دونوں کی رضامندی شرط ہوتی ہے، جب وہ عاقل اور بالغ ہے تو وہ راضی، خوشی سے اجازت دے تب نکاح ہوگا، تو نکاح کے وقت لڑکا تو خود کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا ہے لیکن لڑکی کے بارے میں حدیث میں ارشاد

ہے کہ ''لا تنکح الثیب حتیٰ تستأمر ولا تنکح البکر حتیٰ تستاذن '' کہ کنواری لڑکی سے کہلوایا جائے گا۔ وہ کیسے کہہ سکتی ہے، باحیاء لڑکی تو مر جائے گی لیکن اپنی زبان نہیں کھولے گی زیادہ حیاء کی وجہ سے، اس کی اس حیا کو شریعت نے منظور کیا ہے اور آگے فرمایا کہ ''البکر تستاذن فی نفسها و اذنها الصموت ''(جامع ترمذی اص ۱۳۱) بس اس سے اجازت لی جائے گی، جب وہ خاموش ہو جائے تو یہ قائم مقام رضا کے ہے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ''وصمتها اقرارها '' (مسلم ج اص ۴۵۵) جب اس کی حیاء اور شریعت میں تصادم آیا تو شریعت نرم کر دی گئی کہ حیاء دار عورت، باحیا خاندان کی عورت اس کی عزت کو حرف نہ آئے وہ نہ بولے اس کا خاموش رہنا ہی شریعت نے منظور کیا ہے۔

میں نے اپنے اساتذہ سے پوچھا تھا کہ جب اس سے اجازت لیتے ہیں تو وہ روتی ہے، ایک زمانہ ایسا بھی تھا جب ہم اجازت لینے جاتے تھے تو کنواریاں روتی تھیں اب تو کنواریاں ہمارے پوچھے بغیر اعلان کرتی ہیں کہ میں نے نکاح کر لیا قاضی صاحب آپ لکھنے میں دیر نہ کریں۔ تو ہمارے استاذ نے کہا کہ اصل میں یہ جو زیادہ رونا ہے یہ دلیل ہے مفارقت کی چونکہ اجازت ہو گئی ہے اب اس گھر سے اسے دوسرے گھر جانا ہے، اس لئے رو رہی ہے ''الحیاء شعبة من الایمان'' تو شریعت نے اپنا قانون نرم کر دیا حیاء کی وجہ سے۔ یہ اس حیاء کا ذکر ہے جس کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی حیاء کو تشبیہ دی گئی ہے۔ آجکل جو ہمارے حکمران عورتوں کو مردوں کے ساتھ لا کر کھڑا کر رہے ہیں اور مردوں کے کام میں عورتوں کو شریک کر رہے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کس پیغمبر کے امتی ہیں اور کون سے اسلام کے ماننے والے ہیں۔ میں اسی لئے اکثر کہتا ہوں :

وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا عرب سے
پردیس میں پہنچ کر وہ غریب الغرباء ہے

رسول اکرم ﷺ کی ایک شان یہ تھی کہ آپ ﷺ فیصلہ بڑا دوٹوک کرتے تھے مخاصمت کے وقت بھی آنحضرت ﷺ جب فیصلہ سناتے تھے تو اس میں پھر کوئی کمی نہیں ہوتی تھی۔ ظاہر ہے اللہ کے پیغمبر کے فیصلے بکمال ہوتے ہیں۔ احادیث میں ایک صحابی کا واقعہ آتا ہے کہ وہ اندھیرے میں زکوٰۃ تقسیم کر رہے تھے، زکوٰۃ لینے والوں کی قطار میں ان کا بیٹا بھی کھڑا ہوا تھا اس نے بھی زکوٰۃ لے لی، رات کا وقت تھا نہ باپ کو پتہ چلا اور نہ بیٹے کو۔ قاعدہ یہ ہے کہ زکوٰۃ اپنی اولاد کو نہیں دی جاسکتی۔ یہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے معن کا واقعہ ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے معن سے کہا کہ تم یہ زکوٰۃ واپس کر دو کیونکہ تم اس کے خقدرا نہیں ہو تو اس نے جواب میں کہا کہ نہیں میں تو لے چکا ہوں اب واپس کیوں دوں۔ دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے باپ بھی اور بیٹا بھی اور سارا واقعہ حضرت ﷺ کی خدمت میں سنایا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے کس ارادے سے رقم دی تھی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زکوٰۃ کے ارادے سے اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کے بیٹے سے پوچھا کہ اس نے کس ارادے سے لی تھی تو اس نے جواب دیا کہ عطیہ کے ارادے سے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"لک مانویت یا زید و لک ما اخذت یا معن (بخاری ج ا ص ۱۹۱)

ذرا آنحضرت ﷺ کے فیصلے پر غور کریں، آپ ﷺ بذریعہ وحی صحابہ کے قلوب اور ان کے اخلاص کو جانتے تھے، بعد الوحی قلوب کا حال کوئی نہیں جان سکتا اس لئے فقہاء

اس بات پر متفق ہیں کہ ایسی زکوٰۃ دوبارہ دی جائے گی، وہ کیفیت اب برقرار نہیں رہی ہے، وہ نبی کے ساتھ خاص تھی۔ یہ قوتِ قضاء اور بروقت مسئلہ کو حل کرنے کی صلاحیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں بکمال موجود تھی۔ حضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ''اقضاھم علی'' فیصلہ کرنے میں حضرت علیؓ بہت آگے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ تشریف لے گئے اور کوفہ میں یہ ان کا پہلا دن تھا تو کوفہ کے ایک بڑے عقلمند آدمی نے سوچا کہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا جرنیل آیا ہے اس کی عقل کا پتہ لگانا چاہیے۔ اس زمانے میں صلاحیتوں کا مقابلہ ہوتا تھا۔ تو اس شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے گھوڑا روکا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ یہ جو میرے پیچھے عورت بیٹھی ہوئی ہے اس کی ماں اور میری ماں آپس میں ساس بہو ہیں یہ عورت میری کیا لگتی ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً جواب دیا کہ یہ تیری بیٹی ہے وہ شخص نیچے اترا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیر چومنے لگا اور کہا واقعی اللہ تعالیٰ نے ایمان کی بدولت مسلمانوں کو کمال عقل سے نوازا ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ کے سوا لاکھ سے زیادہ معجزات تھے اور ہر معجزہ ہر صحابی میں کرامات اور خوارق عادات کی شکل میں موجود تھا اور صحابہ کرام کے بعد علماء امت، فقہاء، محدثین اور مفسرین، تمام کی زندگیاں اصل میں آنحضرت ﷺ ہی کے معجزات کا نمونہ ہیں۔

## علم نبوت کی پیروی میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے

علماء کرام کی جو دنیا بھر میں عزت کی جاتی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ علماء انبیاء کے جانشین ہیں اور علم کا احترام کیا جاتا ہے۔ یہ علم، نبوت کا نور ہے، روشنی ہے نبوت کی۔

جس طرح ایک ٹیوب لائٹ اور ایک بلب کی روشنی آپ دنیا میں محسوس کرتے ہیں اسی طرح علم کی روشنی ہے جس سے دین منور اور معطر ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ آج پوری زمین فسادات اور فتن سے بھر دی گئی ہے، اپنے ہی ملک اور اپنے شہر ہی کا حال دیکھئے، اپنا یہ ماحول دیکھئے، اپنے گھر کا حال دیکھیں، آپ لوگ خود کسی صورت مغرب کے طور طریقوں کو چھوڑنے کے روادار نہیں ہیں حالانکہ اپنی ہر چیز کے آپ خود مالک ہیں، اللہ نے آپ کو کسی کا غلام نہیں بنایا ہے لیکن ذہنی طور پر آپ نے خود اپنے آپ کو مغرب کا غلام بنایا ہوا ہے۔ اتنا زمانہ گزر گیا میری یہ کالی داڑھی یہیں سفید ہوئی ہے چاہیے تو یہ تھا کہ آس پاس پورے محلے میں کوئی ٹیلی ویژن اور وی سی آر نہ ہوتا سب لوگ یہیں نماز پڑھتے، پورا بیان سنتے لیکن دن بدن مکانات پر جو اینٹینے (ANTINA) بڑھتے جا رہے ہیں یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔ مجھے کسی نے کہا کہ آپ پہلے یہاں گلیوں میں ٹہلتے تھے اب نہیں ٹہلتے کیا وجہ ہے۔ میں نے کہا اب ہمت نہیں رہی جب یہاں سے گزر کے آتا ہوں تو پھر جمعہ میں بیان کرنے کو جی نہیں چاہتا لیکن پھر خیال کرتا ہوں کہ چلو بری الذمہ تو ہو جاؤں گا۔

اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ آپ بہت جلدی بوڑھے ہو گئے۔ اس سے پہلے کسی بادشاہ کی داڑھی سفید نہیں ہوئی تھی اور آپ کی داڑھی بہت جلدی سفید ہو گئی اس کی کیا وجہ ہے۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ لوگوں میں احساس نہیں رہا ان کا حال دیکھ کر روتا ہوں کہ ان کا کیا ہوگا۔ عادل اور غیرتی حکمران ایسے ہوتے تھے کہ ان کو خود سے زیادہ اپنی رعایا کی فکر ہوتی تھی، آج کی طرح نہیں کہ پہلے اپنا پیٹ بھر لیں اس کے بعد اگر موقع ملا تو قوم کو بھی دیکھ لیں گے۔

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

یہ بھی اپنے آپ کو مسلمان حکمران کہتے ہیں جنہوں نے اسلام کا نقشہ ہی بگاڑ دیا ہے، جب جس کو موقع ملا اس نے اسلام پر یلغار کیا ہے لیکن یاد رکھنا یہ آسمانی مذہب ہے، یہ ہم نے اور آپ نے یہاں بیٹھ کر نہیں بنایا ہے اس کا نگہبان خود اللہ تعالیٰ ہے۔ کتنے آئے اور کتنے گئے لیکن اسلام اپنی جگہ اٹل ہے اور اٹل رہے گا۔ جس نے بھی اسلام کا مقابلہ کیا ہے اس نے عزت کے دن نہیں دیکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے معاشرے پر فضل فرمائیں اور ہمارے ان ٹوٹے پھوٹے اور منتشر الفاظ اور کلمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور امت مسلمہ کو حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے دین پر غیرت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ دوسری چیزوں پر تو لوگ بہت غیرت کرتے ہیں۔ سکھوں کے یہاں بھی پروگرام ہوتے ہیں،
عیسائی اور یہودی بھی میدان عمل میں مصروف ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے مذہب کے زندہ کرنے اور اس کے احیاء کے لئے غیرتِ عمل کا ثبوت دیں اور اسلام کی سربلندی کے لئے اپنا کردار پیش کریں تا کہ ہمیں بھی علم کا نور اور عمل بکمال نصیب ہو۔ اللہ بزرگ و برتر اپنے خصوصی فضل وعنایت سے ہم سب کو مالا مال فرمائیں۔ (آمین)

”و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین“

# تیرھواں خطبہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له واشهدان لا اله الاالله وحده لا شريك له واشهدان سيدنا ونبينا محمداعبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراًونذيراًوداعياالىٰ الله باذنه وسراجاً منيرا صلى الله تعالىٰ عليه واٰله واصحابه وبارك وسلم		اما بعد !

فاعوذبالله من الشيطٰن الرجيم		بسم الله الرحمٰن الرحيم

فبما نقضهم ميثاقهم وكفرهم باٰيات الله وقتلهم الانبياء بغير حق وقولهم قلوبنا غلف بل طبع الله عليهابكفرهم فلا يؤمنون الا قليلاً ٥ وبكفرهم وقولهم على مريم بهتانا عظيما ٥ وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا ٥ بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما ٥ وان من اهل الكتٰب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيٰمة يكون عليهم شهيدا (سورۃ النساء آیت ۱۵۵ تا ۱۵۹)

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد وعلی
الہ واصحابہ وبارک وسلم

## صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتماد ایمان کا حصہ ہے

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو جناب نبی کریم ﷺ کے براہِ راست وحی اور قرآن اور ایمان کے شاگرد ہیں خداوند تعالیٰ نے جس طرح قرآن محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا اس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے صحابہؓ کو باریاب ہونے کی توفیق نصیب فرمائی، حق تعالیٰ جل شانہ نے جس طرح انبیاء علیہم السلام میں محمد رسول اللہ ﷺ کا انتخاب فرمایا تو قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی میں سے حضرات صحابہ کا انتخاب فرمایا ہے۔ اتنی بڑی مقدس اور پر شوکت اور پر ایمان اور پر وقار جماعت کے بارے میں اختلاف کیسے پیدا ہوا، کیونکہ ایک جماعت جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے اور وہ آل رسول کی محبت کا دعویٰ کرتی ہے وہ صحابہ کے ایمان دین اور دیانت کے سرے سے قائل نہیں ہیں، آج کی نشست میں اس موضوع پر روشنی ڈالنی ہے۔ میں نے قرآن کریم سورۂ نساء چھٹے پارے کی آیتیں پڑھی ہیں ان آیات سے ان سوالات کے جوابات ہوتے ہیں۔

## یہود کی ناکارہ خصلت اور قرآن کی تنبیہ

یہود کی ایک ناکارہ خصلت تھی اور وہ یہ کہ ''اتہام علی المصطفین الاخیار'' یعنی خدا کے برگزیدہ بندوں کو داغدار کرنا اور ان پر تہمتیں لگانا اور ان کے خلاف بدگوئی کرنا اور ان کی عزت اور وقار کو پامال کرنا یہ یہود کی خاص گندی خصلت تھی۔ چنانچہ گزشتہ انبیاء سابقین پر

جس طرح تہمت تراشیاں ہوئیں وہ یہود کی طرف سے ہیں، جن علماء نے اس موضوع پر تفصیلی کام کیا ہے ان کا یہ ارشاد ہے کہ یہود کے اس میں دو غرض تھے، ایک تو اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنا کہ جی بڑے بڑے پیغمبر اور بڑے بڑے نیک لوگ بھی ایسے کام کر چکے ہیں لہٰذا اگر ہم ایسے معاصی اور ایسے ذنوب کرتے ہیں تو یہ کوئی جریمہ اور جنایت نہیں ہے، دوسری طرف حضرات انبیاء اور مرسلین کی جو طہارت اور ذکاء اور مقدس شان اہل ایمان کے دلوں میں تھی اسے وہ حجت اپنے لئے راہنما سمجھتے تھے اسے بھی ذہنوں سے نکالنا تھا چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہود کی دروغ گوئیاں نقل کی ہیں، نیک لوگوں کے بارے میں مضمون بہت طویل ہے اگر میں اس کو بیان کرنے لگ جاؤں تو ہفتے اور مہینے درکار ہیں۔

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی چار بغاوتیں بیان فرمائی ہیں ''فبما نقضهم ميثاقهم'' ایک تو سخت عہد شکن اور وعدہ شکن تھے، قول وفعل میں کوئی مناسبت نہیں رات کو ایک بات کہی صبح اس سے پیچھے ہٹ گئے، کوئی عہد و پیمان کی اور اس کی پاسداری کا کوئی لحاظ نہیں تھا ''فبما نقضهم ميثاقهم'' ''بڑے بڑے عہد و پیمان کو یہ تہس نہس کر دیتے تھے'' وكفرهم بآيات الله ''اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے'' وقتلهم الانبياء بغير حق ''اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنا'' وقولهم قلوبنا غلف ''اور ان کا یہ کہنا کہ ہمارے دل غلافوں میں بند ہیں، اس پر کسی تقریر اور نصیحت کا کوئی اثر نہیں'' بل طبع الله عليها بكفرهم ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر کفر، نقض عہد اور اتہام علی الصلحاء اور مسلسل معاصی کی وجہ سے مہریں لگائی گئی ہیں'' بل طبع الله عليها بكفرهم فلا يؤمنون الا قليلا'' سو یہ ایمان نہیں لاتے، جتنا ایمان یہ لاتے ہیں وہ ناقابل کفایت ہے، اس سے

نجات نہیں ہوسکتی۔

یہ چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے مقدمہ میں ذکر کیں، ابتدائی کلام میں اس کی مثال ایسی ہے (جس طرح آپ کسی کو سمجھاتے ہیں تو شروع میں مختصر بات کر لیتے ہیں، مثلاً آپ کسی کو پاکستان کا جغرافیہ سمجھاتے ہیں تو آپ ان کو بتائیں گے کہ اس وقت پاکستان چار صوبوں میں بٹا ہوا ہے، ایک صوبے کا یہ نام ہے دوسرے کا یہ تیسرے کا یہ چوتھے کا یہ، یہ مختصر جغرافیائی محضر نامہ تھا۔ اب آپ آگے کسی ایک صوبے کا کوئی اہم پہلو مفصل بیان کریں گے اس میں جتنا بھی وقت لگے لیکن مقصد سے آپ نے آگاہی کرائی۔

تو یہ یہود کی چار قباحتیں بیان فرمائیں۔ (۱) ''فبما نقضهم ميثاقهم'' ایک تو یہ عہد شکن بڑے ہیں۔ (۲) ''وكفرهم بآيات الله'' اللہ تعالیٰ کے دین کی دلیلیں بھی نہیں مانتے، آیات اللہ کو نہیں مانتے۔ (۳) ''وقتلهم الانبياء بغير حق'' نبیوں کو قتل کرتے ہیں ناحق (۴) ''وقولهم قلوبنا غلف'' اور ان کا یہ کہنا کہ ہمارے دل غلافوں میں بند ہیں۔ اتنے بڑے مجرم اور کہتے تھے ''نحن ابنؤا الله واحباءه'' (سورۂ مائدہ آیت ۱۸) ہم خدا کے رشتہ دار اور محبوب ہیں۔ اتنے بڑے جھوٹے، ایسے ہمارے زمانے کے بدعتی، اللہ کے نیک بندوں اور اولیاء اللہ کو برا کہتے ہیں اور اس کے باوجود کہتے ہیں کہ بس ہم ہی ولیوں کا عشق رکھنے والے ہیں۔ یہود کی تیسری خباثت.. پیغمبروں کو قتل کرنا'' وقولهم قلوبنا غلف '' اور یہ اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے دل پردوں میں لپٹے ہوئے ہیں ہم پر کوئی تقریر اثر نہیں کرتی ''بل طبع الله عليها بكفرهم '' کفر اتنا کر چکے ہیں کہ اب اس کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہریں لگ گئی ہیں ''فلا يؤمنون الا قليلا'' یہ ایمان نہیں لاتے مگر

بہت تھوڑا۔ یا تو یہ کہ تھوڑے ان میں بچ گئے ہیں، جو اچھے تھے اللہ نے ان کو ضلالت اور کفریات سے محفوظ فرمایا ہے جن کو ''معتدلین اہل کتاب'' کہتے ہیں، جیسے عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے چھ، سات، ساتھی جو مسلمان ہوئے، ایسی صورت میں ''قلیلاً'' یہ بدل واقع ہوگا ''مؤمن'' اہل کتاب سے جو محلاً مذکور ہے، اور اگر یہ استثناء ایمان سے ہے یعنی مصدر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اتنا ایمان لایا ہے کہ جس سے نہ دنیا ہیں ہدایت ہو رہی ہے اور نہ آخرت میں کفایت ہو رہی ہے۔

ایمان ہو تو پورا ہو، اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی توحید مانے نبی کی رسالت نہ مانے اس طرح اللہ کی توحید بھی مانے نبی کی رسالت بھی مانے قرآن نہ مانے تو یہ ایمان کس کام کا ہے۔ قرآن مان رہا ہے لیکن ایک سورت سے انکار کرتا ہے، یا سورتیں تو سب مان رہا ہے صرف ایک آیت کا انکار کر رہا ہے اور اس آیت کو قرآن نہیں سمجھتا تو کیا یہ ایمان معتبر ہے؟ ہرگز نہیں ''فلا یؤمنون الا قلیلاً وبکفرھم وقولھم'' بوجہ ان کے کفر کرنے کے اور اس نامناسب قول کہنے کے ''علی مریم بھتاناً عظیما'' حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر بڑا بہتان باندھتے تھے، حضرت مریم رضی اللہ عنہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں اور خدا کی عابدہ، زاہدہ نیک بندی ہیں ''مریم'' عبری میں عابدہ کے معنی میں ہے، ان کی پیدائش سے پہلے ان کے یہاں اولاد نہیں تھی تو ان کی والدہ نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا فرمائی تو بیت المقدس میں چھوڑ دونگی تا کہ مسجد کی خدمت کرے اور اللہ کا دین حاصل کرے۔ یہ تو محمد ﷺ کی کرامات اور برکات ہیں کہ ہر جگہ دار العلوم ہے، آپ کو اس کا اندازہ نہیں کسی زمانے میں لوگ کابل، زابل اور پشاور سے اور دنیا کے کونے کونے سے دہلی

اور ہندوستان اور پھر دیو بند جاتے تھے اور وہاں پر علم حاصل کرتے تھے، ہر جگہ علم نہیں ہوتا تھا۔ قدیم زمانوں میں صرف نبی کے پاس علم ہوتا تھا اور نبی ہر زمانے میں موجود ہوتا تھا۔ بیت المقدس کے اندر ایک وقت میں سینکڑوں انبیاء علیہم السلام تھے اور ان کے بڑے امام الائمہ امام الاعظم وہ حضرت زکریا علیہ السلام تھے، اور حضرت زکریا علیہ السلام کی گھر والی اور حضرت مریمؑ کی والدہ یہ دونوں بہنیں ہیں، گویا کہ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے خالو ہیں۔ تو مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ نے نذر مانی ''ربی انی نذرت لک ما فی بطنی محرراً فتقبل منی'' خدایا جو بچہ پیدا ہوگا وہ بس آپ کے نام ہوگا قبول فرمائے۔ یہ ایک بہترین نذر ہے کوئی یہ عہد کرے کہ خدایا جو اولاد آپ نے دی ہے وہ آپ کے نام ہوگی ، آپ کے دین کا کام کریگی۔ تو وہ خاتون جو حضرت عمران کی بیوی تھیں انہوں نے یہ نذر مانی کہ خدایا جو کچھ میرے یہاں پیدا ہوگا وہ تیرا ہوگا تیرے نام نذر ہوگا ، لیکن بجائے بچے کے بچی پیدا ہوگئی، قرآن کہتا ہے ''فلما وضعتها قالت رب انی وضعتها انثی'' (سورۃ آل عمران آیت ۳۶) مفسرین لکھتے ہیں کہ دل میں یہ تھا کہ لڑکا ہو جائے گا مگر لڑکا اور لڑکی نہ نبی کے اختیار میں ہے نہ ولی کے اختیار میں صرف ایک ذات ہے اللہ بزرگ و برتر کی جو تذکیر و تانیث اور تخلیق کا کرشمہ رکھتی ہے اور کوئی نہیں۔ اللہ کے سامنے فریاد کر رہی ہے ''رب انی وضعتها انثی'' خدایا یہ تو لڑکی ہے اور میں نے نذر مانی کہ مسجد میں چھوڑ دوں گی (بیت المقدس) میں اور لڑکی تو مسجد میں نہیں رہ سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے بطور تسلی ارشاد فرمایا: ''ولیس الذکر کالانثی'' کہ جو لڑکا آپ مانگ رہی تھی وہ اس لڑکی سے اچھا نہ ہوتا، سبحان اللہ کیا شان الٰہی ہے کہ اس خاتون کو تسلی دی کہ جو لڑکا آپ مانگ رہی تھی وہ اس لڑکی

سے بہتر نہیں ہوتا کیونکہ صرف اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ اس لڑکی (مریمؑ) سے بعد میں ایک پیغمبر معصوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوں گے۔ یاد رہے قرآن کریم جگہ جگہ اس بات کو دہراتا ہے کہ عالم الغیب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کوئی نبی اور کوئی ولی کسی بھی درجے میں غیب دان نہیں۔ اس پورے واقعہ سے اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تمام انبیاء اور اولیاء اور صلحاء اور اتقیاء ہر کام میں میرے محتاج ہیں تو وہ کون کجا ہے جو حاجت روا اور مشکل کشا ہوگا۔

## حفظ قرآن کریم کی وضاحت

اس زمانے میں جب ہمارے دوست جوش میں آجاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بچہ کو حفظ کراؤں گا، حفظ قرآن بالاتفاق مستحب ہے اس کا درجہ صرف اتنا ہے جس طرح عصر سے پہلے دو یا چار رکعات پڑھ لی یا اشراق کی دو اور چاشت کی چار رکعات اس سے زیادہ درجہ حفظ کا نہیں ہے اگر یہ سارا پاکستان حافظوں سے بھر جائے اور ان میں ایک فقیہ اور عالم نہ ہو تو فتنہ برپا ہو جائے گا۔ میں تو حیران ہوں کہ اہل علم فتنہ کے شکار ہو گئے ہیں، صرف یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ چلو اسکول سے بچ گئے کالج سے بچ گئے بالکل غلط، آج کل حفظ کروانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے علم نہیں پڑھنے دوں گا، اور ایک بچہ جب حفظ کر لے دو سال میں تین سال میں پانچ سال میں اور اس کو آپ نے نہ تفسیر پڑھائی نہ حدیث نہ فقہ تو اب نتیجتاً جب وہ بالغ ہوگا اور معاشرے میں جائے گا تو معاشرے کا مقابلہ وہ آیات پڑھنے سے نہیں کرے گا آیت سمجھنے اور سمجھانے سے مقابلہ ہوتا ہے وہ اس میں نہیں ہے تو داڑھی رکھنا اس

کیلئے ضروری نہیں ہوا نماز با جماعت چھوٹ گئی اب اگر فرائض بھی نہ پڑھے تو اس سے کون پوچھنے والا ہے۔

وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا عرب سے
پردیس میں پہنچ کر وہ غریب الغرباء ہے

کون پوچھنے والا ہے اسلام کا اس زمانے میں، قرآن کریم کی تکریم اور تعظیم بجالانا ضروری ہے یہ صرف ایک طوطے کی طرح اس کو پڑھنا، حفظ کراؤں گا یہ تو ایک شوق اور پیشہ اور رسم بن گئی ہے یعنی اگر ایک رشتے دار کے گھر میں ایک دو حافظ ہیں تو ہمارے گھر میں بھی ایک حافظ ہونا چاہئے نہ ماں باپ کو یہ احساس ہے کہ حفظ کے بعد اس کے حفظ کا ذمہ کس کا ہوگا اس کی نمازوں کا حساب کتاب کون کریگا نہ اس بات کا کسی کو کوئی درد ہے کہ یہ حافظ بچہ ہمارے معاشرے میں کس طرح کام کریگا، یاد رکھنا اگر صرف حفظ کرایا اور علم نہیں پڑھایا یہ اس بچے کے ساتھ ظلم کیا، علم کے بغیر حفظ کے آداب بجالانا مشکل نہیں ناممکن ہے۔

## سورۂ فاتحہ کے علوم پر ایک نظر

اللہ رب العزت کے کلام میں بھی بڑی بلاغت اور اعجاز ہے قرآن کریم کے شروع میں ایک ایسی سورۃ رکھی گئی ہے سورۃ فاتحہ جس میں قرآن کے تمام علوم کا خلاصے کے طور پر بیان ہے۔

" الحمد للہ رب العلمین " چونکہ پہلا مسئلہ جو ہے وہ اللہ کی ذات کا ہے تو فرمایا

''الحمد للہ'' خداوند تعالیٰ کی ذات بیان ہورہی ہے کہ وہ ستودہ صفات ہیں اور تمام عظمتوں اور مکارم اور محاسن خوبیاں وثناء اور کمالات اور جلالتیں اس میں جمع ہیں ''الحمد للہ'' تو اس کے بعد فوراً یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ اس ذات کے ظہور کے لئے تو فرمایا افعال میں ہے ''رب العلمین'' تمام کائنات کا روزی رساں اور مشکل کشا ہے حاجت روا ہے پروردگار ہے تو ان تمام افعال کو سمجھنے کا کیا طریقہ ہے فرمایا صفات سمجھنے ہیں ''الرحمٰن الرحیم'' رحمٰن میں کل مخلوق ہے اور رحیم میں خاص مخلوق ہے قاضی بیضاویؒ نے فرمایا کہ ''یا رحمن الدنیا ویا رحیم الآخرۃ'' اور ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے ''یا رحمٰن العٰلمین ورحیم المؤمنین'' تو اتنے بڑے رحمٰن ورحیم اس کے عدل اور فیصلہ کا دن کونسا ہوگا، ظاہر ہے جب وہ اتنا مہربان ہے اور کائنات میں سرکشی وبغاوت بھی اور عبادت واطاعت بھی ہے تو فرمایا ''ملک یوم الدین'' قیامت کا دن آنے والا ہے وہ اس کا پورا مختار ہے وہ، اور اس دن جزاء وسزا کا نظام ہوگا۔ تو پھر فوراً سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس دن سے بچنے کا کیا طریقہ ہے، تو وہ ہے خاص عبادت اور خاص استعانت ''ایاک نعبدو ایاک نستعین'' یا اللہ آپ ہی کی ہم عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے ہم مدد مانگتے ہیں۔ اب یہ سوال پیدا ہو رہا تھا کہ وہ طریقہ جس میں صرف اللہ کی عبادت اور صرف اللہ سے مدد مانگنا ہو اس دین کا نام کیا ہے اور اس پلیٹ فارم کو کیا کہتے ہیں وہ کیسے سمجھا جائے تو فرمایا ''اھدنا الصراط المستقیم'' کہ بالکل سیدھا راستہ ہے صحیح مسلک اور قوی مذہب اور یہ عین درست مشرب ہے ''اھدنا الصراط المستقیم'' تو فوراً ایک اشتباہ ہو رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہر شخص اپنے اپنے راستے کو کہتا ہے کہ ہم سیدھ راستے پر

ہیں، جماعت المسلمین والے اپنے آپ کو صحیح کہتے ہیں اور حزب اللہ والے کہتے ہیں کہ ہم درست ہیں دنیا میں تو ایسا کوئی دیکھا نہیں گیا۔ قادیانی جو ہندوستانی کذاب کو نبی سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم سچے اسلام والے ہیں، اور پرویز جس نے نبی اور نبی کی تمام احادیث کا انکار کیا ہے اور اسلام کو ایک تمسخر اور مذاق کا ذریعہ سمجھا ہے وہ بھی کہتا ہے کہ ہم اصل مسلمان ہیں، یہ جو حدیثیں بیان کرتے ہیں یہ تو ایسے ہی قصہ گو ہیں افسانہ طراز ہیں، تو صراط مستقیم کہیں گم ہی نہ ہو جائے پتہ ہی نہ چلے کہ صراط مستقیم کیا ہے میں یہاں بیان کرتا ہوں کہ ہم صراط مستقیم والے ہیں ایک وہاں بیان کرتا ہے کہ ہم صراط مستقیم والے ہیں اور درمیان میں مشرق اور مغرب کی مسافت ہوتی ہے۔ تو یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یہ کوئی گپ شپ نہیں فوراً کہا "صراط الذین انعمت علیهم" راستہ ان لوگوں کا جن پر اللہ تعالیٰ نے پہلے انعام کیا ہے، بعد میں آنے والوں کا اعتبار نہیں جو پہلے ہوئے ہیں ان کا راستہ دین کا سیدھا راستہ ہے تو اس کے بعد اس کی تعین فرمائی۔

"ومن یطیع اللہ والرسول فأولئک مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین والصدقین والشهداء والصٰلحین وحسن اولئک رفیقا O ذالک الفضل من اللہ" (سورۂ نساء آیت ۶۹، ۷۰)

چار اصناف ذکر فرمائے، چار جماعتیں بیان فرمائیں

(۱) انبیاء علیهم السلام کی جماعت

(۲) ان کی تصدیق کرنے والے صدیقین کی جماعت

(۳) ان کی صداقت پر جان دینے والے شہداء کی جماعت

(۴) اور ان کیساتھ عقیدے و عمل میں ہم آہنگی رکھنے والے صالحین کی جماعت۔

یہ اللہ کی شان ہے کہ

(۱) آسمانی بڑی کتابیں بھی چار ہیں

(۲) خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بھی بڑے چار ہیں

(۳) فقہ کے مذاہب بھی چار ہیں

(۴) آئمہ کرام بھی چار ہیں

(۵) سلاسل اولیاء بھی چار ہیں

(۶) ملائک مقربین بھی چار ہیں۔

بعض لوگ ویسے بھی اللہ کے یہاں راندہ درگاہ ہو چکے ہیں دھتکارے گئے ہیں ،وہ مذاہب اربعہ اور فقہ کا نام سنتے ہی خفا ہو جاتے ہیں ایسوں کے خفاء ہونے کی کوئی شرعی قیمت اور وزن نہیں ہے۔

## اللہ تعالیٰ کا تکوینی نظام

یہ اللہ تعالیٰ کا تکوینی نظام ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دونوں ہاتھ دئے ہیں تیسرے کی ضرورت نہیں ،ضرورت انسانی دو سے پوری ہوگئی ہے ،رب العزت نے ایک زبان دی ہے اور وہ پوری زندگی کیلئے کفایت کرتی ہے ،اور اللہ بزرگ و برتر نے دو کان ،دو آنکھیں اور دو ٹانگیں دی ہیں کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ دو کیوں ہے تین کیوں نہیں؟ یہ بیوقوفی کی بات ہے ،یہ اللہ تعالیٰ کی تکوینی کائنات ہے ''یفعل مایشاء'' جیسا وہ چاہتے ہیں ویسا ہی

فرمایا ہے۔اس طریقہ سے اول تو تمام انبیاء علیہم السلام کے آخر میں محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کو سوا لاکھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دئے۔ اور ان میں چار خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین معظم اور محاسن کے علمبردار دئے۔ حضرت ابوبکر ، حضرت عمر، حضرت عثمان ، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور تمام اصحاب کو ان کے کمالات کے تابع کیا اور ان کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے چار مجتہدین پیدا کئے انہوں نے وہی مسائل جو پہلے سے تھے انہیں صاف کر کے رکھ دیا، صاف کرنے کی مثال ایسی ہے جس طرح قرآن کریم کے اندر پانچ سو آتیں ہیں حلال وحرام کی ، لیکن یہ جتنے لوگ مسجد میں بیٹھے ہیں ایک مہینے کیلئے کوشش کریں یہ ایک آیت متعین نہیں کر سکتے یہ ان کا میدان نہیں ہے لیکن فقہاء نے اور مجتہدین نے وہ پانچ سو آیتیں ایک طرف لکھ دیں کہ یہ وہ پانچ سو آیتیں ہیں جن سے انسانی زندگی کے کرنے اور نہ کرنے کا ، حلّت اور حرمت کا تعلق ہے اور پوری شریعت کی اساس اور بنیاد یہ پانچ سو آیتیں ہیں۔ اسی طرح ڈھائی ہزار احادیث جو احادیث الاحکام کہلاتی ہیں وہ بھی محدثین نے علیحدہ نقل کر دیں ، تو امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ نے کوئی نیا دین نہیں بنایا معاذ اللہ بلکہ اس قدیم دین کو جو رسول اللہ ﷺ کیلئے آیا تھا آپ لیکر آئے تھے آپ سے صحابہ نے سمجھا تھا بعد میں آنے والوں کو اس میں دقّت تھی انہیں صاف کر کے اور لوگوں کو ایک عام انعام کے طور پر مذاہب اور مسائل آسان فرما دیئے ، جیسا کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے کوئی نئی حدیث نہیں بنائی ، جو حدیثیں فرمائی گئی تھیں وہ صاف ستھری پوری صحت کیساتھ لکھ دیئے اور امت پر احسان عظیم فرمایا جیسا کہ پرویز اس لئے کافر اور اسلام سے خارج ہے کہ وہ کہتا ہے کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حدیثیں گڑھی ہیں معاذ اللہ ، اور

اسی طرح غیر مقلدین شیطان کے بھائی ہیں اور زندیق اور ملحد ہیں وہ کہتے ہیں کہ آئمہ اربعہؒ نے معاذ اللہ کوئی نئی فقہ بنائی ہے نیا مذہب انہوں نے ایجاد کیا ہے وہ بالکل غلط ہے اور تہمت ہے ''التھمت القذف علی المصطفین الاخیار '' اللہ کے نیک بندوں پر ناجائز تہمت لگانا اوران کوداغ دار کرنا یہ یہود کی خصلت ہے۔

## اشاعت اسلام میں خواتین کا کردار

ایسے بہت سارے لڑکے ہیں جولڑکیوں سے گئے گزرے ہیں اور ایسے بہت ساری لڑکیاں ہیں جن پر ہزاروں لڑکے اور جوان قربان ہوجائیں ،بعض زنانہ مردانہ مقامات رکھتی ہیں اور بعض مرد ہیں لیکن وہ کسی کام کے نہیں، اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی نسل اور نسب کو بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چلایا ہے۔ حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح معانی الآثار جسے طحاوی کہتے ہیں اور ہمارے دورۂ حدیث کی درسی لازمی کتاب ہے یہ حضرت کی صاحبزادی ''سلمہ'' نے لکھی ہے جس کو'' سلاماں'' بھی کہتے ہیں پوری کتاب خاتون کی لکھی ہوئی ہے ،حضرت املاء فرماتے تھے اور وہ لکھتی تھی ،اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''کانت احفظ من و الدھا '' حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ احادیث یاد تھیں۔ ملک العلماء امام ابوبکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی فقہ حنفی میں بہت مضبوط کتاب ہے'' بدائع الصنائع '' اور جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ چاروں مذاہب میں اس کے پائے کی کتاب نہیں ، یہ علاؤ الدین بیکندی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی تھی اس کا نام تھا'' تحفہ'' جو عالمہ فاضلہ تھی ،اس نے ایک کتاب لکھی ہے'' تحفة الفقهاء '' اور جتنے

رشتے چاروں طرف سے آئے بڑے بڑے قدردانوں کے، تو انہوں نے کہا کہ پہلے میری
اس کتاب کی شرح جو بھی لکھے گا میں اس سے نکاح کروں گی۔ چنانچہ جو بھی شرح لکھ لاتا،
بی بی خود اس کا امتحان لیتی ''بدائع الصنائع'' اس کتاب کی شرح لکھ کر امام ابوبکر کاسانی
رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس لے گئے اور اس سے نکاح ہو گیا۔ اب معاملہ اس طرح ہوتا تھا کہ
علامہ کاسانی ''فتویٰ لکھا کرتے تھے اور اس پر الجواب الصحیح ''تحفہ'' لکھا کرتی تھی۔

## آئمہ مجتہدین کا مقامِ صدق و دیانت اور دشمنانِ دین کی تہمتیں

فقہ حنفی کی تیس لاکھ کتابیں مسودات کی شکل میں ہیں اور جو چھپ کر آئی ہیں وہ
بمشکل تیس ہزار ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تمام اماموں سے بڑے ہیں، عمر میں بھی، علم میں
بھی، عمل میں بھی، تلامذہ میں بھی، اتباع میں بھی اور انشاء اللہ حسنِ انجام میں بھی۔ لیکن
ویسے بھی یہود کے ایجنٹ ہیں جو ایسوں کو بھی معاف نہیں کرتے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر
کئی قسم کی تہمتیں لگی ''اتھام الروافض علی مالک'' مستقل مسئلہ ہے۔ حدیث اور
رجال کی کتابوں میں اور بہت ساروں نے کہا ہے۔ مالکیہ کے یہاں کھلے ہاتھوں کی نماز
ہے یہ روافض کی تہمت کا نتیجہ ہے، کھلے ہاتھوں کی نماز حضرت نے ایک دن بھی نہیں پڑھی۔
حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو باقاعدہ روافض کہا گیا ہے، اتنی بڑی
تہمتیں لگائیں، اور ہر دور اور ہر زمانے میں ''مصطفین الاخیار'' اللہ کے نیک بندوں پر
یہود کے ایجنٹ اور رافض کے ذہن و خیال رکھنے والے وہ تہمتیں لگاتے ہیں۔ مسلمان کا
فرض ہے کہ وہ ایسی باتوں میں نہ آئیں اور ان سے پرہیز کریں۔ میں ایک بات آخر میں

عرض کرتا ہوں، ایک بات ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''منهاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة والقدرية'' سے اور ایک بات ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی ''میزان الاعتدال'' سے۔ ''منهاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة والقدرية'' میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بالکل آخر میں جا کے لکھتے ہیں کہ ہر نبی اور رسول وہ اپنے متبعین سے پہچانے جاتے ہیں اور رسول کی وحی اعتقاداً اور عملاً وہ متبعین میں دیکھی جاتی ہے، جتنے بڑے رسول ہوتے ہیں اتنے بڑے لوگ ساتھ ہوتے ہیں، بعض اوقات زمانہ طویل رہا لوگ کم رہے آزمائش شدید تھی، جیسے حضرت نوح علیہ السلام، تو فرمایا کہ کسی بھی نبی کے اصحاب اور تلانذ کا دین سے برگزشتہ ہونا یہ حقیقت میں اس رسول اور اس نبی کی شان میں ہتک ہے، اس لئے تمام انبیاء اور مرسلین کے جو متبعین اولین تھے وہ اعلیٰ درجے کے مسلمہ اور صادقین تھے، بعد میں خرابیاں آتی ہیں جیسے ان پر یہود کی خرابیوں کا اثر ہے۔ تو محمد ﷺ کی جو سوا لاکھ کی جماعت تیار ہوئی ہے اور ان کے سرخیل اور سربراہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسے لوگ ہیں معاذ اللہ اگر ان میں ایمان اور عمل پورا نہ ہو تو یہ آنحضرت ﷺ کی عالمیت وخاتمیت کی فنا ہے، معاذ اللہ۔ تو حقیقت میں حضرت کو داغ دار کرنے کا طریقہ ان کے اصحاب کرام کو برائی سے یاد کرنا ہے۔

اور ''میزان الاعتدال'' میں علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: میں اس کتاب میں لوگوں کے حالات ذکر کرتا ہوں اور یہ بتاؤں گا کہ یہ شخص اچھا ہے یا برا۔

لیکن لکھتے ہیں کہ تین آدمیوں کے بارے میں کوئی بات نہیں کروں گا (۱) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ (۲) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۳) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، کیونکہ سارے

جہان نے ان کو بہتر پایا ہے جس کو سارا جہان بہتر کہہ چکا ہے ایک، دو، چار، چھ، دس، بارہ یہودی شر راتی رافضی اگر کہیں ملے تو ان کی گندی زبان کا کیا اعتبار ہوگا۔

(میزان الاعتدال فی نقد الرجال ج ۱ ص ۲)

میزان الاعتدال میں صاف صاف انہوں نے قاعدہ لکھا ہے کہ ''ان پر کوئی کلام نہیں ہوگا کیونکہ ان کو امت نے قبول کیا ہے کہ اللہ بزرگ و برتر نے تدوین کیلئے، تقویٰ کیلئے، اعتقاد اسلامیہ کیلئے اور اعمالِ سنت کیلئے ان اکابر کا انتخاب فرمایا ہے''۔

## مبتدعینِ زمانہ بھی یہود کے نقشِ قدم پر ہیں

یہ جو بدعتی ہیں اور ان کے نزدیک وہ تمام علماء جنہوں نے دین کا کام کیا ہے مثلاً شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے سکھوں کے خلاف جہاد لڑا ہے وہ ان کے نزدیک مسلمان ہی نہیں ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ الہند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم دیو بند قائم کیا اور سرسید کی شرارت سے امّتِ مسلمہ کو بچایا اور ہندوستان کے دیگر دجل وفریب سے، ناکارہ عقائد و اعمال سے ۱۸۵۷ء کی ناکامی کا اصل بدلہ لینا انگریزوں سے وہ دیو بند کا کارنامہ ہے، ان مقاصد کیلئے دارلعلوم دیو بند قائم ہوا، ان پر بھی اعتراض ہے کہ یہ بھی اچھے نہیں اور یہ بھی وہابی ہیں، حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۶۵ کتابیں اس عظیم شخصیت نے لکھی ہیں۔ ایک جرمنی والے نے پوچھا تھا کہ: یہ (اشرف علی) کوئی کمپنی ہے یا کوئی آدمی ہے، اس کا خیال تھا کہ یہ کوئی پریس ہے جس سے بہت ساری کتابیں چھپ رہی

ہیں پھر اسے پتہ چلا کہ وہ تو ایک درویش اور فقیہ عالم گزرے ہیں، وہ کہنے لگا: واقعی تمہارا دین سچا ہے، ہم نے تو پوری مسیحیت میں ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا'' ان پر بھی اعتراض کہ جی وہ بھی صحیح مسلمان نہیں۔ کیونکہ یہ یہود کا نظریہ ہے کہ ''مصطفین الاخیار'' اللہ کے نیک بندوں پر تہمتیں لگانا اور ان سے جو فیض امت کو پہنچ رہا ہے وہ روک لیا جائے، اب ظاہر ہے دو سو آدمی بات سن رہے ہیں تو کوئی غلط بات کہی گئی تو دس آدمیوں کا ذہن خراب ہو جائے گا اس شیطان کا کام تو ہو گیا، یہ تو بہت کم سلامت فکر اور بشاشتِ طبع ہوتے ہیں جو ان کو سمجھتے ہیں یہ لوگ آفتاب اور ماہتاب جیسے درخشاں ہیں ان کے بارے میں یہ یہود اور نصاریٰ کی باتیں نہیں چلتیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمایا'' وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتاناً عظیما'' وہ تو اتنے بڑے کافر ہیں کہ مریم جیسی پاک خاتون کو نہیں چھوڑا اور اس پر زنا کی تہمت لگائی۔ قرآن کہتا ہے'' بھتاناً عظیما'' بہت بڑا بہتان باندھا ہے'' وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ '' اہلسنت والجماعت جو'' اھدنا الصراط المستقیم'' کا مصداق ہے، انبیاء واولیاء کے پلیٹ فارم اور عقائد اور اعمال میں وحی کے پابند ہیں، ان کی شان یہ ہے کہ وہ بزرگوں کے بارے میں محتاط رہتے ہیں اور عقائد واعمال کے بارے میں پہاڑ کی طرح مضبوط رہتے ہیں، ڈھکوسلوں اور حکایتوں پر اعتماد نہیں کرتے اور نصوص اور روایاتِ دین کو داغ دار نہیں ہونے دیتے۔ یہ اہلسنت والجماعت کی شان ہے ،تو وہ لوگ جن کے نہ باپ معلوم ہیں نہ ماں معلوم ہے اور پتہ ہی نہیں ہے کہ کب پیدا ہوئے ہیں اور کر کیا رہے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو اہلسنت والجماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کل من یدعیٰ حب لیلیٰ

و لیلیٰ لاتقر لھم بذاک

دعویدارِ محبت تو بہت ہیں ،لیکن جب قرآن وسنت کے نظام کو سامنے رکھیں تو صدق اور کذب کا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔

حق تعالیٰ شانہ صادقین ،حضرات انبیاء علیہم السلام ،حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرات محدثین اور پوری امت کے صلحاء اور اولیاء رحمہم اللہ کا اتباع نصیب فرمائے اور تہمت تراشوں کی سازشوں سے محفوظ فرمائے۔

"واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین"

# چودھواں خطبہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيأت اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له واشهدان لا اله الاالله وحده لا شريك له واشهدان سيدنا ونبينا محمداعبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراًونذيراًوداعياالىٰ الله باذنه وسراجاً منيرا صلى الله تعالىٰ عليه واله واصحابه وبارك وسلم اما بعد!

فاعوذبالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

قل يٰا يها الكٰفرون ○ لآاعبد ماتعبدون ○ ولآانتم عٰبدون مآاعبد ○ ولآانا عابد مّاعبدتم ○ ولآانتم عٰبدون مآاعبد ○ لكم دينكم ولى دين ○

(سورۂ کافرون)

قال رسول الله ﷺ بادروابالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمناً ويمسى كافراً ويمسى مؤمنا ويصبح كافرايبيع دينه بعرض من الدنيا (مسلم ج اص ۷۵)

بنمائے بمصاحب نظرے گوھر خود را

عیسیٰ نتوانگشت بتصدیقِ خرے چند

قابل قدر بزرگوں اور محترم بھائیوں صفر المظفر کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ یہ اسلامی تاریخ کا دوسرا مہینہ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اس مہینے کے بارے میں کچھ افواہیں پھیل گئی تھیں کہ اس مہینے میں آسمان سے اتنی بلائیں نازل ہوتی ہیں اور لوگوں کو اتنے گزند اور غم پیش آتے ہیں۔

انسانی زندگی گزارنے کے دو طریقے

آدمی دو قسم کی زندگی گزارتا ہے ایک وہ جو وحی کے مطابق ہو، اس میں اللہ کی رحمت، مدد اور مکمل راہنمائی شامل ہوتی ہے اس میں اوہام اور خیالات نہیں آتے۔ اور دوسری زندگی وہ ہے جو وحی سے ہٹ کر خیالات اور لوگوں کی باتوں اور ان کے کہنے سننے کے مطابق گزاری جائے، اس میں پھر اوہام بہت زیادہ ہوتے ہیں جبکہ اسلام تیقن پر یقین رکھتا ہے، اور مصدقہ بیانات دیتا ہے خیالات اور اوہام کا ساتھ نہیں دیتا۔ اس لئے نجوم، کہن، عدد، رمل، ہندسہ اس قسم کے جو قدیم فلاسفہ سے متعلق علوم تھے اسلام نے ان کی نفی کردی کیونکہ ان میں خیال پرستی پائی جاتی تھی۔ ایک آدمی پر اتنا ذہنی دباؤ بڑھایا جاتا تھا کہ اس سے جو بھی کہا جاتا تھا وہ مان لیتا تھا۔ جب اس سے کہا جاتا تھا کہ آپ اتنے گھنٹے بعد مر جائیں گے تو اس پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی، اس کا رنگ زرد ہو جاتا تھا، اس کا عزم اور

ارادہ ضعیف ہو جاتا تھا۔ تمام کے تمام وہ علوم جو کہ نبوت اور وحی سے ہٹے ہوئے تھے ان میں اس قسم کی سرگردانیاں موجود تھیں۔

## زمانۂ جاہلیت کا ایک جائزہ

جناب نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ جاہلیت کا تھا۔ جاہلیت کا مطلب یہ ہے کہ وحی ناپید تھی اور لوگ دین کے بجائے بے دین ہو چکے تھے۔ وہ لوگ دین کے منکر نہیں تھے اپنے آپ کو ''ابراہیمی'' کہتے تھے ''حنفاء'' کہتے تھے لیکن ابراہیمی نسبت اور حنفیت نسبت میں وہ کاذب اور غلط کار تھے۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین بیت اللہ کا احترام کرتے تھے ،طواف عمرہ اور حج رائج تھا، لیکن خیالات پرست تھے اور آدمی جب خیال پرست ہو جاتا ہے تو وہ وحی کا متبع نہیں رہتا، ایک خیال ان کو یہ آیا کہ بیت اللہ خدا کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ تو غنی ہے، اس کیلئے چندہ کرنا ناجائز ہے۔ تو انہوں نے بیت اللہ کی آدھی تعمیر مکمل کی اور آدھی چھوڑ دی۔ حطیم کا معنی یہی ہے کہ بیت اللہ کا چھوٹا ہوا حصہ، ان کا یہ خیال تھا کہ غنی کے گھر کیلئے فقیر سے پیسہ کیوں لیا جائے یہ سب ان کے خیالات اور اوہام تھے۔ دوسرا خیال ان کو یہ آیا کہ ہمارا جسم اور کپڑا یہ تو ٹھیک نہیں ہے اسی جسم کو کپڑے میں ڈھک کر ہم گناہ کرتے ہیں، خیانت کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔ جسم کو تو کہیں چھوڑ نہیں سکتے تو وہ کپڑے اتار کر ننگے جسم سے بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ تیسرا خیال ان کو یہ آیا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ،کرامات والے، اولیاء اور بزرگ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے کرامات ظاہر کیں وہ تو اب دنیا میں نہیں رہے تو چلو ان کی یاد میں ان کی یادگاریں قائم

کرتے ہیں اور ان کا سجدہ کریں گے اور ان کی منت دیں گے اور انہی سے کہیں گے کہ ہماری مشکلیں حل کرلیں ،اور ان کو دور سے پکاریں گے، تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ،وحدت ،فردت اس کا مقام الوہیت، مشکل کشا ،حاجت روا یہ سب وہ صفات تھیں جو ان سے چھوٹ گئیں اور وہ بتوں کے تابع ہو گئے ۔اچھی نیت سے اور اچھے ارادے سے خیالات پرست ہو گئے ۔چوتھا خیال ان کو یہ آیا کہ یہ ہماری بچیاں جب بڑی ہوں گی تو ان کی وجہ سے کوئی ہمارا داماد بنے گا ،کوئی بہنوئی بنے گا۔داماد کا مطلب یہ ہے کہ ہماری بیٹی ان کے پاس جائیگی ،اور بہنوئی کا مطلب یہ ہے کہ ہماری بہن ان کے پاس جائیگی تو انہوں نے یہ سوچا کہ ان بچیوں کو چھوڑنا ہی نہیں چاہئے ،جیسے ہی پیدا ہوں ویسی ہی ان کو زمین میں دفنا دو اور اس بات کو وہ لوگ بہت بڑی غیرت سمجھنے لگے۔خیالات اور اوہام کا شیطان نے ان پر ایسا تیر چلایا کہ کوئی چیز چھوڑی ہی نہیں۔ پانچواں خیال ان کو یہ آیا کہ کام تو بہت زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ اکیلے ہیں، ایک بادشاہ تو سارے کام نہیں کرسکتا ،وہ اپنی مدد کے لئے ایک صوبے میں کتنے زیر رکھتا ہے اور کتنے کاموں کیلئے وزراء ہوتے ہیں تو انہوں نے تین سو ساٹھ (۳۶۰) آلہۂ باطلہ مقرر کئے اور احترام کی وجہ سے ان کو اِلٰہ کہتے تھے ان میں سے کوئی بھی اصلاً اِلٰہ نہیں تھا ،ان کی تمام باتیں کراماتِ اولیاء کے درجے میں تھیں۔ ’’اغاثۃ الاحلام‘‘ میں علامہ ابن القیمؒ نے لکھا ہے کہ یہ سب کا سب سلسلہ اصل میں قبور پرستی کا تھا‘‘

## اسلام نے ہمیشہ قبر پرستی کی حوصلہ شکنی کی ہے

درگاہوں کا جو شور وشعب ہے ان کا آخری انجام تباہی ہے۔اس لئے جناب نبی

کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''ابعثک بما بعثنی اللہ بہ '' آپ کو اس کام کیلئے بھیجتا ہوں جس کام کیلئے خدا نے مجھے بھیجا ہے فرمایا ''لاتدع قبراً مشرفاً الاّ سوّیتہ '' اونچی قبر نہ چھوڑنا زمین کے ساتھ برابر کر دینا۔

اسلام میں درگاہوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے، قبروں کو اونچا بنانے کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ ''ولاتمثالاً الاّ طمستہ '' اور نہ مورتی چھوڑنا اس کو مٹا کے رکھنا۔

( ترمذی ج ١ ص ١٢٥ )

ذرا آنحضرت ﷺ کا جملہ ملاحظہ فرمائیں کہ ''ابعثک بما بعثنی اللہ '' میری بعثت اس کام کیلئے ہوئی تھی، میں آیا ہی اس کام کیلئے ہوں کہ دنیا سے قبر پرستی کا وجود ختم کردوں ۔

''وقال الرسو ل یٰربِّ ان قوم اتخذ وا ھٰذ القراٰن مھجوراً ''

(سورۃ فرقان آیت نمبر ٣٠)

پیغمبر بارگاہِ الٰہی میں کہیں گے: اے ہمارے رب! ان لوگوں نے تو قرآن کو ایسا ہی چھوڑ دیا تھا۔

قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کا تذکرہ ہے لیکن آدمؑ کی قبر کا کوئی ذکر نہیں ۔قرآن میں نوح علیہ السلام کی تبلیغ کی زبردست سرگرمیوں کا ذکر ہے لیکن یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قبر کہاں ہے اور اس پر چادر کب بچھائی گئی یا اس کو پکا کب بنایا گیا، اس بات کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اور کتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے مثلاً: حضرت صالح علیہ

السلام ، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام ، حضرت اسماعیل علیہ السلام ، حضرت اسحاق علیہ السلام ، حضرت یعقوبعلیہ السلام ، حضرت یوسف علیہ السلام ، حضرت یونس علیہ السلام ، حضرت ایوب علیہ السلام ، حضرت ذوالکفل علیہ السلام ، حضرت داؤدعلیہ السلام ، حضرت سلیمان علیہ السلام ، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ، ''ورسلاً لم نقصصهم عليك '' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اور بھی بہت سے پیغمبر ہیں جن کا ہم نے ذکر تک نہیں کیا ، کہاں ہیں ان کی قبریں؟ کہاں ہیں ان کی درگاہیں ؟

''وقال الرسول يٰربِّ '' پیغمبر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ''ان قوم اتخذوا هٰذالقرآن مهجوراً '' میرے ماننے والوں نے قرآن کا مذاق اڑایا تھا۔

## کل کائنات کا مالک ومختار اور علام الغیوب صرف اللہ تعالیٰ ہے

قرآن کریم ایک پیغمبر کا ذکر کرتا ہے ''او كالذى مرّ على قرية وهى خاوية على عروشها '' کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے ایک بستی کو دیکھا وہ چھتوں کے بل گرگئی تھی ، بالکل منہدم ہو چکی تھی ، پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ اس میں کبھی لوگ آباد تھے ، یہ دبے ہوئے لوگ ان کی لاشیں کیسے اٹھیں گی ، خدایا آپ اٹھا تو سکتے ہیں لیکن کیسے اٹھائیں گے۔

''فأماته الله مائة عام '' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اوروں کو کیا دیکھنا ہے آپ پر ہی آزمالیتے ہیں ، اس وقت حضرت عزیر علیہ السلام جہاں تشریف فرما تھے ( جو مقام اریحہ اور قدس ) کے درمیان ایک راستہ ہے وہیں ان کو موت آگئی۔ ''ثم بعثه الله '' جب اللہ تعالیٰ نے انہیں سو سال کے بعد اٹھایا تو فرمایا ''کم لبثت '' حضرت کتنے ٹھہرے ہوں گے؟ ''قال

لبثت یوما او بعض یوم ''تو حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا کہ: ایک دن یا آدھا دن ''قال بل لبثت مائة عام'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سو سال گزر گئے ہیں۔

یاد رکھنا قبر والے کسی کا بھی حال نہیں جانتے، قرآن پاک سے عقیدہ اور ایمان سمجھو، قرآن تمام باطل عقائد کی نفی کر رہا ہے۔ قبر والا اپنا نہیں جانتا کہ میں کتنی دیر تک یہاں پڑا رہوں گا اور کتنی دیر سے پڑا ہوا ہوں، تو جو اپنا نہیں جانتا وہ اور جہان کے بارے میں کیا جانے گا۔ جو ہر ایک کا جاننے والا ہے اور ہر ایک کی خبر رکھتا ہے اس کا نام ''اللہ'' ہے۔

''فانظر الیٰ طعامک وشرابک لم یتسنه''

کھانا پینا معمولی چیز ہے، وہ اسی طرح پڑا ہوا ہے، اور ان کے پاس ایک سواری تھی وہ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر لکیریں بنی تھیں صرف لکیریں نظر آ رہی تھیں، جو چیز جلدی ختم ہوتی ہے وہ موجود تھی اور جو چیز دیر تک سلامت رہتی ہے وہ صرف لہروں کی صورت میں موجود تھی۔ فرمایا یہ جو لہریں ہیں ان کو اٹھاتا ہوں اور اس کا گوشت پیدا کرتا ہوں، ہڈیاں اس کو چڑھاتا ہوں، اوپر سے چمڑا لاتا ہوں اور اس میں روح ڈالتا ہوں، دیکھ کیسا زندہ ہوتا ہے۔ ''فلما تبین له'' جب حضرت کو سارا نقشہ سامنے ہوا ''قال اعلم، فرمایا مانتا ہوں دل وجان سے مانتا ہوں'' ان اللہ علی کل شیء قدیر'' (سورۃ بقرہ آیت ۲۵۹) بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے، سب کچھ اس لئے کر سکتا ہے کہ نبی یا ولی کچھ نہیں کر سکتے۔ سیدھی سی بات ہے اگر کچھ وہ بھی کرتے، یہ بھی کرتے، پھر آیت یہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں، چھوٹے چھوٹے ہم بھی کر لیتے ہیں۔ نہ تو کوئی بیٹا دے سکتا ہے نہ ان کو موت سے بچا سکتا ہے، یہ ہے قرآن کی تعلیمات۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ پیغمبر اتنی بڑی

کرامت اور معجزے والے ہوئے تو کچھ لوگ آئے بزرگوں کو ماننے والے ”قالت الیھود عزیر ن ابن اللہ ” یہود کہنے لگے سو سال مرنے کے بعد پھر اٹھے یہ تو خدا کا بیٹا ہی ہوسکتا ہے۔ یہ ان کے خیال اور اوہام پرست عقائد تھے جو انہوں نے توحید کے مقابلے میں گھڑے تو توحید سے دشمنی کی وجہ سے یہ لوگ توحید کی برکتوں سے بدنصیب اور بدبخت ہوگئے۔ یہ مبتدعین اور مشرکین کا فرقہ ہے جن کی عقل اور ایمان دونوں اللہ تعالیٰ نے سلب کرلئے ہیں، پیغمبر مر گئے سو سال وہیں پڑے رہیں اور ان کو کسی بھی چیز کی خبر نہیں ہوئی اور اپنے حال سے بھی بے خبر رہے اور ان اسلام دشمنوں نے کہنا شروع کردیا کہ یہ تو خدا کا بیٹا ہے۔ اسی طرح قرآن کہتا ہے کہ ”وقالت النصری المسیح ابن اللہ “ (سورۂ آیت ۳۰) عیسائی کہنے لگے کہ ہمارا پیغمبر تو بغیر باپ کے پیدا ہوگیا، خدا نے اپنی قدرت دکھائی، مائی مریم کو جبرائیل علیہ السلام نے پھونکا کہ ”ای نفخ فی جیب درعھا“ (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۱۹) اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا وہ ملک تھا فرشتہ تھا ’فتمثل لھا بشرا سویّا “ایک خوبصورت انسان بن کر سامنے آیا، بی بی نے کہا ”انی اعوذ بالرحمٰن منک “میں اللہ رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں ”ان کنت تقیا “ (سورۂ مریم آیت ۱۷، ۱۸) اگر آپ اچھے آدمی ہیں تو ہٹ جاؤ میرے سامنے سے۔ بعض بیبیاں اور پاک خاندانوں کی عورتیں اجنبیوں سے دور رہتی ہیں ”انما العورۃ مستورۃ “عورت تو ڈھکی ہوئی چھپتی ہے۔ حسن بھی اللہ تعالیٰ نے خاتون کے لباس اور حجاب میں رکھا ہے۔

## اللہ تعالیٰ نے دم کے کلمات میں اثر رکھا ہے

اس پر مفسرین اہلسنت کا چودہ سو سال سے اتفاق ہے کہ دم سے کام بن سکتا ہے کلمات مبارکہ سے بیماری غائب ہوجاتی ہے، بخار کم ہوجاتا ہے، بد اخلاق با اخلاق ہوجاتا ہے، بانجھ صحیح ہوجاتی ہے، دم کے کلمات میں اللہ نے اثر ڈالا ہے، جیسے کیپسول میں اثر ہے آپ کھالیتے ہیں تو اثر ہوجاتا ہے درد کم ہوجاتا ہے، پیٹ میں تکلیف ہے دوا کھالیتے ہیں تو سکون حاصل ہوجاتا ہے اللہ نے اثر ڈالا ہے۔

''اعوذ بکلمات اللہ التامة من کل شیطان و هامة و من کل عین لامة''

آنحضرت ﷺ یہ کلمات پڑھتے تھے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو بٹھا کر دم کرتے تھے، خدایا تیرے ان کلموں کیساتھ شفاء حاصل کرتا ہوں۔ ہر مخلوق شر پہنچا سکتی ہے اگر آپ مدد نہ فرمائیں'' ومن شر کل هامة ''اور ہر بدرخی سے بھی پناہ مانگتا ہوں'' ومن شر عین اللامة ''اور ہر وہ آنکھ جو آدمی کو کھا جاتی ہیں، نظر بد جسے کہتے ہیں۔ یعنی سحر سے اور نظر بد سے۔ بیماری کی جڑیں سحر اور نظر ہیں۔ اور ترمذی میں ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دم کرنے کے بعد فرماتے'' ویقول هکذا کان ابراهیم یعوذ اسحق و اسمعیل'' (ترمذی ج ۲ ص ۲۷) یہ وہ کلمات ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کو انہی کلمات سے دم کرتے تھے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ'' لو لا کلمات اقولهن

لجعلتني اليهود حمارا '' (موطاء امام مالک ص ۷۲۳) کچھ کلمات ایسے ہیں جن کو میں پڑھتا ہوں اگر میں نہ پڑھتا تو یہود سحر کے زور سے مجھے گدھا بنا دیتے۔

معلوم ہوا کہ جادو اور سحر سے انسان گدھا بن سکتا ہے۔ گدھا کسے کہتے ہیں ،صرف گدھا وہ ہے جس کے دو کان ہوں، ڈھیلا چمڑا ہو اور غیر معمولی سامان اٹھاتا ہو، کیا صرف اس کو گدھا کہا جاتا ہے؟ گدھا کہہ کر حماقت بیان کرنا مقصود ہے۔ معلوم ہوا کہ سحر و آسیب کا پہلا حملہ عقل پر ہوتا ہے، علم پر ہوتا ہے اور گدھا کیا کرتا ہے صرف کھانا جانتا ہے مقصد نہیں جانتا، گدھے کو مقصد کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔

انسانی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

''وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون'' (سورۂ ذٰریات آیت ۵۶)

جبکہ گدھے کا کام ہے ماننے سے انکار، اللہ اور رسول کی فرمانبرداری نہ کرنا ،گدھے کا کام بار بار سمجھانے کے باوجود پھر الٹا چلنا، گدھے کا کام صرف کھانا اور بوجھ سے لدے رہنا، مقصد سے بے خبر رہنا، ساری زندگی بس ایک کام میں لگا ہوا ہے کہ پیسے ہاتھ آئیں اور بس پیسے ہی ہاتھ آئیں، پیسوں کی مشینیں بنی ہوئی ہیں ''ان في ذالك لعبرة لاولى الابصار ''اس میں عبرت ہے عقل مند لوگوں کیلئے، عبرت حاصل کرو سبق لے لو ۔بس دولت اتنی کہ عزت محفوظ رہے، دولت اتنی کہ دین کی مدد کر سکے، دولت اس قدر کہ غم زدہ اور بے آسرا لوگوں کے سروں پر ہاتھ رکھ سکے۔ اگر دولت سے تم نے اور کام کئے اور جو کرنے والے کام تھے ان کو چھوڑ دیا تو پھر دیکھنا کہ نسل اور نسب میں گداگر پیدا ہو جائیں

گے۔

بنو امیہ کے شہزادے بغداد کی مسجدوں کی سیڑھیوں پر بھیک مانگتے ہوئے دیکھے گئے۔ جس قوم نے ظلم کیا اور خدا کا دیا ہوا مال دین کے خلاف صرف کیا انہوں نے پھر عزت نہیں دیکھی، عزت کا ساز وسامان اللہ تعالیٰ نے ان سے چھینا ہے۔

''اعوذ بوجه الله العظيم الذى ليس شئى اعظم منه'' یہ کلمات ہیں، کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں صبح وشام پڑھتا ہوں اور اگر نہ پڑھوں تو یہود مجھ سے گدھا بنا دیں۔

''اعوذ بوجه الله العظيم الذى ليس شئى اعظم منه وبكلمات الله التامات التى لا يجاوزهن بر ولا فاجر وباسماء الله الحسنىٰ كلها ما علمت منها وما لم اعلم من شر ما خلق وبرأ وذرأ ''　　　　　　(مؤطا امام مالک ص ۷۲۳)

لا الــه الا الله کے بعد کوئی کلمہ، اور وظیفہ اس سے بڑھ کر نہیں ہے، دنیا کے تمام غموم، ہموم، سحر، آسیب اور جادو کو لمحے میں توڑ دیتا ہے۔

کلمات میں تو اثر ہے ''قولوا لااله الا الله تفلحون'' کلمہ پڑھو، سچا کلمہ بچ جاؤ گے۔ اور تم نے کسی اور کا نعرہ لگایا پھر تم اس کے حوالے وہ بچا کے دکھائے۔

سچا کلمہ ''مامن عبد قال لااله الاالله ثم مات على ذالك الا دخل الجنة''

(بخاری ج ۲ ص ۸۶۷)

سچا کلمہ ہے جس نے صدق دل سے، صدق لسان سے اس کی تصدیق اور اقرار کیا وہ جنتی ہو کر رہے گا۔

جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں کی بیٹی بعوض اتنے مہر بنکاح شرعیہ محمد یہ آپ نے قبول کیا، میں نے قبول کیا، ایک حرام اجنبی لڑکی آپ کیلئے حلال اور منکوحہ بیوی بن گئی، یہ بھی ایک کلمہ ہی کی برکت سے ہے، اور ایک کلمہ وہ ہے مثلاً آپ کہہ دیتے ہیں کہ تجھے تین طلاق، یا تجھے طلاق طلاق صرف ایک کلمہ عمر بھر کی رفاقت کو جدائی میں تبدیل کر دیتا ہے اور دو خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔

## اسلام کی جامعیت اور حقانیت

اسلام کی تمام تعلیمات جامع اور مکمل ہیں ان میں کسی قسم کی کمی اور جھول نہیں ہے پیغمبر نے تمام مسائل کو ڈنکے کی چوٹ پر بیان کیا ہے اور ہر قسم کی کمی اور کجی کو برابر کیا ہے۔ آج کل ہمارے حکمران اس بات کے درپے ہیں کہ اسلام میں بھی تبدیلی کی جائے اور اس کو جدید دور کے سانچہ میں ڈھالا جائے۔ یہ کہتے ہیں کہ جدید اسلام چاہئے، جس کا نہ سر ہو اور نہ پیر۔ جدید اسلام اور ماڈرن اسلام سے ان کا کیا مطلب ہے؟ ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ آزاد ہو جائیں شرائع کی پابندی سے یعنی جس میں نمازوں کی پابندی نہ ہو، علماء کا بیان نہ ہو، گدھے اور خچر کو بکرا اور بھیڑ کہا جائے اور خنزیر کو بچھڑا اور گائے مان لیا جائے، عورتوں کے سروں سے چادر ہٹ جائے اور انگریزی طرز پر زندگی گزاری جائے۔ ذرا سوچئے یہ کیسا اسلام ہوگا۔ اس کی صرف ایک مثال دیتا ہوں جس سے ساری بات سمجھ میں آجائیگی۔

مثال: ایک شخص نے کسی مصوّر کو کہا کہ میری پشت پر شیر کی تصویر بنا دو۔ اس زمانے میں

سوئیوں میں رنگ بھرتے تھے اور وہ جسم کو چبھوتے تھے پھر بعد میں جب زخم ٹھیک ہو جاتا تھا ، جو رنگ نکلنا ہوتا تھا وہ نکلتا تھا اور جو رنگ رہ جاتا تھا وہ پورا چھاپ لگ جاتا تھا کہ یہ شیر ہے ، یہ اس کا سر ہے ، یہ آنکھیں ہیں ، یہ اس کے دانت ہیں یہ دُم ہے وغیرہ وغیرہ ، یہ بھی وہم پرستی تھی ۔ آج کل بھی نوجوان ہاتھ میں تصویر بنواتے ہیں ، گلے میں زنجیر ڈالتے ہیں ، انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں ۔ افسوس اس کی جگہ لڑکی پیدا ہوتی تو کسی کا گھر تو آباد ہو جاتا ، پھر آپ کے گلے میں سونے کا ہار ہوتا تو بہت اچھا لگتا۔

وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا عرب سے
پردیس میں پہنچ کر وہ غریب الغرباء ہے

مصوّر نے اس کو لٹایا اور پشت پر سوئی مارنا شروع کیا ، اس نے کہا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ تو اُس نے کہا کہ شیر کے کان بنا رہا ہوں ۔ اس نے کہا کہ کان رہنے دو ، کہا اچھا پھر اس نے سوئی ماری ، اس نے پھر پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ تو اُس نے کہا کہ شیر کا منہ بنا رہا ہوں ، کہا کہ منہ بھی رہنے دو ۔ کیونکہ اس کو تکلیف ہو رہی تھی ۔ ایک بار پھر سوئی ماری تو اُس نے کہا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ کہا کہ شیر کی اگلی ٹانگ بنا رہا ہوں ، کہا کہ اگلی ٹانگ بھی چھوڑ دو ۔ جب ایک بار پھر سوئی چبھونے لگا تو کہا کہ یہ کیا بنا رہے ہو؟ کہا کہ یہ شیر کی دم بنا رہا ہوں ، تو کہنے لگا کہ شیر کی دم بھی رہنے دو ۔ تو مصوّر نے کہا کہ ایسا شیر تو خدا نے آج تک پیدا ہی نہیں کیا جس کے نہ کان ہوں ، نہ منہ ہو ، نہ ٹانگ ہو اور نہ دم ہو ۔ ایسا شیر کہاں سے آئے گا ؟ ہمارے حکمران بھی ایسا ہی اسلام بنانا چاہتے ہیں جس کا صرف نام ہو اور کچھ نہ ہو۔

”شرم تم کو مگر نہیں آتی“

تین چار دن کے مہمان ہوتے ہیں اور ان کو فقط یہی سکھایا جاتا ہے کہ بس تم اتنا کہو کہ اسلام بہت مضبوط ہوتا جا رہا ہے بس اتنی سی بات ہے کہ ہم تھوڑے تازہ ہو رہے ہیں جدید ہو رہے ہیں۔ بے شرم و بے حیا، آپ میں اسلام کی کیا چیز باقی رہی ہے، سر سے پاؤں تک انگریز کے دم چھلے ہو اور بالفعل امریکہ کے غلام بن چکے ہو، سارا گفتار اور کردار آپ کا منفی ہے، اسلام کے خلاف ہے، آپ کا اسلام سے کیا تعلق ہے؟

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

''ان اللہ اصطفی لکم الدین '' اللہ تعالیٰ نے دین اسلام دین محمد ﷺ چن کر تمہیں دیا ہے'' فلا تموتن الا وانتم مسلمون '' (سورۂ بقرہ آیت ۱۳۲) مرتے دم تک اس پر رہنا۔

کاش کہ لوگوں میں قرآن کی سمجھ ہوتی۔ یہ کس لئے کہا کہ مرتے دم تک قائم رہنا؟ یعنی ہٹانے کی کوشش جاری رہے گی، منصوبے بنائے جائیں گے، سازشیں جاری رہیں گی، دباؤ بڑھے گا لیکن آپ کو ایسے وقت میں اسلام پر قائم رہنا ہے، ہٹنا نہیں ہے'' ان الدین عند اللہ الاسلام '' (سورۂ ال عمران آیت ۱۹) اللہ تعالیٰ کے یہاں دین وہ ہے جسے اسلام کہتے ہیں'' ومن یبتغ غیر الاسلام دینا '' اسلام کے مقابلے میں کوئی اور راہ ورسم تلاش کی گئی'' فلن یقبل منه '' ہرگز قبول نہیں کی جائے گی'' وھو فی الاٰخرۃ من الخسرین '' (سورۂ ال عمران آیت ۸۵) اور ایسے لوگ ہمیشہ تباہ اور ذلیل ہوں گے

اسلام پر جمنے کی ضرورت ہے'' قل اٰمنت باللہ ثم استقم '' حضرت ﷺ نے اعلان کیا کہ

اسلام لے آؤ اور پھر اس پر جم کے رہو۔

## حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا جوشِ ایمانی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت روم گئی تھی اور وہاں گرفتار ہوگئی۔ بادشاہِ روم کو حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ پر بہت رحم آیا کیونکہ آپ بہت حسین وجمیل اور جنرل بھی تھے، جب دربار میں طلب کیا گیا تو ایسا نوجوان پورے دربار میں کوئی اور نہیں تھا جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا صحابی ہے۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اور پیروں میں بیڑیاں۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کشادہ چہرے اور چوڑے سینے کے مالک تھے۔ مؤرخین نے نقشہ کھینچا ہے کہ دربار میں روشنی بھر گئی تھی۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا: قسمیہ کہو کہ تم نے ایسا جوان اس سے پہلے کہیں دیکھا ہے؟ وزیر نے کہا نہ تو دیکھا ہے اور نہ کبھی دیکھ سکیں گے۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم آپ کو چھوڑ دیتے ہیں بس آپ محمد (ﷺ) کا لایا ہوا دین چھوڑ دیں۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور کہا اس قوم پر لعنت ہو جس نے تمہیں بادشاہ بنایا، نبی پر جو ایمان لاتا ہے وہ آخرت کیلئے لاتا ہے دنیا کے عیش وعشرت کیلئے نہیں لاتا، میں ڈر کر اس کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں، تجھے پتہ نہیں کہ ایمان میں خدا کا خوف بتایا جاتا ہے اور مخلوق کا خوف نکالا جاتا ہے۔ آخر میں ایک کڑاہی تیل سے بھر کر ابالی گئی، جب کڑاہی بالکل جوش مارنے لگی تو حضرت کو لے آئے، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر رونے لگے۔ تو بادشاہ کو فوراً اطلاع کردی گئی، بادشاہ خود اٹھ کر کے آیا اور حضرت سے کہا کہ بس اب

معاف ہیں اور آپ آئندہ کے لئے توبہ کرلیں۔تو آپ نے کہا کہ پہلے آپ ایک بات سمجھ لیں کہ میرا یہ رونا ڈر کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ افسوس کی وجہ سے ہے کہ صرف ایک ہی زندگی ہے اور ایک ہی دفعہ ختم ہوجائیگی ایسی ہزاروں زندگیاں ہوتیں تو ہر دفعہ تیرے دربار میں بھرے مجمع میں تیل کی کڑاہی میں چھلانگ مارتا اور خود کو ختم کرتا تاکہ ہر بار دنیا اسلام کی عظمت کو دیکھتی۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی ایسی دلیرانہ، جوش ایمانی اور اللہ قہار و جبار کی ہیبت وجلال سے لبریز گفتگو نے پورے دربار پر اثر کیا، اور بادشاہ نے کہا کہ میری صرف ایک خواہش پوری کردیں کہ آپ میرے سر کا بوسہ لے لیں، اپنا منہ میری پیشانی اور سر پر رکھیں میں آپ کو چھوڑ دوں گا۔حضرت نے پوچھا کہ صرف مجھے یا میرے ساتھیوں کو بھی تو بادشاہ نے کہا کہ سارے ساتھی جو تین سو گرفتار ہیں سب کو چھوڑ دوں گا۔تو حضرت نے کہا کہ ٹھیک ہے جب ساتھیوں کی چھوٹنے کی ضمانت ہے تو میں بوسہ لے لیتا ہوں ۔مؤرخین لکھتے ہیں کہ بادشاہ حضرت کی اس غیرت بھری گفتگو سے اتنا متاثر ہوا کہ سب کو چھوڑ دیا۔　　　　(درس بخاری، ص ۱۶۷۔از علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

## اسلام نے وہم پرستی کی بیخ کنی کی ہے

ایمان اللہ اور رسول کی صداقت کے یقین کو کہتے ہیں۔جب دل میں خیالات اور اوہام ہوں اور انسان ان میں گھرا ہوا ہو تو وہ زیادہ پھیل جاتے ہیں اور انسان کا ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔یہ بھی خیالات اور اوہام تھے جس میں مکہ کے مشرکین مبتلا تھے اور اپنے

خیال سے اپنی ہر مراد پوری کرنے کے لئے ہر چیز کا ایک الگ معبود مقرر کیا ہوا تھا۔

یہود کے یہاں جب علم موسیٰ ختم ہو گیا تو شیطان نے ان کو بھی اوہام میں مبتلا کر دیا اور وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہنے لگے۔

مسیحوں کے یہاں جب علم الٰہی نہیں رہا اور وہ حضرت عیسیٰ کی تعلیم سے دور ہوئے ، اور ان سے ان کا مقام ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے چھین لیا گیا تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے لگے اور ان کی دیکھا دیکھی مکہ کے مشرکوں نے ملائک کو خدا کی بیٹیاں کہنا شروع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ یہ ان کو کہاں سے پتہ چلا کہ یہ عورتیں ہیں، وہ تو عورت اور مرد کی صفت سے آزاد ہیں کیونکہ ان میں تناسل ونکاح نہیں۔ اور فرمایا: یہ لوگ ایمان نہیں رکھتے ہیں

"ان الذین لا یؤمنون بالاٰخرۃ لیسمون الملائکۃ تسمیۃ الانثیٰ"

(سورۃ النجم آیت ۲۷)

"ذالک مبلغھم من العلم" (نجم آیت ۳۰)

یہ ان کا علم ہے۔ یعنی علم ہے ہی نہیں بلکہ خیالات اور اوہام ہیں۔ جس طرح صحت کمزور ہونے کی صورت میں مریض کا خوف بڑھ جاتا ہے اور طاقت وتوانائی مضمحل اور کمزور ہو جاتی ہے، اس طرح ایمان اور اعمال جب دین کے مطابق نہ ہوں اور اس میں اپنی خواہشات شامل ہو جائیں تو قبروں کی پوجا پاٹ شروع ہو جاتی ہے۔ کسی کو غوث پاک تو کسی کو علی مشکل کشا کہنا شروع ہو جاتا ہے اور مخلوق سے مدد کے نعرے لگنے لگتے ہیں کہ فلاں بابا

مددگار ہے، فلاں بابا حاجت روا ہے فلاں بابا دور اور قریب سے سننے والا ہے اور وہ جو تمام انبیاء اور اولیاء کا پیدا کرنے والا اور ذمہ دار ہے "هو الله الذی لا اله الا هو" وہ تو اللہ ہے جس جیسا کوئی ہے ہی نہیں "وعلی الله فلیتوکل المؤمنون" اس سے یہ لوگ بہت دور ہو جاتے ہیں۔ اصلمسلمان اور پختہ عقیدہ رکھنے والا اس اللہ پر ہی سہارا کرتا ہے ایمان رکھتا ہے۔ سہارا تو ایک کا ہوتا ہے، بہت سارے سہارے کام نہیں آتے، پورے قرآن میں کہیں نہیں کہ نبی پر توکل کرو، اور نہ حدیث میں ہے۔ پورے ذخیرۂ اسلام میں کوئی روایت کوئی درایت نہیں ہے کہ کسی پیغمبر مرسل کا سہارا حاصل کرو۔

پیغمبر بھی کہتے تھے کہ: "کونوا ربنیین" ایک اللہ کے ماننے والے بن جاؤ۔

پیران پیر شیخ المشائخ حضرت اقدس شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے "جس نے خدا کے علاوہ کسی مخلوق کو مدد کیلئے آواز دی تو اللہ تعالیٰ ان کی آبادیوں کو ویرانیوں میں تبدیل کردے، ان کا گھر لٹ جائے ان کی عمارتیں بہہ جائیں، خدا کی توہین اور بے ادبی کررہا ہے۔

وہم پرست، خیال پرست مبتدعین اور مشرکین کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی، غلط سلط خیالات ہوتے ہیں اور ڈھکوسلے ہوتے ہیں جن پر ان کا دین قائم ہوتا ہے۔

یہ بھی ایک خیال ہے کہ صحابہ ؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہیں رہنے دیا، وہ پہلے خلیفہ تھے۔ صحابہ سے زیادہ ایمان نبی پر کس کا ہے، اور علی رضی اللہ عنہ کی قدر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جس طرح جانتے تھے بعد میں آنے والا کوئی نہیں جان سکتا۔

یہ بھی ایک خیال ہے کہ امامت ایک دینی اور اسلامی عہدہ ہے، معاذ اللہ جو کہ نبوت سے بڑھ کر ہے۔ خدا کا کرنا یہ ہے کہ وہ پہلا امام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہیں دوسرا احسن رضی اللہ عنہ کو تیسرا احسین رضی اللہ عنہ کو، سارے شہید ہوئے ہیں اللہ دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ خود نہ بچ سکے جن کا نام تم لیتے ہو تو وہ تم کو کیسے بچائیں گے۔ وہ اسلام کے عمائدین ارکان ہیں وہ ہدایت اور ارشاد کے آئمہ ہیں وہ اہلسنت والجماعت کے عقائد وایمانیات کے سدا بہار پھول اور کلیاں ہیں، لیکن جو تصور، اوہام اور خیالات پرست پیش کرتے ہیں اس کی اسلام میں کوئی حقیقت نہیں۔

یہ بھی ایک خیال اور وہم ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں رہے اور ہم ان کی فقہ کو مانتے ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم پیغمبر ﷺ کی حدیثیں مانیں یہ دیکھیں شیطان کس طرح ان کو مار رہا ہے۔

اس طرح یہ کہنا کہ احادیث کے آئمہ میں سے کسی امام نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا اور نہ سنا ہے۔ لیکن امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آئمہ میں وہ امام ہیں جو سترہ (۱۷) صحابہ کو دیکھ چکے ہیں اور ان سے روایت بھی کر چکے ہیں۔ تو آئمہ دین جو واقعتاً ہدایت وارشاد کے منبع اور سرچشمے تھے انہیں نہ ماننا اور دو، دو آنے کے اردو ٹیچر اور پروفیسروں کی لکھی ہوئی کتابوں پر ایمان رکھنا یہ اوہام اور خیالات پرستوں کی نشانیاں ہیں۔

## دین اسلام ہر اعتبار سے کامل واکمل ہے

اسلام آنحضرت ﷺ لیکر آئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کو اللہ نے کامل دین

کے ساتھ بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے اعلان فرمایا ہے کہ۔

''الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا'' (مائدہ آیت ۳)

میں نے دین مکمل کیا ہے، دین اس طرح مکمل ہوا کہ قرآن وسنت کے معانی اور مطالب کو یکجا کیا گیا، اس کو فقہ کہتے ہیں، اور نقوش وعبارات محفوظ کی گئیں، ان کو حدیث کہتے ہیں۔ حدیث اور فقہ ماننا یہ کمال ایمان اور اسلام ہے، ہم فقہ اور حدیث دونوں پر ایمان رکھتے ہیں دونوں ایک ہی چیز ہے ''افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض'' (سورۃ بقرہ آیت ۸۵) کچھ ماننا اور کچھ نہ ماننا یہ یہود کی خصلت تھی۔

پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ''غنیۃ الطالبین'' میں مروی ہے کہ تین طلاق کا ایک ساتھ واقع نہ ہونا یہ پہلے یہود کا مذہب تھا اور پھر وہیں سے روافض نے لیا اور وہیں سے غیر مقلدوں نے لیا اور یہ سب کے سب گمراہ اور دین سے باغی ہوئے۔ یہ اسلام کا سب سے اہم اور پختہ مسئلہ ہے جس کو ان بے دینوں نے اپنی خواہش اور عیاشی کے لئے داغدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلام کے اندر تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں اور میاں بیوی کا ہمیشہ کیلئے تعلق ختم ہو جاتا ہے اور بغیر کسی دوسری شادی کے درمیان میں آئے پہلے خاوند کیلئے یہی عورت حلال نہیں ہوتی یہ آیت میں موجود ہے

''فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجا غیره'' (سورۃ بقرہ آیت ۲۳۰)

تین طلاق کے بعد عورت حلال نہیں ہوتی اور جو اس کے خلاف کہتے ہیں یہودیوں کے ایجنٹ ہیں اور ان کا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں، یہی روافض کے ایجنٹ ہیں اور

امت میں تلبیس ابلیس پیدا کرنے والے ہیں اور قیامت تک نسل ونسب کو پلید کرنے والے مجرم اعظم ہے۔

## صفر کے مہینے کے بارے میں غلط نظریات کی وضاحت

صفر کا مہینہ شروع ہو گیا کہتے ہیں کہ جی بلائیں آسمان سے اترتی ہیں اور اس کے اوپر آ رہی ہیں اور یہ بلاؤں کے بیچ میں بیٹھا ہوا ہے جبکہ پیغمبر ﷺ نے کہا کہ

"لا صفر" (مسلم ج ۲ ص ۲۳۰)

صفر کی ایسی کوئی حقیقت نہیں، پیغمبر ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا (اس بات پر غور کرنا ضروری ہے) "رات کو جب تم بستر پر سونے لگو تو اس کو اپنی چادر اور رومال سے صاف کرو کیونکہ ہوسکتا ہے سانپ اور بچھو بیٹھا ہوا ہو"۔ ہم اور آپ کتنے لوگ بیٹھے ہیں ہزاروں کی تعداد میں ان میں سے کسی کے بستر پر آج تک سانپ اور بچھو نہیں دیکھا گیا لیکن ہوسکتا ہے۔ تو نبی ﷺ نے کہا بستر جھاڑ دو بستر پر لیٹنا، بیٹھنا یہ ایک معمولی مسئلہ تھا لیکن نبی کریم ﷺ نے اس میں بھی امت کی خیر خواہی چاہی، اگر صفر کے مہینے میں ایسا کوئی واقعہ ہونے والا ہوتا یا کوئی ایسی بلا مسلمانوں پر اتر رہی ہوتی جس سے ان کو نقصان ہوسکتا تھا تو حضرت ﷺ جو قیامت تک کیلئے انسانیت کے عظیم راہنما اور رہبر بن کر آئے ہیں اس کے بارے میں نشاندہی فرما دیتے، آپ ﷺ نے اس سلسلے میں کچھ نہیں فرمایا، جو کہتے ہیں یہ جھوٹے ہیں، مکار ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

بلا اس انسان پر نازل ہوتی ہے جو عبادات کا منکر ہو، جو طاعات کا سرکش ہو اس

کی تمام بلائیں صفر میں آتی ہیں۔ بلاء پہچان لو کہ آخر بلا کہتے کس کو ہیں، بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۵۳ اور ۱۵۷ میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں صبح کا وقت جب ہو جاتا ہے اور ایک آدمی اٹھتا نہیں ہے اور اس کی فجر کی نماز قضاء ہو جاتی ہے تو

''یعقد الشیطان علی قافیة رأس احد کم اذا ہو نام ثلث عقد''

تمہارے سر کے اوپر شیطان تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ باندھتے وقت کہتا ہے ''علیک لیل طویل فارقد'' رات بہت پڑی ہے سو جائیں۔ یہ ایک بلاء صبح نازل ہوئی ہے یا نہیں؟ اس کا صفر سے کیا تعلق ہے۔ اگر یہ شخص اٹھا ''انحلت عقدة'' ایک گرہ ٹوٹ گئی اور وضوء کیا تو ''انحلت عقدة'' دوسری گرہ کھل گئی، اللہ کا ذکر کیا اور نماز پڑھی ''انحلت عقدة'' تینوں گرہیں کھل گئیں ''فا صبح نشیطاً بسیطاً طیب النفس'' صبح تازہ دم خوش وخرم ہر طرف سے فرشتے اس کو دعائیں دے رہے ہیں، عرش سے رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔ اور اگر یہ نہیں اٹھا یہاں تک کہ ایک گرہ دوسری گرہ تیسری گرہ سخت ہوگئی تو جب فجر کی نماز کا وقت نکل جاتا ہے تو ''بال الشیطان فی اذنه'' شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے اور بھاگ جاتا ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۵۳، مسلم ج ۱ ص ۲۶۴)

اور یہی صفر کی بلاؤں سے ڈرتا ہے۔ اے فجر کی نماز نہ پڑھنے والے پہلے اپنے کان صحیح طرح صاف کر لو۔ اگر کپڑوں پر گندگی ہو تو صاف کرنے کا طریقہ موجود ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ شیطان کے پیشاب کا کیا علاج ہے اور وہ بھی کپڑے پر نہیں جسم کے اندر، اور کان کے اندر۔ تم صفر کا رونا روتے ہو جبکہ تیرے گھر میں بلائیں آتی ہیں تجھے عقل ہونا چاہئے'' ان

قران الفجر کان مشھودا''فجر کی نماز کی حاضری بہت ضروری ہے'' والفجر'' اللہ فرماتے ہیں وقت فجر کی قسم بہترین وقت ہے، اللہ اس کو گواہ بنا رہا ہے۔ حدیث میں ہے کہ قبر میں فجر بہترین جوان بن کر منکر نکیر سے چھڑانے کیلئے آجاتی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اور ارادہ کیا کہ فجر بھی جماعت سے پڑھوں گا اور اس ارادے سے سو گیا تو گویا ساری رات نفلوں میں قیام اللیل میں ذکر میں تلاوت میں دعاؤں میں گزری ہے۔ فرشتے لکھ رہے ہیں کہ یہ عشاء پڑھ کر فجر کیلئے سوئے ہیں یہ رات بھر کی نیند عبادت میں شمار ہوگی اور جب پوچھا گیا کہ لیلۃ القدر میں جاگنا بہتر ہے تو جواب میں کہا کہ: ہر رات کو فجر کے ارادے سے سونا بہتر ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رات کو فضول باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے امام بخاری نے اس پر باب قائم کیا ہے

''باب ما یکرہ من السمر بعد العشاء (بخاری ج ا ص ۸۴)

مزید تفصیلات کے لئے ترمذی ج ا ص ۴۲، ابن ماجہ ص ۵۱)

کیونکہ اس سے فجر کی نماز پر اثر پڑتا ہے۔

ساری ساری رات ٹیلی وژن کے سامنے کرکٹ دیکھتے ہیں، دنیا کے نقشے دیکھتے ہیں، ذرا پہلے اپنے ایمان اور اعمال کا نقشہ تو صحیح کر لو۔

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اپنا گھر پہلے آباد کرلیں، لوگوں کے نقشے رہنے دیں، اور جو فجر پڑھنے کا عادی ہے دنیا کی سب سے بڑی دین کی دولت اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کی ہے۔ پیغمبر ﷺ نے کیسی

بہترین بات ارشاد فرمائی ہے کہ جیسے ہی آنکھ کھلے فوراً وضو کرلو"فان ذالک وقتھا" یہی وقت ہے تیری فجر کا۔ علماء نے لکھا ہے کہ اپنے گھر والوں سے باتیں بھی نہ کرے جلدی وضو کرو اور نماز پڑھو۔

البحر الرائق ،النھر الفائق ،فتح القدیر اور فتاویٰ شام میں ہے یہ بھی نہ کہو کہ سورج نکلتا ہے یہ بے وقوفی کی بات ہے، سورج نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ قضاء کر کے پڑھو بس جلدی کرو ابھی پڑھو نبی ﷺ نے کہا ہے "ان ذالک وقتھا" یہی وقت ہے اس کا ۔لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی تعلیمات میں سختی ،مشکلات ہیں اور عمل کرنا مشکل ہے، اس کو سختی نہیں کہتے ہیں یہ سرپرستی اور خیر خواہی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کو یہ بات برداشت نہیں ہے کہ ان کی امت کے کسی فرد کی نمازِ فجر قضاء ہو جائے ،اس کو شفقت اور مہربانی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کل عالم کے مسلمانوں کو اوہام سے بچائے اور عقائد کی پختگی اور دینیات باکمال نصیب فرمائے۔

"واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین"

# پندرھواں خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھدان لا الہ الااللہ وحدہ لا شریک لہ واشھدان سیدنا ونبینا محمداعبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراًونذیراًوداعیاالیٰ اللہ باذنہ وسراجاً منیرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

اما بعد !

فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیقول السفھآء من الناس ماولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا ط قل للہ المشرق والمغرب ط یھدی من یشآء الیٰ صراط مستقیم o وکذٰلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا ط وماجعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الالنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علیٰ عقبیہ ط وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین ھدی اللہ ط وما کان اللہ لیضیع ایمانکم طان اللہ بالناس لرءوف رحیم o (سورۂ بقرہ آیت ۱۴۲،۱۴۳)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الدین الی اللہ الحنیفیة السمحة
(بخاری ج ا ص ۱۰)

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں
آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

قابل قدر بزرگوں اور عزیز دوستوں اللہ تعالیٰ نے اسلام جن وانس کی ہدایت کیلئے کامل دستور بھیجا ہے، اسلام کے نظام میں اور اس کے طرز حیات میں عقائد واعمال کا اعتدال زندگی کے نشیب وفراز کا بیان، اعتدال زندگی کے مقتضیات، اعتدال زندگی کے تمام معاملات میں اعتدال اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمایا ہے۔

## دین اعتدال اور روشن خیالی کی حقیقت

آج کل ہمارے بعض کرم فرما مغرب کو خوش کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا اسلام ہونا چاہئے، حقیقت میں یہ لوگ دین محمدی ﷺ اور دین اسلام کی عظمت سے ناواقف ہیں، اور معاذ اللہ ان کا یہ خیال ہے کہ اسلامی طور طریقے اور طرز حیات اپنے اندر شدّت لئے ہوئے ہیں، جبکہ اسلام کی کسی بھی تعلیم میں شدّت نہیں ہے ۔شدّت کی مثال وقتی اپریشن کی ہے، جس طرح کہ ایک آدمی کے پیر میں کانٹا چبھ گیا تو آپ بڑی شدّت سے اس کو نکالنا چاہتے ہیں کیونکہ پاؤں اور اس شخص کی صحت کا خطرہ ہے ،اگر آپ اس پر نرم ہاتھ پھیرے اور سوئی یا اس طرح کوئی اور چیز جس سے کانٹا باہر آتا ہو استعمال نہ کریں تو اس کا پیر دیر تک زخمی رہے گا، اور زخم آلود رہنے کی وجہ سے دیگر بیماریوں کا باعث بنے گا۔ منہ میں بتیس (۳۲) دانت اللہ تعالیٰ نے دئے ہیں اور ہر دانت کی اپنی ایک

ضرورت اور افادیت ہے اس کی حکمتیں اور فوائد ہیں۔لیکن ایک دانت جب دکھنے لگتا ہے تو پورا منہ اس سے تکلیف دہ بن جاتا ہے اور اس کی وجہ سے پورا نظامِ بدن متأثر ہو جاتا ہے۔تو ایک دن آدمی اس پر رضامند ہو جاتا ہے کہ جلدی سے میرا دانت نکل جائے خواہ اس کیلئے کوئی بھی آلہ یا ذریعہ استعمال ہو جائے۔اور کوئی شخص یہ کہے کہ اس نے اپنے ساتھ دانت نکال کر شدّت کی ہے اور سخت برتاؤ کیا ہے تو اس کو اس درد اور غم کا اندازہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نظام میں کہیں بھی شدت نہیں ہے اور جہاں کہیں نظر آتی ہے وہ ایک ضرورت کیلئے ہوتی ہے اس ضرورت کے پورا ہونے کے بعد تمام معاملات اپنے اعتدال اور میانہ روی پر آجاتے ہیں،عین اس وقت جب شدّت اور سختی کے ظہور کا لمحہ ہوتا ہے اس وقت بھی اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ عدل کرو انصاف کرو۔

## دین اسلام اور روشن خیالی کی وضاحت

جہاد کتنا خطرناک عمل ہے،جب ایک مسلم قوم ایک کافر قوم کے ساتھ نبرد آزماء ہو مسلمان عموماً کم ہوتے ہیں اور اسلحہ اور جنگی ساز وسامان میں بھی کمزر ہوتے ہیں،لیکن ان کا تمام تر سہارا اور تکیہ اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجوب،اور اس کی نصرت ومدد پر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو امتحان میں ڈال کر سرخرو کردیتا ہے۔تو جب جہاد کا مرحلہ آتا ہے تو مسلمانوں کیلئے تکلیف اور غم بہت بڑھ جاتا ہے،لیکن عین اس جہاد کے دوران بھی ہمارے اصول اور قواعد ہیں۔

**پہلی مثال** : آنحضرت ﷺ بھی جب خود غزوات میں تشریف فرما ہوتے تھے تو آپ ﷺ

نوجوانوں کی عمر پوچھتے تھے، اور جو پندرہ سال سے کم عمر کے ہوتے تھے تو ان کو جہاد میں نہیں جانے دیتے تھے کہ یہ تو بچے ہیں۔ تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی خود بڑے غم اور درد سے کہتے تھے کہ مجھے جنگ بدر میں شرکت کی اجازت نہیں فرمائی جبکہ میری عمر کے پندرہ سال ہونے میں صرف چند مہینے کم تھے، اور جب یہ بات عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہوتی تھی، کیونکہ بدر کی فضیلت بہت تھی اور جہاد میں بوڑھوں، بچوں اور خواتین کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

(ترمذی ج ا ص ۳۰۰ ابواب الجھاد)

دوسری مثال : ابوداؤد شریف میں ہے کہ ایک جنگ میں آپ ﷺ نے چند عورتیں دیکھی تو آپ ﷺ بہت متحیر ہوئے، بہت غصے ہو گئے اور ان سے پوچھا "مع من خرجتن وباذن من خرجتن" کیوں یہاں آئی ہو اور کس کی اجازت سے یہاں آئی ہو۔ جب آپ نے دیکھا کہ شریعت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو آپ نے برداشت نہیں کیا۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۷۴، میر محمد کتب خانہ)

## حالت جہاد میں نماز کا حکم

جہاد میں ایک مرحلہ ایسا آتا ہے کہ مجاہدین کیلئے نماز پڑھنا مشکل ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں کے یہاں نماز باجماعت کی بڑی اہمیت ہے، ایمان کے بعد موضوع نماز ہے، اور نماز کا بہت اہم مرحلہ نماز باجماعت ہے، اور جس کو ہمارے فقہاء کرام کامل نماز کہتے ہیں۔ امام و امامت بھی وہ پہلی والی ہوتی ہے؛ دوسری اور تیسری جماعت اگر جائز بھی

ہو جائے تو وہ پہلی والی کی طرح باعث اجر وثواب نہیں ۔اس لئے احناف کے نزدیک دوسری اور تیسری جماعت کی کوئی حقیقت نہیں ۔ جہاد کا موقع ہے اور جماعت کا وقت ہو رہا ہے اور امام بھی جناب نبی کریم ﷺ جیسی بزرگ ہستی ہے جن جیسی ہستی نہ آج تک کسی نے دیکھی ہے اور نہ قیامت تک دیکھ سکے گا ، اور تمام نمازی صحابہ کرامؓ ہیں اور جماعت کے شوقین ہیں اور جماعت کی فضیلت اور اہمیت سے خوب واقف ہیں ، لیکن جہاد کی وجہ سے حکم آیا ہے کہ آدھے مجاہدین نماز پڑھ کر جماعت سے پیچھے ہٹیں محاذ پہ چلے جائیں اور جن کی نماز باقی ہے وہ امام کیساتھ جماعت میں شریک ہو جائیں ۔ دیکھو اگر ہم نماز میں دونوں ٹانگیں اٹھائیں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن عجیب بات ہے کہ ایک جماعت دوران نماز جگہ سے چل کر محاذ پر جا رہی ہے اور یہ چلنا بھی نماز میں ہے ، یہ اٹھنا بیٹھنا ، پلٹنا چلنا یہ سب نماز کا حصہ قرار دیا گیا ، اور اس نماز کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سورۃ النساء میں کیا ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ اعتدال پسندی کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ وہ نماز جس میں گردن موڑنے سے اور منہ کا قبلہ سے ہٹانے سے ، اور دونوں ہاتھ ہلانے سے نماز ختم ہو جاتی ہے لیکن اس وقت اسلام کی سر بلندی کے خاطر یہ سب کچھ جائز کر دیا گیا ضرورت کی وجہ سے ، کیونکہ اگر جہاد میں ایک دفعہ پینترہ پلٹ گیا تو پھر بہت دیر تک مسلمانوں کو اس کا نقصان بھگتنا پڑے گا ۔ یہ قاعدہ ہے کہ جہاد آگے چلتا ہو تو مسلمانوں کی عزت بڑھ جائے گی اور جب جہاد رک جائے تو مسلمان پست اور ذلیل وخوار ہوں گے اور ان کے غم وصدمے بڑھنا شروع ہو جائیں گے ۔ حدیث میں ہے کہ تم کفار کے مقابلہ میں جہاد جاری رکھو ایک دفعہ رکھ دیا تو پھر اٹھا نہیں سکو گے اور تمہاری عزت خطرے میں پڑ جائے گی ۔

جہاد مار دھاڑ یا حملے کا نام نہیں، جہاد اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت، اسلامی کردار و گفتار کی سر بلندی کی نشر و اشاعت کو کہتے ہیں۔ اور جن موقعوں میں یہ صورت نہ ہو تو حکمت مصلحت مسلمانوں کی دینی تعلیم و تربیت، انہیں اپنے عقائد اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا اور بے راہ روی سے بچانا اور میانہ روی پر چلانا یہ سب جہاد ہے۔ ایک عالم کے بارے میں پرچی آئی تھی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ آج کل کوئی جہاد نہیں ہے۔ تو میں نے کہا کہ یہ کہنا بھی جہاد کا حصہ ہے، سمجھدار شخص مجاہدین کا استاذ جب یہ کہے کہ اس وقت جہاد نہیں ہے تو سمجھو کہ اب جہاد کی تیاری ضروری ہے، جہاد کیلئے کروٹ بدلنے کی مصلحت ہے۔ کوئی مسلمان شخص جہاد کا منکر نہیں ہو سکتا، تو پھر ایک عالم کیونکر جہاد کا منکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہر مسلمان کو پتہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم میں نماز، زکوٰۃ، روزے کا حکم ذکر ہے بالکل اسی طرح جہاد کا حکم بھی ذکر ہے، اور مسلم قوم پر دینی تقاضوں کے پورا ہونے کی صورت میں جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ایک مقام پر یہ ذکر ہے کہ سب لوگ ایک ساتھ جہاد میں نہ جائیں، جتنے لوگوں کی ضرورت ہو اتنے ہی چلے جائیں، اور جن کی ابھی ضرورت نہیں ہے وہ علم دین پڑھے، فقہ اور حدیث پڑھیں ''وما كان المؤمنون لينفروا كافة'' یہ تو مسلمانوں کیلئے جائز نہیں کہ سب ایک کام پر لگ جائیں ''فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة'' کیوں ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک بڑی جماعت سے ایک چھوٹا دستہ ''ليتفقهوا في الدين'' (سورۂ توبہ آیت ۱۲۲) کہ وہ علم دین اور علم فقہ پڑھنے میں لگ جائیں۔

گویا مساجد اور ان کا وجود مدارس اور ان کی تعلیمات، دینی نصاب اور سلیبس غور وخوض سے سبق سمجھنا اور امتحان بہترین نمبروں سے پاس کرنا یہ بھی غیرتی اور مجاہد طالب علم

کا کام ہے۔

غیرت اور شانِ جہاد کا تقاضہ ہے کہ وہ جس دین کی سربلندی کیلئے جان ہتھیلی پر رکھ کر آگے بڑھتا ہے، تو اس دین کا پڑھنا اور دوسروں کو پڑھانا یہ بھی جہاد ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جہاد بس یہ ہے کہ جہاں ہنگامہ ہو اور آدمی وہاں پہنچ جائے ہنگاموں کو سرد کرنا اور مسلمانوں کو ان کی منزلت اور معیار سمجھانا یہ بھی جہاد ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے انیس (۱۹) غزوات میں بنفس نفیس شرکت فرمائی اور کل غزوات اور سرایہ آپ ﷺ کی زندگی مبارک میں (۷۵) ہوئیں، اور جھڑپیں اور آنکھ مچولیاں آپ ﷺ کی زندگی مبارک میں ایک سو بیس (۱۲۰) کے قریب ہوئیں، ان میں آپ ﷺ تشریف نہیں لے گئے، بلکہ ان میں صحابہ کرام کا جانا کافی سمجھا جاتا تھا۔ ایک موقع ایسا بھی آیا جیسے تبوک کا موقع کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب کو جانا ہے اور جانے کیلئے سب کو کہہ بھی دیا، اور جو نہیں گئے تو ان پر آپ ﷺ شدید ناراض ہو گئے اور بڑی لمبی ناراضگی رہی، اور شدید ترین تنبیہ بھی فرمائی تھی، آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمتیں نازل فرمائیں کیونکہ وہ سچے توبہ گار ہو گئے تھے۔

## ترک جہاد کا وبال

تمام تر میادین اور کوششیں دین کی سربلندی سے عبارت ہیں، قرآن کریم میں جب اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا سورۂ انفال میں تو فرمایا کہ اگر کوئی جہاد سے منہ موڑے تو ان پر سخت غضب اور لعنت آئی ہے کہ جہاد چھوڑ کر بھاگ رہے ہو" ومن یولھم یومئذ دبرہ"، لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا کہ" الا متحرفاً لقتال او متحیزا الیٰ فئۃ" (سورۂ انفال

آیت ۱۶) لیکن دو آدمیوں کو مستثنیٰ کیا

(۱) ایک بھاگ کر اپنی جماعت میں جانے والا

(۲) اور دوسرا جنگی تدبیر تبدیل کرنے والا جنگی حکمت علمی کے پیش نظر۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ صوبہ سرحد میں سکھوں کے خلاف جہاد کر رہے تھے اور شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے مجاہدین کو بھیجتے تھے، اس وقت کے امیر سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مجھے ڈر ہے کہ شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اور بلند نہ ہو۔

''یأیھا النبی حرض المؤمنین علی القتال'' (سورۂ انفال آیت ۶۵)

اے نبی مسلمانوں کو جہاد کیلئے برانگیختہ کیجئے ''لاتکلف نفسک'' اتنی بڑی تکلیف آپ ہی کو دیجاتی ہے، کیونکہ کام جب بڑا ہو تو بڑے سے بڑے کو تکلیف دیجاتی ہے، اسلام کی تو ہر ادا اعتدال کی ہے۔

میں نے جو آیت پڑھی ''وکذلک جعلنکم امۃ وسطا'' ہم نے تمہیں اعتدال والی امت بنایا ہے، یہ پوری امت ہی اعتدال والی ہے۔ امت اسلام آباد میں نہیں بنتی، امت کوئی جنرل نہیں بناتا، بلکہ امت وہ ہے جو قرآن کی روشنی میں بنی ہو، امت وہ ہے جو چودہ سو سال سے قرآن وسنت، عقائد واعمال، اجتہاد اور فقہ سے لیس چلی آئی ہو، وہ امت ہے۔ کیونکہ دنیا کے لوگوں کا کوئی پتہ نہیں چلتا یعنی اگر ان پر دباؤ بڑھے اور ان سے یہ کہیں کہ نماز چھوڑ دو کیونکہ ہمارے بعض پڑوسی خفا ہو رہے ہیں، تو اس سے کیا نماز ختم ہو جائے گی؟ نہیں بلکہ وہ خود ختم ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ یہ کہے کہ

مغرب کا دباؤ ہم پر بہت زیادہ ہے لہٰذا تم مغرب کو ہمارے ساتھ خوش کرنے کیلئے ملعون غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کرو، تو اس طرح اعلان سے یا کسی ضمیر فروش حکمران کے کہنے سے یا دباؤ میں آکر ایسے اقدامات کفر سے ایک کافر ملعون نبی بن سکتا ہے؟ حکومتوں کی چالبازیاں بڑی کمزور ہوتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ جو کام یہ لوگ مضبوطی کیلئے کر رہے ہوتے ہیں وہ ان کی تباہی کا باعث ہو جاتا ہے، بہت ساری چیزیں آپ کے سامنے ہیں میرے لئے مناسب نہیں کہ منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر ان کا احاطہ کروں، عاقل کیلئے اشارہ کافی ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے اور وہاں اللہ تعالیٰ کا گھر بیت اللہ شریف تھا۔ مکہ، خانہ کعبہ کے شہر کو کہتے ہیں، اور آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کعبہ سے بڑھ کر کوئی مقدس مقام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو کعبہ کی تعمیر اور طواف کیلئے بھیجا ہے۔ پیغمبر جب ہر ملک میں تبلیغ کر کے تھک جاتے تو اللہ تعالیٰ ان کو کہتے تھے کہ بس کریں اب میرے گھر آئیں اور تھوڑا آرام کریں تبلیغ پوری ہوگئی، پیغمبر کعبہ آجاتے تھے آرام کرنے کیلئے، اور ان کے آنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس قوم کو غرق کر دیتا تھا جن کے ہاتھوں نبی پریشان ہوئے۔ پانچ سو (۵۰۰) کے قریب معروف انبیاء کرام کی قبریں ''جبل ابن ابی قبیس'' اور کعبہ کے درمیان میں واقع ہیں۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ ''حطیم'' اور ''حجر اسود'' کے درمیان میں یہ قبریں واقع ہیں، لیکن یہ درست روایت نہیں ہے بلکہ جبل ابن ابی قبیس اور کعبہ کے درمیان ہی میں واقع ہیں۔

## نشانات مٹنے کے بعد قبروں کی حقیقت

یہ قاعدہ ہے کہ قبر پر جب مدّت گزر جائے اور اس کا وجود نہ رہے تو اس کی شرعی حیثیت باقی نہیں رہتی، پھر وہاں روڈ بھی بن سکتا ہے، مکان اور شہر بھی بسایا جاسکتا ہے۔

”عن انس ابن مالک قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فنزل اعلی المدینۃ فی حی یقال لھم بنو عمرو بن عوف فاقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیھم اربعا وعشرین لیلۃ ثم ارسل الیٰ بنی النجار فجآء وا متقلدین السیوف فکانی انظر الیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ راحلتہ وابوبکر ردفہ وملأ بنی النجار حولہ حتیٰ القیٰ بفناء ابی ایوب وکان یحب ان یصلی حیث ادرکتہ الصلوٰۃ ویصلی فی مرابض الغنم وانہ امر ببناء المسجد فارسل الیٰ ملأ بنی النجار فقال یا بنی النجار ثامنونی بحآئطکم ھذا قالوا لا واللہ لانطلب ثمنہ الا الیٰ اللہ عزّ وجلّ قال انس فکان فیہ ما اقول لکم قبور المشرکین وفیہ خرب وفیہ نخل فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المشرکین فنبشت ثم بالخرب فسویت وبالنخل فقطع فصفوا النخل قبلۃ المسجد وجعلوا عضادتیہ الحجارۃ وجعلوا ینقلون الصخر وھم یرتجزون والنبی صلی اللہ علیہ وسلم معھم وھو یقول

❀ اللھم لاخیر الا خیرا لأخرۃ ❀ فاغفر الانصار والمھاجرۃ“

(بخاری جلد ۱ ص ۶۱)

اور یہ مسئلہ جن وانس کے یہاں مسلمہ ہے۔

## حضرت الشیخ مدظلہ کا ایک جن کیساتھ مکالمہ

جس وقت ہماری یہ مسجد بنی اور مدرسہ بن رہا تھا تو قریب میں ایک بڑا پتھر لگا ہوا تھا ہمیں کہا گیا تھا کہ یہاں پر کسی زمانے میں ہندوؤں کا گوشالہ تھا اور گائے پالتے تھے۔ وہ ہم نے ایک دن توڑا، تو اس پتھر کے ٹوٹنے کے بعد کچھ عجائب وغرائب پیش آئے ۔ تو ایک دن میں وہاں چلا گیا اور ایک خاص طریقے سے جو ایک دینی خادم کا ہونا چاہئے ان سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے: تو ایک صحت مند قسم کا عالم فاضل جن آیا مجھ سے کہنے لگا کہ آپ نے بڑا ظلم کیا ہے: تو میں نے کہا کہ وہ کیسے؟ تو وہ کہنے لگے کہ یہاں پر ہماری قبریں تھیں: تو میں نے کہا کہ آپ بڑے ہیں یا پیغمبر بڑے ہیں؟ تو اس نے کہا کہ پیغمبر سب کے بڑے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ ''جبل ابن ابی قتبیس'' اور کعبہ کے درمیان پانچ سو (۵۰۰) انبیاء کرام مدفون ہیں اب کی قبریں کہاں ہیں؟ جب بات صحیح سمجھ میں آئی تو مجھ سے کہنے لگا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے میں معافی چاہتا ہوں۔ پھر میں نے کہا کہ قبروں کو قیامت تک رگڑے دینا یہ دین نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ جب تک قبر موجود ہے تو احترام کرو اور جب موجود نہیں تو رہنے دو۔

## روضۃ النبی ﷺ شعائر اللہ میں سے ہے

ایک قبر ہے فقط جو قیامت تک قائم رہے گی اور وہ روضۃ النبی ﷺ ہے اور مستقل آیات بینات میں سے ہے کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت کا تسلسل قیامت تک باقی رہنا ہے ۔ جبکہ اسی طرح قطعی اور مضبوط طریقے سے کسی قبر کا معلوم ہونا یہ بھی کوئی آسان کام نہیں ہے

حضرت صالح علیہ السلام کی قبر پانچ جگہوں پر ہے، حضرت شیث علیہ السلام کی قبر آٹھ جگھوں پر ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ قبر تو ایک جگہ ہوتی ہے پھر پانچ اور آٹھ جگہیں کیا معنی رکھتی ہیں؟ تو سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اب امت محمدیہ ﷺ کو جناب نبی کریم ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو سے باخبر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، پلے بڑھے اور آپ ﷺ کے پاس وحی آئی اور قرآن کا نزول شروع ہوا۔ کعبہ کے اندر بت رکھے ہوئے ہیں اور مشرکین ننگے طواف کر رہے ہیں، اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو ابراہیمی اور اسماعیلی کہتے ہیں، اور جو نہ کرنے کے کام ہوتے تھے وہ مشرکین مکہ کر ڈالتے، اور جناب نبی کریم ﷺ بحیثیت نبی تیرہ (۱۳) سال مکہ میں مقیم رہے۔ میں تو آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ دیکھو کتنا زبردست اعتدال ہے دین میں، آپ کو کہا گیا تھا کہ ہم آپ کا بازو مضبوط کریں گے اور ہم آپ کیساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کریں گے اور آپ کو ایک ایسی جگہ لے چلیں گے جو بہت سبزہ زار ہوگی ہری بھری ہوگی۔ تو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہوا کہ شاید طائف ہوگا، بعد میں جب مدینہ منورہ متعین ہوا تو آنحضرت ﷺ سمجھ گئے کہ یہ گھاس اور پودے یہ پھل اور پھول اس سے مراد صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا باغ ہے، ایمان اور اعمال کا سرسبز باغ مراد ہے کہ وہ شہر آپ ﷺ کا ہوگا اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کا ہوگا اور وہاں ہر طرح آپ کی نصرت کے چشمے جاری ہوں گے۔ تو حضرت ﷺ نے بھی سمجھا کہ شاید طائف ہو، اور طائف کے بارے میں تاریخ ''البدایة والنهایة'' میں ہے کہ: طائف! طائفة من الجنة! جنت کا ایک ٹکڑا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں

ظاہر کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کیلئے مدینہ منورہ کو سازگار بنایا تھا۔ اس کا پہلا نام یثرب تھا: یثرب کا معنی ہے! کسی کو ڈانٹنا اور تنبیہ کرنا۔ ''لا تثریب علیکم الیوم'' آج کے دن تم پر کوئی تنگی نہیں ہوگی۔ اس کی آب وہوا بہت نامناسب تھی، مٹی میں زہر تھا اور اس کا پانی بیمار کرنے والا تھا۔ جب کوئی سپیرا سانپ کو سزا دیتا تو یثرب میں چھوڑ دیتا۔

## ایک غلط عقیدہ اور اس کا ازالہ

ایک فرقے کا جو یہ عقیدہ ہے کہ ہمارا ایک امام غار میں چھپا ہوا ہے کیونکہ ابھی حالات کچھ ٹھیک نہیں ہیں جب حالات ٹھیک ہوں گے تو باہر آجائیں گے۔ تو ہمارے اہلسنت والجماعت کی طرف سے ان سے یہ سوال ہے کہ عالم اور امام کی ضرورت تو برے وقت میں ہوتی ہے جب حالات ٹھیک ہوں تو کیا پلیٹیں چاٹنے آئے گا۔ اس گھناؤنے دور اور پرآشوب پرفتن دور میں سامنے آئے تاکہ توحید وسنت کے نفاذ کیلئے ہماری راہنمائی کریں۔ ہمارے پیغمبر ﷺ کو دیکھو کس جگہ بھیجے گئے مدینہ منورہ اور آپ ﷺ کے جانے کے بعد یثرب کا نام ختم ہوکر مدینۃ النبی ﷺ ہوگیا۔

## آنحضرت ﷺ کی نظر میں مدینہ کی فضیلت

بخاری شریف میں ہے کہ مدینہ منورہ میں جب صحابہ کرامؓ بیمار ہوجاتے تھے تو ڈر جاتے تھے کیونکہ بخار جب بڑھ جاتا تھا تو کوئی بچتا نہیں تھا اور بخار کی تیزی کی وجہ سے عجیب عجیب اشعار پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد محترم ومکرم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا حال رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ

ﷺ نے دعا فرمائی کہ:

عن عائشة قالت لما قدم رسول الله ﷺ المدينة وعک ابوبکر وبلال فكان ابوبكر اذا اخذته الحمى يقول :

كل امرى مصبح فى اهله
والموت ادنىٰ من شراک و نعله

وكان بلال اذا قلع عنه الحمىٰ يرفع عقيرته يقول :

الا ليت شعرى هل ابيتن ليلة
بواد و حولى اذخر و جليل
و هل اردن يوما مياه مجنة
و هل يبدون لى شامة وطفيل

اللهم العن شيبة ابن ربيعة وعتبة ابن ربيعة وامية ابن خلف كما اخرجونا من ارضنا الىٰ ارض الوباء۔

ثم قال رسول الله ﷺ اللهم حبب الينا المدينة كما حببنا مكة او اشد اللهم بارک لنا فى صاعنا وفى مدنا وصححها لنا وانقل حماها الىٰ الجحفة ۔

قالت وقد منا المدينة وهى اوبأ ارض الله قالت فكان بطحان يجرى نحلا يعنى مآء جنا　　　(بخاری ج اص ۲۵۳)

یا اللہ جو بیماریاں یہاں ہیں وہ "جحفہ" لے جائیں جہاں خدا کے دشمن یہود رہتے ہیں۔ یا اللہ اس شہر کی فضا صحیح فرمادیں، سازگار فرمادیں، خدایا جو اجر وثواب آپ مکہ والوں کو دیتے ہیں وہ یہاں دوگنا کر کے دیدیں۔

اور ان دعاؤں کے بعد آپ ﷺ ایک دن بہت خوش تھے اور فرمایا کہ: مجھے وحی میں دکھایا گیا کہ ایک کالی کلوٹی عورت ہے جس کے بال بکھرے ہیں اور رو رہی ہے یہاں سے جاتے ہوئے۔ تو میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے جو دعائیں مانگی تھیں اس کی وجہ سے اب مدینہ سے تمام بیماریاں اور بلائیں نکل رہی ہیں۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا

"المدینة خیر لھم لو کانوا یعلمون"

اب مدینہ سب سے بہترین مقام ہے کاش لوگ سمجھتے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ ۸ھ میں جب آنحضرت ﷺ مکہ فتح کر کے آئے تو اہل مکہ نے جھولیاں بچھا کر آپ ﷺ کا استقبال کیا اور آپ ﷺ سے کہا کہ مکہ تو آپ کا شہر ہے، ایک عذر کی وجہ سے آپ کو یہاں سے جانا پڑا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ والوں سے وعدہ کر کے آیا ہوں کہ میں ان لوگوں کیساتھ رہوں گا اور قیامت کے دن وہیں سے اٹھوں گا، میں وعدہ نہیں توڑ سکتا ،مدینہ کا شہر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے آباد کیا ہے اور مکہ پورے عالم کیلئے آباد کیا۔ حضرت ﷺ کے جانثار صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم نے خوشی کے دن دو دیکھے ہیں، ایک جب آنحضرت ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اور دوسرا جب مکہ مکرمہ فتح ہوا اور آپ نے اعلان فرمایا کہ میں آپ لوگوں کیساتھ رہوں گا اور وہیں واپس مدینہ چلوں گا۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ ہمارے پیغمبر جناب نبی کریم ﷺ کی ہر ہر ادا میں اعتدال ہے، حسن ہے، نور اور برکت ہے۔

## روشن خیالی یا غلامی

پتہ نہیں یہ روشن خیالی کس کو کہتے ہیں کہ لوگ حرام کو حرام نہ کہیں اور کفر کو کفر نہ کہیں یہ تو بہت مشکل کام ہے۔اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی کو آپ بہت سدھاریں اور تربیت اس کی کرلیں اوراس کو یہ سمجھائیں کہ دیکھو مرغا اور بلی دونوں ایک چیز ہے۔آپ بلی کوحرام کہتے ہیں اور مرغی کو حلال یہ آپ بہت غلط کرر ہے ہو،آپ اس وقت ایک اچھے انسان ہوں گے کہ آپ بلی کا گوشت اور مرغی کا گوشت ایک ہی طرح کھائیں،اور آپ ایک صحت مند قسم کا چمکتا ہوا پولینڈ کا کتا لے آئیں بھلے وہ چار لاکھ کا کیوں نہ ہواور آپ ایک بھیڑ اور مینڈھے کیساتھ کھڑا کریں اور کہیں کہ یہ دونوں ایک ریٹ پر ہیں اور دونوں کا گوشت ایک جیسا ہے،ان میں کوئی حلال وحرام کا فرق نہیں ہے۔تو کیا آپ اس کو روشن خیالی کہیں گے؟ یہ تو روشن خیالی نہیں بلکہ یہ گند خیالی او جہالت وگمراہی ہے۔بھیڑ بکری، مینڈا اور کتا، بلی وغیرہ کو ایک ریٹ پر فروخت کرنا اور ان کا گوشت ایک جیسے کھانے کیلئے جائز سمجھنا اتنا بڑا جرم نہیں جتنا اسلام کے احکام کو شدت کیساتھ منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ اس حکم میں بہت شدت ہے تھوڑی سی تخفیف کرنی چاہئے، یہ جرم عظیم ہے اور شدید قسم کی تہمت ہے اللہ تعالیٰ کے دین اور وحی پر، ان خطروں کو سمجھ لیں۔

## آغا خانیوں کے تمام اداروں سے بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟

سب سے بڑا امتحان ہمارے ''متحدہ مجلس عمل'' والوں کیلئے ہے، کیونکہ اکثر علماء ہیں اور علماء بھی اعلیٰ صنف والے ان میں موجود ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے پاکستان کا

تعلیمی بورڈ آغا خانیوں کے حوالہ کر دیا گیا کیوں؟

کیونکہ اس نصاب سے اور اس syllabus سے قرآن مجید کی آیتیں، پیغمبروں کے واقعات، صحابہ کرام کی قربانیاں، آئمہ اسلام اور فقہاء کرام کی دینی کوششیں، محدثین عظام اور مفسرین قرآن کی روشن زندگیاں نکال رہے ہیں، یہ کام کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔

یاد رکھنا ہندوستان کی تاریخ میں دو کافر عجیب گزرے ہیں، ایک ملعون مرزا غلام احمد قادیانی اور دوسرا ملعون آغا خان، یہ کفار میں بھی نرالے قسم کے کفار ہیں۔ بدترین کافر اسے کہتے ہیں جو اسلام کا دشمن ہو اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے اسلامی لبادہ اوڑھ لے۔ میرا علماء کرام سے ایک شکوہ ہے ایک ہفتہ پہلے علماء کرام کی اجلاس میں یہ بات میں نے کہی کہ ٹھیک ہے کہ حکومت نے یہ غلط فیصلہ کیا ہے لیکن ملک کا نصاب تعلیم کافروں کے حوالہ کرنا یہ اپنے ملک سے اسلام کے خلاف کفر کا اعلان کرنے کے مترادف ہے۔ جیسے فرض کریں اگر حکومت اعلان کرے کہ تم ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانو اور مرزائیت کو اسلام کہو تو کیا آپ اس بات کو تسلیم کریں گے؟ اگر آپ اس کے بجائے یہ کہتے کہ جس فرقے کو نصاب تعلیم حوالہ کیا گیا ہے وہ فرقہ غیر اسلامی ہے تو پھر ایسا کام کبھی بھی نہ ہوتا۔ میں نے علماء کرام سے کہا کہ بیس سال سے آغا خان ہسپتال پر اعتراض کرنے میں صرف میں اکیلا ہوں، مسئلہ یہی ہے جو میں بتا رہا ہوں کہ وہاں بیمار کی عیادت نہیں کرنی ہے، وہاں مرے ہوئے کے جنازے کی امامت نہیں کرنی ہے۔ بیمار کی عیادت بھی سنت ہے، اور مسلمان مر جائے تو جنازہ بھی پڑھنا مقصود ہماری ناراضگی ہے کہ آپ کیلئے دنیا میں اور ہسپتال کیا کم تھے! کہ ایک ایسی جگہ پر گئے جو ہمارے پیغمبر ﷺ اور دین کے مقابلے ایک نام پر قائم ہوا

ہے۔تو میں نے کہا کہ آپ ساتھ نہیں دیتے ہیں اور کہتے ہو کہ آپ بہت سخت آدمی ہیں اور آپ کے مسائل مشکل ہیں۔اب جب دونوں ٹانگوں سے باندھے گئے تو مجھے کہتے ہیں کہ جی آپ اس مسئلہ میں ہمارا ساتھ دیں۔میں تو ہر مسئلہ میں جو دین کا ہو اس میں آپ کے ساتھ ہوں الحمدللہ۔مگر یہ کمزوری آپ لوگوں کی طرف سے آئی ہے۔اب بھی کہتا ہوں اور آئندہ بھی کہتا رہوں گا کہ کسی بھی کفار کے ہسپتال میں جو مذہبی رجحان کے ساتھ بنا ہو تمام مسلمانوں کیلئے اس سے بائیکاٹ فرض ہے۔ان کے ہسپتالوں میں ہمارے مسلمانوں کیلئے اتنی رعایت ہوتی ہے جتنی یہود اور عیسائیوں کیلئے ہے،اور خود آغا خانیوں کیلئے نصف کے قریب کر دیتے ہیں،بعض دفعہ جب ان کے مذہبی لوگ لکھ کے دیتے ہیں تو ۷۵ فیصد بل معاف ہو جاتا ہے،آخر غیرت بھی تو کوئی چیز ہے۔غیرت ایمان کا نام ہے'' انما الغیرة من الایمان ''میں تو کہتا ہوں کہ گھر پر مر کے دفن ہونا یہ ایمان ہے اور آغا خان ہسپتال سے صحت مند ہو کر آنا یہ بے غیرتی اور بے مروتی ہے۔اور خدا کا کرنا ہے کہ وہاں سے لاشیں ہی لاشیں نکلتی ہیں،جب تین چار آٹھ لاکھ کا بل ہو جائے تو کہتے ہیں کہ لے جاؤ اپنے مردے کو مشین کے ذریعے سے ہم نے اس کو رکھا ہوا تھا۔شفاء کہاں ہے

''وننزل من القران ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين''

(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۲)

شفاء اور رحمت تو مسلمانوں کیساتھ ہے۔چونکہ ہمارا دین اعتدال کا ہے ہم تو اس اعتدال اور انصاف اور میانہ روی کی بات کرتے ہیں کہ مسلمانوں اس طرح کی جگہوں سے اپنے اہل وعیال،نسل وناموس اور اولاد ودین کو بچائیں! یہ اعتدال کی بات ہے یہ ہم نہیں

کہتے کہ مسلمان اس کو اکھیڑ کر پھینک دیں، مسلمان ان کا سر قلم کریں، اگر ہم انتہاء پسند ہوتے یا ہمارے یہاں اعتدال کا فقدان ہوتا تو ہم ہر مخالف کو اس طرح یاد کر لیتے ،لیکن یہ طریقہ نہیں ہے معاشرت زندگی کے منافی ہے، تعلیم و تفہیم اور جہاد کی گھڑیاں علیحدہ ہوتی ہیں۔ ہر کام کا ایک مخصوص وقت متعین ہے۔

## ہمارے نبی کریم ﷺ سب سے بڑے اعتدال پسند تھے

ہمارے نبی کریم ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں مقیم تھے تو آپ ﷺ بھی اور صحابہ کرام بھی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے ،لیکن جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ میں ایک طرف یہود آباد تھے، بیت المقدس کے کچھ حصے کی طرف وہ رخ کرتے تھے جبکہ سمت شرقی میں مائی مریم رضی اللہ عنہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اس طرف عیسائی منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔اور حقیقت میں جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذبیحہ بیت اللہ میں پیش ہوا ہے تو کعبہ بنا ہے، اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنیاد رکھی تھی اور اپنے دوسرے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذبیحہ وہاں پیش کیا ہے وہ پھر قبلہ بنا ہے۔ (فیض الباری ج ۱ص ۱۳۲)

تو ہمارے نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو سولہ (۱۶) ماہ اور سترا (۱۷) دن آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ بیت اللہ کی جگہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیئے۔ یہ اسلام کے معتدلانہ احکام کا مظہر ہے اور یہ اسلام کی جامعیت کا باعث ہے۔

## روشن خیالی یا دین بیزاری

اپنے اختیارات سے اور اپنی فکر سے اسلام میں تبدیلی کرنا روشن خیالی کا ڈنکا بجانا یہ تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسے مجتہد کیلئے بھی ممکن نہیں ، کسی ایک حدیث کے الفاظ میں کمی کوتاہی اور بیشی امام فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں کر سکے ،اور دینی مسائل میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر اولیاء کرام نہیں کر سکے ۔تو چند دنوں کا مہمان جس کو مقابل پارٹی کہتی ہے کہ ہم کب تم کو باعزت طریقے سے بھاگنے کا راستہ دیں گے؟ آپ کی کمر دیوار کیساتھ تھوڑی تو رگڑ جائیگی لیکن نکل جائیں گے خیریت سے ! شرم تم کو مگر نہیں آتی ۔اتنی ضعف اور کمزوری تک اس لئے پہنچ گئے کہ اسلام کی عظمت اور اسلام پر استقامت جس کا تقاضہ یہ تھا کہ اس پر جم کر غرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کو جواب دیا جاتا ،لیکن یہ انہوں نے نہیں کیا۔

## حکمرانوں کیلئے لمحۂ فکریہ

انصاف سے اور عقل سے یہ بات سوچ لیں کہ دو حکمران ایک ساتھ بیٹھے ہیں ،ایک پاکستان کا بڑا ذمہ دار ہے اور ایک ہندوستان کا وزیر اعظم ہے، پاکستان کا جو ذمہ دار ہے ماشاء اللہ وہ داڑھی اور مونچھوں سے بالکل آزاد ہے ایک کٹورا ہے اور ایک صاف ستھری بوتل ہے جدھر سے آپ اسے دیکھو گے بس ایک چیز ہے جو نظر آرہی ہے، دوسری طرف ہندوؤں کے ملک کا سربراہ دیکھ لیں اس کے سر پر مذہبی پگڑی ہے اس کے چہرے پر

گرونانک کی داڑھی ہے۔ او غیرتی قوم کہاں گئی تمہاری غیرت اور ہوش و بیداری جو مغرب اور امریکہ آپ کو گردن سے پکڑ کر کہتے ہیں کہ آپ ذرا ٹھنڈے ہو جائیں اور معتدل اور روشن خیال ہو جائیں، وہ ان کو کیوں نہیں کہتے کہ آپ پندرھویں صدی میں گرونانک کو چھوڑ دیں، سر ننگا کر لیں اور داڑھی صاف کر لیں؟ وہ بے دین ہیں لیکن اپنی بے دینی میں جسے دین سمجھتے ہیں اس کے ساتھ مخلص ہیں اس کو کچھ کہہ تو دیں ذرا، بش جیسے پچاس اور آجائیں پھر بھی اس کو یہ لفظ زبان پر نہیں لا سکتا۔ اور یہ چٹا چٹو اور

"صفصفا ٥ لاتریٰ فیه عوجاً ولا امتا"

(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۰۷)

شرم تم کو مگر نہیں آتی! ایک ہی زمانہ ہے اور ایک ہی چوہے کے نیچے دونوں ہیں اور دونوں کو برابر رکھنے کے تمام احکام وہدایات وہیں سے آرہی ہیں وہ اپنے خود ساختہ مذہب پر پوری باقاعدگی اور دلیری کیساتھ قائم ہیں، وہ جہاں کھڑا ہوتا ہے اور بیٹھتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ سکھ مذہب کا آدمی ہے، سکھوں کے یہاں سروں پر پگڑی ہوتی ہے اور چہروں پر داڑھی ہوتی ہے کیونکہ گرونانک مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کی طرح اسلام سے بھاگا ہوا ہے، وہ اسلام کا باغی ہے، ان کا بڑا آقا اس کو نہیں کہہ سکتے کہ آپ پگڑی اتاریں اور داڑھی منڈائیں کیونکہ انہوں نے اس کو اپنا مذہب منوایا ہے اور اس پر پوری طرح قائم ہیں۔ یہ ہمارے والے نے تو خیر صرف داڑھی منڈائی ہے اگر ان کو یہ کہہ دیا جاتا کہ داڑھی کے اندر جو جڑیں ہیں ان کو بھی نکال کر پھینک دیں اور صاف کر دیں تو یہ اس پر بھی تیار ہو جاتے۔

"انا للہ وانا الیه راجعون"

"افبالباطل یؤمنون وبنعمة اللہ یکفرون"

ناحق مذہب والے کو دیکھو وہ کتنی سختی کے ساتھ ڈٹے ہوئے ہیں، اور جن کے سچے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جن کے پاؤں کے تلوؤں کے نیچے گرونانک جیسے کروڑوں رگڑے کھاتے رہتے ہیں وہ دین فروش خود اپنے دین کو لوگوں کے سامنے مذاق بناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حکمرانوں کو عقل دیں غیرت دیں ایمان دیں اور مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلام کی عزت اور عظمت منوانے کی اللہ تعالیٰ توفیق دیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔

"واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین"

# سولھواں خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھدان لا الہ الااللہ وحدہ لا شریک لہ واشھدان سیدنا ونبینا محمداعبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیاالیٰ اللہ باذنہ وسراجاً منیرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ واصحابہ وبارک وسلم اما بعد!

فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمونo
(سورۂ بقرہ آیت ۱۳۲)

وقال اللہ تعالیٰ، ان الدین عنداللہ الاسلام (سورۂ آل عمران آیت ۱۹)

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الأخرۃ من الخٰسرینo
(سورۂ آل عمران آیت ۸۵)

وقال اللہ تعالیٰ، یأیھا الذین امنوا اتقواللہ حق تقٰتہ ولاتموتن الا وانتم مسلمونo (سورۂ آل عمران آیت ۱۰۲)

## اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں

انسان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات بہت زیادہ ہیں اور اسی طرح اس کی نعمتوں کا بھی کوئی شمار نہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ

"وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصو ھا ان الانسان لظلوم کفار"

(سورۂ ابراہیم آیت ۳۴)

میری نعمتیں تم گن نہیں سکتے یہ اور بات ہے کہ انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے۔ اصل میں نعمت کا تعلق دو جگہ ہے۔ ایک منعوم سے ہے جس پر نعمت ہوتی ہے یعنی نعمت یافتہ جیسے بندے، اقوام، قبائل وغیرہ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہو چکا ہے اور اس کے برعکس خدائی نعمتوں کے سامنے لوگوں کا کیا حال ہے "ان الانسان لظلوم کفار" بڑا بے انصاف اور بڑا ناشکرا ہے۔ نہ تو یہ نعمت کا شکر بجالانا جانتا ہے اور نہ ہی جاننا چاہتا ہے۔ شکر نعمت کے تمام مواطن اور تمام راستے یہ خود ترک کرتا ہے اور ان راستوں کو اپنے اوپر خود اپنے ہاتھ سے بند کر لیتا ہے۔ اسی لئے اس آیت میں کہا کہ "ان الانسان لظلوم کفار" کہ یہ انصاف سے اور شکرانے سے ہٹے ہوئے ہیں۔ گویا خدائی نعمت کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ قیام عدل ہو۔ جہاں عدل ہوگا وہاں ظلم نہیں ہوگا اور خدائی نعمت کا یہ مقتضاء ہے کہ منعم اللہ رب العزت کا شکر بجالایا جائے۔ شکر نہ کرنے کی وجہ سے اپنے پرائے ہو سکتے ہیں، موافق مخالف ہو سکتے ہیں، معتقد منحرف ہو سکتے ہیں اور مطیع اور فرمانبر لوگ سرکش ہو سکتے ہیں۔ نعمت کے نزول اور اعطاء کے بعد بندے سے دو شکایتیں کی گئی ہیں ایک تو یہ کہ ان تمام

نعمتوں کے ظہور کے بعد بجائے اس کے کہ یہ بندے منعم کے لئے، اس کے حکم کو نافذ کرنے کے لئے اور اس کے حکم کو بجالانے کے لئے امن کا مظاہرہ کرتے، تو انہوں نے بدامنی کا مظاہرہ کیا۔ دوسرا یہ کہ شکر کا مظاہرہ کرتے تو انہوں نے ناشکری کی۔ یہ تو انعام یافتہ لوگوں کا حال ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انعام واکرام کا برتاؤ کیا ہے۔

## اللہ تعالیٰ کے چار بڑے انعامات

اللہ تعالیٰ کے بڑے انعامات چار ہیں، پہلا وجود ہے یعنی نیست سے ہست میں لانا، عدم سے وجود دینا، پردہ غیب سے پردہ ظہور کی طرف لانا۔

دوسرا انعام انسانیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پیدا کیا انسانی شرائف دئے، انسانی مقتضایات دئے، انسانی خصلتیں عطا کیں اور انسان ہی کو اشرف المخلوقات بنایا۔

اللہ تعالیٰ کا تیسرا انعام اسلام ہے جو کہ تمام چیزوں کا سردار اور سرلشکر ہے اور اللہ تعالیٰ کا چوتھا انعام عافیت ہے جس کی وجہ سے تمام چیزوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ سورۂ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ کی چورانوے (۹۴) نعمتوں کا ذکر ہے "الرحمٰن علم القراٰن خلق الانسان علمه البیان" اور یہ تمام کی تمام چورانوے (۹۴) نعمتیں جو سورۃ الرحمٰن میں حق تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں وہ سب ان چار کے ضمن میں آگئی ہیں۔ "وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوها" تم خدائی نعمتیں گننا چاہو تو گن نہیں سکوگے۔ "ان الانسان لظلوم کفار" لیکن انسان اس کے باوجود ظالم ہے اور کافر ہے۔ یہاں ظالم ناانصاف کے معنیٰ میں ہے اور کافر تو بہت سارے انسان ہوتے ہیں۔

"فمنکم کافر و منکم مؤمن" (سورہ تغابن آیت ۲)

"فمنهم شقی و سعید" (سورۂ ہود آیت ۱۰۵)

لیکن مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں پر کافر کا معنی ہے ناشکرا۔ اگر کسی عام آدمی کا احسان کوئی نہ مانے تو اسے ناشکرا کہتے ہیں تو خدا کے احسان اور نعمتوں کو پس پشت ڈالنا تو ناشکری کی انتہاء ہے۔ اسی کو کافر نعم کہتے ہیں۔ بے شک انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے یہ امن کو نقصان دیتا ہے اور امن کے خلاف چلتا ہے۔ کبھی تو جانتے ہوئے غلط کام کرتا ہے تو بڑا ظالم اور بڑا منحرف بنتا ہے "انه کان ظلوماً جهولاً"

## علم جناب نبی کریم ﷺ کا وصفِ خاص تھا

رب العزت کے احکامات کو قبول کرنے کی صلاحیت، ایمان پر قائم رہنے کی استعداد اور قرآن مجید کے نزول کا تحمل یہ تمام اوصاف مؤمن کے ایمان کا حصہ ہیں اور یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہے جب انسان ایمان کے بعد علم کے حصول میں لگ جائے۔ ایمان کے بعد مؤمن کا اولین فریضہ علم کا حاصل کرنا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بخاری شریف میں یہی ترتیب قائم کی ہے وہ کتاب الایمان کے بعد کتاب العلم لائے ہیں اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ ایمان کے بعد سب سے ضروری چیز علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو کوئی نہ کوئی امتیازی اعجاز دیا ہے۔ ہمارے پیغمبر جناب نبی کریم ﷺ کا امتیازی مقام 'علم' ہے۔ آپ ﷺ کو ایسا علم دیا گیا جو اولین و آخرین میں کسی کا نہیں تھا۔ اس کی ایک مثال دیتا ہوں، آپ ﷺ بارگاہ الٰہی میں جب شب معراج میں پیش ہوئے تو احادیث میں

ہے کہ الوہیت کی ہیبت کی وجہ سے آپ کے ہونٹ مبارک آپس میں مل گئے تھے اور آپ ﷺ کے دل میں دہشت بیٹھ گئی تھی۔ آپ ﷺ کو مانوس کرنے کے لئے بارگاہِ عالیہ سے ارشاد ہوا کہ "بما جئتني يا حبيبي" کیا لیکر آئے ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا "التحيات لله والصلوٰة والطيبات" میری بدنی عبادات، قولی عبادات اور مالی عبادات صرف آپ کے نام ہیں۔ یہ ایک بڑا علمی جواب ہے کیونکہ بندہ خالق کو کچھ نہیں دے سکتا سوائے اس کے کہ اسکا عقیدہ اور اس کا عمل صاف ستھرا ہو۔ آپ ﷺ کو جواب دیا گیا "السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته" آپ نے تین چیزیں پیش کی تھیں۔ بدن پیش کیا تھا تو اس کے بدلے میں کہا کہ سلامت رہو "اسلام علیک" آپ ﷺ نے اقوال پیش کئے کہ میری زبان بھی تیرے خلاف نہیں چلے گی۔ تو فرمایا 'ورحمة الله' اس زبان پر رحمتیں رہیں گی۔ آپ ﷺ نے مال پیش کیا کہ میرا مال بھی تیرے نام کا ہوگا اور تیری رضا کے لئے خرچ ہوگا تو فرمایا 'وبركاته' ایسے مال میں خوب برکتیں ہونگی۔ قیامت تک اس کے خزائن جاری رہیں گے۔ پوری امت جو زکوٰۃ دے گی اور انفاق کرے گی، خیر خیرات کرے گی ان سب کا پہلا داعی اور مصداق جناب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ تین چیزیں پیش کیں بدنی عبادات، قولی عبادات، اور مالی عبادات اور وہ تینوں قبول ہوگئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "السلام علينا وعلى عباد الله الصٰلحين" خدایا تیرے یہ احسانات جیسے مجھ پر ہیں اسی طرح آپ کے نیک بندوں پر بھی ہوں۔ یہ علم نبوت کا بہترین استعمال اور بہترین مقام ہے کیونکہ آپ ﷺ رحمۃ العالمین ہیں، آپ ﷺ کی شان یہ نہیں کہ صرف آپ ﷺ امتیازی ہیں بلکہ آپ ﷺ کی وجہ سے آپ ﷺ کی امت بھی ممتاز ہے "انک خير

الرسل وامتک خیر الامم" جیسا آپ ﷺ پیغمبروں میں بہترین ہیں تو آپ ﷺ کی امت بھی امتوں میں بہترین ہے "کنتم خیر امة اخرجت للناس" (سورۂ ال عمران آیت ۱۱۰) آپ ﷺ نے اس کو عام فرمایا تمام نیک بندوں کیلئے۔ "السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین" خدایا یہ سلام ہم پر بھی ہو اور آپ کے نیک بندوں پر بھی ہو تو سب ملائکہ جو تمام سبع سمٰوٰت میں کھڑے تھے ان سب کو کہا گیا کہ پڑھو "اشھدان لااله الا الله واشھدان محمداً عبده وسوله" (طحطاوی علی المراقی ص ۲۸۴)

ہم نماز کے اندر آخر میں یہ پڑھ کر اس مہربان اور محسن پیغمبر کے لئے دعا کرتے ہیں۔

اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔

جب قاعدے اور قرینے کا کام ہو جائے اور پیغمبر پر درود بھیجا جائے تو دعا قبول ہوتی ہے اس لئے درود شریف کے بعد دعائیں رکھی گئیں اور یوں نماز بخیر عافیت مکمل ہوگئی۔ تمام اعمال کا سرچشمہ تمام ایمانیات کا مظہر نماز ہے جو اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کو امتیازی معجزہ علم کا دیا گیا ہے۔ اس کی ضرورت تھی کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت قیامت تک چلنے والی تھی اور امت کو علم کی سخت ضرورت تھی کیونکہ گزشتہ امتوں میں علم صرف انبیاء تک خاص ہوتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک نبیؑ کے بعد دوسرا نبی آجاتا تھا جو ان کی راہ نمائی کرتا تھا اس لئے امت کے پاس علم کا سرمایہ نہ ہونا ٹھیک تھا۔ لیکن اس پیغمبر عربی رسول ہاشمی امام الحرمین وامام القبلتین رسول الثقلین جناب نبی کریم ﷺ پر ہر

طرح کی نبوت اور رسالت ختم کردی گئی اور جب نبوت کے تمام مواطن مکمل کردئے گئے تو آپ ﷺ کو علم بطور معجزہ دیا گیا اور اس علم کو قیامت تک برقرار رکھا گیا کیونکہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ خدایا یہ مجھے بھی عطا ہو اور میری امت کے نیک لوگوں کو بھی عطا ہو " السلام علینا وعلی عباد اللہ الصٰلحین "

## علم اور تواضع حضرت آدم علیہ السلام کے خاص اوصاف تھے

حضرت آدم علیہ السلام کو علم کے ساتھ تواضع بھی دی گئی تھی۔ عبدیت بہت زیادہ تھی اللہ تعالیٰ نے کہا " الم انھکما عن تلکما الشجرۃ واقل لکما ان الشیطٰن لکما عدو مبین " (سورۂ اعراف آیت ۲۲) میں نے تمھیں کہا تھا کہ درخت کے قریب نہ جانا کیوں گئے۔ آدم علیہ السلام خاموش ہوگئے۔ علماء لکھتے ہیں علم کے ساتھ عبدیت کی شان بھی موجود تھی۔ علم جب انبیاء کا ہو تو بندگی پیدا ہوتی ہے حق تعالیٰ نے کہا تھا کہ اس درخت میں سے نہ کھانا جب کھالیا تو ارشاد ہوا کہ نکلو یہاں سے، جنت سے باہر، جاؤ زمین پر مصیبتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرو۔ حضرت آدم چپ چاپ ہیں کوئی جواب نہ دیا صرف توبہ کی " ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین " (سورۂ اعراف آیت ۲۳) جواب تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے کون جواب دیتا ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا تھا " اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء " (سورۂ بقرہ آیت ۳۰) تو فرشتوں کو اس کے بدلے میں حضرت آدم علیہ السلام کا سجدہ کرنا پڑا۔ سخت امتحان پیش آیا۔ اس کے بعد جواب دیا تھا ابلیس نے کہ بشر پیغمبر ہوسکتا ہے؟۔ پیغمبر کے لیے تو نور ہونا ضروری ہے اور

میں ناری اور آتشی ہوں میں مٹی سے بنے ہوئے آدم کو جو خالص بشر اور انسان ہے کیسے سجدہ کرسکتا ہوں۔ ساری زندگی جو عبادت کی تھی وہ ایک جملہ سے ختم ہوگئی اور قیامت تک کے لئے ذلیل و رسوا ہوگیا۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عالم ارواح میں ملاقات ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے آدم اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا پھر ملائک سے سجدہ کرایا پھر جنت بھیجا، کیا ضرورت تھی آپ کو ایک ایسے درخت کا پھل کھانے کی جس سے آپ کو منع کیا گیا تھا، جس کے کھانے کی وجہ سے آپ کو جنت سے نیچے آنا پڑا اور سب لوگوں کو پریشانی میں ڈال دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو کلیم ہیں وہ تو ہر ایک بات کرسکتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ وہ موسیٰ ہیں جن کو توریت دی گئی ہے اور اسی توریت میں لکھا ہوا تھا کہ میری پیدائش سے چالیس سال پہلے یہ واقعہ ہونے والا ہے۔ تم تقدیر کے مقابلے میں مجھے تدبیر کی ملامت کرتے ہو۔ کیا تقدیر سے کوئی بچ سکتا ہے؟

اس کے بعد آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام غالب آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لاجواب کردیا۔ یہی جواب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اس وقت بھی تھا جب ان سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا تھا کہ میرے منع کرنے کے بعد اس درخت سے کیوں کھایا۔ بعض موقع جواب دینے کے ہوتے ہیں اور بعض سکوت کے ہوتے ہیں۔ اس بات کا فیصلہ عقل کرتی ہے اور نبی سب سے بڑا عاقل ہوتا ہے۔ جب حق تعالیٰ نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا تو حضرت آدم علیہ السلام چپ رہے اور معافی مانگنے لگے لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ایسا کیوں کیا تو حضرت آدم علیہ السلام بول پڑے ایسے بول پڑے کہ موسیٰ

علیہ السلام جو کہ کلیم اللہ ہیں ان کو خاموش کر دیا (مسلم ج ۲ ص ۳۳۵)

## سب سے پہلے بشریت کا انکار شیطان نے کیا

بشریت کے منکرین کے لئے پہلا کھڈا شیطان نے کھودا۔ آج کل بھی نعرے لگتے ہیں کہ نور ہے، نور ہے، نور ہے۔ یہ سب شیطان کو خوش کرنے کے کام ہیں۔ آپ ﷺ جیسا بشر تو کسی نے دیکھا نہیں ہوگا۔ باپ، ماں، دادا، دادی، بیٹیاں، بیٹے، بیویاں اور نواسے سب موجود ہیں اور آپ ﷺ کا سلسلہ نسب قیامت تک محفوظ ہے۔ اتنا بڑا بشر اتنا بڑا انسان تو عالم انسانیت میں پیدا نہیں ہوا ہے۔ اسی بات پر ابلیس اللہ تعالیٰ سے لڑ پڑا اور کہا کہ ایک اعلیٰ کو کہہ رہے ہیں کہ ادنیٰ کو سجدہ کرے، یہ کیسے ہو سکتا ہے، میں تو اعلیٰ ہوں

"انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین" (سورۂ اعراف آیت ۱۲)

وہ ادنی ہے مٹی سے بنا ہے میں اسکا سجدہ کیوں کروں۔ بدنصیب کو یہ خیال نہیں ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کا حکم تھا اور خدا کا فیصلہ تھا اسی نے آدم کو بشر محض بنایا تھا۔ پہلا انسان اور پہلا نبی حضرت آدم تھے۔ انکو تمام مخلوقات پر برتری دینی تھی اس لئے ان کے سامنے سب کو جھکایا۔ شیطان اکڑ گیا اور نور کا دعویٰ کیا اور بشریت کا انکار کیا اور کھڑا رہا اور ڈٹا رہا۔ آدم علیہ السلام کا سجدہ نہیں کیا " فسجد الملائکة کلهم اجمعون" (سورۂ حجر آیت ۳۰) فرشتوں نے ایک سجدہ تو کرلیا۔ سر اٹھا کر دیکھا تو یہ بدبخت کھڑا تھا تو ایک اور سجدے میں چلے گئے۔ اس لئے ہر نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے تجویز ہوئے۔ یہاں تک کہ اگر نماز میں سہو واقع ہو جائے یا کوئی بھول چوک ہو جائے تو بھی سجدہ سہو میں دو سجدے کرتے ہیں۔

## آنحضرت ﷺ بھی انتہائی متواضع تھے

آپ ﷺ کھانا تناول فرما رہے تھے تو آپ ﷺ کی خدمت میں کسی مہربان نے پیچھے تکیہ رکھا کہ ذرا آرام ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "لا اکل متکئاً" میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا (بخاری ج ۲ ص ۸۱۲) میں کھانا اس طرح کھاؤں گا جیسے کہ ایک بندہ کھاتا ہے "انما آکل کما یأ کل العبد" (کنز العمال ج ۱۵ ص ۱۰۲) اور اللہ کے شکر کے ساتھ کھاؤں گا کہ یا اللہ تیرا احسان ہے کہ تو نے یہ حلال رزق نصیب فرمایا ہے اور آپ ﷺ اس پر بہت شکرگزار ہوتے تھے۔

جب آپ ﷺ کو کہا گیا کہ آپ پر تو خدا کے اتنے انعامات اور احسانات ہیں تو پھر آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں، اتنی لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہیں، دیر تک قیام کرتے ہیں کہ پیر مبارک میں ورم آجاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس وقت بھی بندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ "افلا اکون عبدا شکورا" کہ کیا مجھے اس مہربانی اور احسان پر خدا کا شکر ادا نہیں کرنا چاہئے (مسلم ج ۲ ص ۳۷۷)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جلوہ ہائے قدرت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ مولائے عز و جل مجھے ذرا اپنی ذات شریف کا جلوہ دکھا دیں۔ میں آپ کی صفات جانتا ہوں، اسماء جانتا ہوں، قدرتیں دیکھتا ہوں۔ قدرت کے کرشمے نظر آ رہے ہیں۔

وفی کل شیءٍ لہ ایۃ　　تدل علیٰ انہ واحد

ہر ایک چیز اس بات کی گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی شریک نہیں

ہر گیا ایک برزمین گوئید
وحدہ لاشریک میگوئی

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورق اش دفتریست معرفت کردگار

یہ درختوں کے ہرے پتوں کو جب کوئی عقلمند دیکھ لیتا ہے تو یہ ہر پتہ ایک دفتر ہے اللہ تعالیٰ کی بڑائی سمجھنے کے لئے

تامل فی ریاض الارض والنظر
الیٰ آثار ما صنع الملیک

عیون من لجین شاخصات
علی اھدا بھا ذھب سبیک

علی قضب الزبرجد شاھدات
بان اللہ لیس لہ شریک

اگر زمین میں غور و فکر کیا جائے تو یہ باغ، یہ درخت، پھول کے یہ شگوفے، انکی خوشبو اور عطر معطر پانی کا گرنا، جمع ہونا اور بہنا اور پانی کے ثمرات اور نباتات کا نظر آنا یہ ایک ہی اللہ کی عظمت اور بڑھائی کے دلائل بسیار ہیں اور یہ سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ دنیا کے اندر دنیا کی آنکھوں سے اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اللہ رب العزت کی ذات باقی ہے اور اس کو دیکھنے کے لئے باقی آنکھیں چاہئے اور یہ آنکھیں فانی ہیں یہ نہیں رہیں گی "یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور" (سورۂ مؤمن آیت ۱۹) ان آنکھوں نے کتنی خیانتیں کی ہیں اور اس دل اور سینے نے کتنے راز چھپائے ہیں اور فاش کئے ہیں۔ تو یہ آنکھ کہاں اس قابل ہیں کہ

دیدار الٰہی کرسکیں "لاتدرکه الابصار" دنیا میں آنکھیں اسکو دیکھ نہیں سکتیں "وھو یدرک الابصار" اور وہ اللہ ان آنکھوں کو پکڑا ہوا ہے "وھو اللطیف الخبیر" (سورۂ انعام آیت ۱۰۳) تو جب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں آپ کی قدرت کا جلوہ دیکھنا چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "لن ترانی" آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے لیکن حضرت موسیٰ کلیم تھے اور بڑے لاڈلے تھے اس لئے ان کے مطالبہ کو پورا بھی کرنا تھا "ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترنی" لیکن دیکھ لیجئے سامنے اس پہاڑ کو اگر آپ اپنی جگہ قائم رہے تو پھر میرے جلوہ کو بھی دیکھ سکیں گے "فلما تجلیٰ ربه للجبل جعله دکاً وخر موسیٰ صعقاً" جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کو دیکھنے لگے تو خدا تعالیٰ نے جب ذات کا جلوہ پہاڑ پر ڈالا تو وہ جھلس کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور راکھ بن گیا اور موسیٰ علیہ السلام کو تھوڑی سی دیر کے لئے غنودگی سی ہوگئی اور اوپر سے نیچے گر گئے "فلما افاق" جب حضرت ہوش میں آئے "قال سبحانک" تو کہنے لگے کہ خدایا تیری ذات پاک ہے۔ "تبت الیک" (سورۂ اعراف آیت ۱۴۳) توبہ کرتا ہوں۔ دنیا میں دنیا کی آنکھوں سے کوئی تجھے نہیں دیکھ سکتا۔ دیکھنے کے آداب کیسے مسلمہ ہیں۔

موسیٰ ز ہوش رفته به یک جلوه صفات
تو عین ذات می نگری در تبسم

مولانا روم فرماتے ہیں کہ

آدمی دید ست باقی پوست است
دید آن باشد که دید دوست است

اور جلال بہت زیادہ ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ ”انا عرضنا الامانة علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوماً جهولا“ (سورۂ احزاب آیت ۷۲) فرمایا یہی امانت یہی کتاب اور اس کے تحمل کی استعداد میں نے پہاڑوں کو بھی پیش کی، آسمانوں کو بھی، زمینوں کو بھی ”فابین ان یحملنها“ سب نے معافی مانگی اس کے اٹھانے سے ”واشفقن منها“ اور ڈر گئے۔ ”وحملها الانسان“ اور یہ قرآن انسان نے قبول کیا ”انه کان ظلوماً جهولا“ یہ انسان واقعی بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھو
اسکو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

جنہوں نے انکار کیا وہ تو بچ نکلے۔ پہاڑ، پہاڑ ہی رہا، زمین، زمین رہی، آسمان، آسمان رہا لیکن انسان کو نبوت عطا ہوئی، ایمان عطا ہوا، احکام اور اللہ تعالیٰ کو خوش اور راضی کرنے کی استعداد اور ملکات موہوبہ عطا کئے گئے۔

کسی فارسی شاعر نے آیت کا ترجمہ کیا ہے وہ کہتا ہے۔

آسمان بارِ امانت نه توانند کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانه زدند

”انا عرضنا الامانت علی السمٰوٰت والارض والجبال“ امانت ایک محترم لفظ ہے۔

”ان الامانة نزلت فی جزر قلوب الرجال“ (مسلم ج ا ص ۸۲)

## نظر بھی ایک امانت ہے

انسان میں اصل انسانیت کا آئینہ تو آنکھ ہے۔ آج لوگ انہی آنکھوں کا غلط استعمال کرتے ہیں کہتے ہیں کہ دیکھنے سے کچھ نہیں ہوتا (استغفر اللہ) سب کچھ تو دیکھنے سے ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے مردوں کو حکم ہے نگاہیں نیچے رکھنے کا اور اجنبی عورتوں کو نہ دیکھنے کا۔ عورتوں کو حکم ہے اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، اتنے میں نابینا صحابی عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے جن کی شان میں سورہ عبس نازل ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "احتجبا منه" پردے میں چلی جاؤ۔ انہوں نے کہا۔ "هو اعمى لا يبصرنا" یہ تو نابینا ہیں دیکھ نہیں سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "افعمياوان انتما الستما تبصرانه" کیا تم بھی اندھی ہو نہیں دیکھتی ہو۔ اس سے پتہ چلا کہ جس طرح آدمی کو اجازت نہیں ہے کہ وہ اجنبی عورتوں کو دیکھے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی پرائے اجنبی مردوں کو دیکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ (جامع ترمذی ج۲ ص۱۰۶)

## قرآن کریم کا نزول بھی امانت ہے

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ "لو انزلنا هذا القران على جبل" اگر ہم یہ قرآن اتار دیتے کسی پہاڑ پر۔ "لرأيته خاشعاً متصدعاً من خشية الله" (سورہ حشر آیت ۲۱) آپ دیکھ لیتے کہ وہ پہاڑ خدا کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ وہ بھی ایک جلوہ تھا جس کی وجہ سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا تھا اور قرآن تو خداوند تعالیٰ کا کلام ہے اس کی ہیبت

امانت اور اسکی استعداد، تخم کی طرح آسمانوں سے مسلمان کے دل میں اترا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اسکو قبول کرنے کی صلاحیت ڈالی گئی ہے۔ امانت سے ایمان کا بڑا تعلق ہے قرآن پاک میں ایک مقام پر یہود کا تذکرہ کیا ہے کہ ان میں بھی اچھے لوگ تھے اور وہ اب بھی توریت اور موسیٰ علیہ السلام پر مضبوط ایمان رکھتے ہیں۔ اور انکی امانتداری بتائی "من ان تأمنه بقنطار يؤده اليک" اگر انکو سونے کا ایک ڈھیر دیا جائے تو پورا پورا لوٹا دیں گے۔ "ومنهم من ان تأمنه بدينار لا يؤده اليک الامادمت عليه قآئماً" (سورۂ آل عمران آیت ۷۵) اور ایسے بے ایمان بھی ہیں جو ایک اشرفی بھی واپس نہیں کرینگے۔ جب تک امانتدار تھے اس وقت تک مسلسل کمالات بیان ہوئے اور جب امانت سے ہٹ گئے تو ان کے قبائح بیان فرمائے۔

## انسان کی مکمل زندگی ایک امانت ہے

عمر ایک امانت ہے، اللہ تعالیٰ نے زندگی دی ہے جو کہ بہت بڑی امانت ہے جس میں اگر شریعت کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو جنت الفردوس کے لئے ایک بہت بڑا سرمایہ تیار ہو جاتا ہے، جوانی بھی ایک امانت ہے جس سے انسان آراستہ ہو جاتا ہے، جب چلتا ہے تو تھکتا نہیں، جس کام کے لئے کمر بستہ ہو جاتا ہے اسے مکمل کرتا ہے۔ یہی جوانی جب انسان سنت کے جوش میں گزارے تو قیمتی ہے ایک عربی شاعر نے کہا ہے کہ

شیأن لو بكت الدماء عليهما
فقد الشباب وفرقة الاحباب

یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان کے ختم ہونے پر آنسوؤں کے بجائے خون کے قطرے ٹپکیں تو مناسب ہے ایک جوانی اور دوسرا دوست اور احباب کا الگ ہونا۔

''انا عرضنا الامانة علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنها'' سب نے انکار کیا۔ آسمان زمین پہاڑ ہم نہیں اٹھا سکتے یہ بہت مشکل کام ہے۔ اتنا مشکل کام ہے کہ بڑے بڑے جگہ چھوڑ دیتے ہیں تھوڑا سا مشکل وقت آتا ہے تو بڑے بڑوں کے بیانات میں تبدیلی آجاتی ہیں۔ اسی لئے آیت میں آگے کہا کہ انسان بہت ظالم اور جاہل ہے کیونکہ اس امانت کو نبھا نہ سکا اس پر پورا نہ اتر سکا۔

## پاکستان کو بنانے والے علماء دیوبند ہیں

ربیع الاول کا مہینہ جب آجاتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پاکستان بریلیوں کا بنایا ہوا ہے۔ یاد رہے کہ پاکستان دیوبندیوں ہی کا بنایا ہوا ملک ہے اور جس کو پاکستان میں رہنے والے اپنے ملک کا بانی مانتے ہیں محمد علی جناح اس نے مغربی پاکستان کا جھنڈا علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کے دست مبارک سے لہرایا تھا اور مشرقی پاکستان کا جھنڈا مولانا ظفر احمد عثمانی سے۔ اس نے مرتے وقت یہ وصیت بھی کی تھی کہ میری نمازِ جنازہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی پڑھائیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ پاکستان کا سرکاری مذہب دیوبندیت ہے، بریلویوں کا پاکستان پر کوئی حق نہیں ہے۔ جنگِ آزادی کی تاریخ گواہ ہے کہ علماء دیوبند ہی نے تخلیق پاکستان میں تاریخ ساز قربانیوں کی جو تاریخ رقم کی اس کی مثال ناممکن ہے اور زمین اور آسمان اس کے گواہ ہیں۔ کوئی مجھے بتادے کہ کسی بریلوی

نے بھی اس آزادی میں کوئی کردار ادا کیا ہے۔ یہ تو انگریزوں کی بنائی ہوئی جماعت ہے اور انگریز نے اس جماعت کو اس لئے تیار کیا تھا کہ یہ مسلمان مجاہدین جو کہ جہاد میں مصروف تھے ان کو کافر کہیں اور لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکائیں۔ انہوں نے سارا کام انگریز کا ہی کیا ہے۔ ان کی جماعت کے بڑے نے کتاب بھی لکھی ہے جس میں انگریز کی حکومت کو اللہ تعالیٰ کی نعمت کہا ہے۔ یہ لوگ تو محمد علی جناح کو مسلمان بھی نہیں سمجھتے اور ان کو بجائے قائد اعظم کے کافر اعظم کہتے ہیں (ملاحظہ ہو تجانب اہلسنت)۔ کس منہ سے یہ اس ملک میں رہ رہے ہیں اگر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ اس ملک اور اس ملک کے بنانے والوں کے باغی ہیں۔ ارباب اقتدار میں کوئی غیرت مند مسلمان ہوتا تو ان کو پاکستان سے باہر نکال دیتے۔ آج ہمارے یار لوگ ان کو مسلمان ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے تو دیوبندیوں کے خلاف ایک محاذ کھولا ہوا ہے ان کی ساری تیاری اس بات کی ہے کہ کسی طرح دیوبندیت کو نقصان پہنچایا جائے اور اسے ختم کیا جائے۔ مجھے تو اپنے لوگوں پر حیرت ہے کہ وہ اسی خیال میں مبتلا ہیں کہ جی ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ میں کہتا ہوں، کہتا تھا اور کہتا رہوں گا کہ نہیں ہوتی اور جتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں ان سب کا اعادہ ضروری ہے۔

فقہ حنفی کی تمام کتابوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے کہ

"انہ کان لا یریٰ الصلوٰۃ خلف المبتدع" یا

"فکان ابو حنیفۃ لا یری الصلوٰۃ خلف المبتدع"

(۱) بدائع الصنائع ج ۱ ص ۳۸۷

(۲) رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۹ باب الامامۃ

(۳) الاختیار ص ۵۸

(۴) طحطاوی علی المراقی ص ۳۰۳

(۵) فتح القدیر ج ا ص ۳۰۵

(۶) النهر الفائق ج ا ص ۲۴۲

(۷) المحیط البرهانی (۲۵ جلد) ج ۲ ص ۱۷۸

(۸) البحر الرائق ج ا ص ۶۱۱

(۹) حلبی کبیر شرح منیة ص ۴۴۳

امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں بدعتی کے پیچھے نماز کا قائل نہیں ۔ لوگ ذرا پہلے اپنے مذہب کے امام سے شرم کرلیں بعد میں دوسری باتیں کریں وہ تو فرمارہے ہیں کہ میں ان کے پیچھے نماز کا قائل ہی نہیں ہوں اور یہ لوگ ابھی تک اسی کشمکش میں بتلا ہیں کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں ۔

دیکھی جو بے رخی تو حیرت ہوئی مجھے
دنیا تو بے وفا تھی مگر تجھ کو کیا ہوا

## نبی کی محبت کے لئے صحابہ کرام کی پیروی ضروری ہے

وہ کون سا عمل ہے اور وہ کون سا عقیدہ ہے جو ان مبتدعین زمانہ نے اسلام کے مطابق چھوڑا ہے۔ ان کی ہر چیز من گھڑت اور اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے ہیں ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کے محبین ہیں اور ان کی محبت میں سب کچھ کرتے ہیں ، اس بات میں یہ بالکل جھوٹے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں ۔ صحابہ

کرام سے زیادہ نبی سے محبت کرنے والا زمین و آسمان نے نہیں دیکھا۔ ایک مثال دیتا ہوں غزوۂ بدر کے موقع پر جب حالات سخت کشیدہ تھے اور آپ ﷺ بھی پریشان تھے تو اس موقع پر حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کی تقریر مشہور ہے انہوں نے کہا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں ہیں جس نے اپنے پیغمبر سے کہا تھا کہ آپ اور آپ کا خدا جاکر لڑے ہم یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم آپ کے آگے سے لڑیں گے آپ کے پیچھے سے لڑیں گے دائیں اور بائیں سے لڑیں گے یہاں تک کے آپ پر قربان ہوکر دکھائیں گے۔ اس تقریر کے بعد روایات میں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

(بخاری ج ۲ ص ۵۶۴)

اس کو محبت کہتے ہیں یہ نہیں کہ سڑکوں کو بلاک کر کے یا رسول اللہ کے نعرے لگاؤ، میلاد کے نام پر خرافات اور لایانیات پھیلاؤ، قبروں پر میلے لگاؤ یہ کون سا دین اور کون سی محبت ہے۔ چودہ سو سال کی تاریخ دیکھیں کسی صحابی نے، تابعی نے، تبع تابعی نے، محدثین نے، آئمہ مجتہدین نے، فقہائے کرام نے اس قسم کی خرافات کا کبھی ذکر بھی کیا ہو۔ کتبِ احادیث اٹھا کر دیکھیں کسی بھی محدث نے عید میلاد النبی کا تذکرہ نہیں کیا۔ کیونکہ اسلام میں صرف دو عیدیں رائج ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ تیسری کوئی عید نہیں۔ یہ علماء، آئمہ اور خطباء کی ذمہ داری ہے کہ وہ خلق خدا کو توحید و سنت کا درس دیں اور شرک و بدعت کی مذمت جاری رکھیں ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مسئول ہونگے۔

## قبر پرستوں کو آنحضرت ﷺ نے بدترین کائنات کہا ہے

بخاری شریف ج اول صفحہ ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳ پر روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کررہی ہیں کہ ہم جب حبشہ گئے تھے تو وہاں یہودیوں کی عبادت گاہوں میں تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ یہ ماں مریم کی تصویر ہے، یہ حضرت عیسیٰؑ کی تصویر ہے، یہ انکے ابا کی تصویر ہے۔ یہ کیسا مذہب ہے جسمیں تصویر اور مورتی کی گنجائش ہے۔ دونوں بیبیاں آپس میں باتیں کررہی تھیں۔ یہ وہی دن تھے کہ رسول اکرم ﷺ شدید بیمار تھے اور محدثین کا اتفاق ہے یہی مرض الوفات ہے۔ اس کے آخر میں وصال ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ چارپائی پر جلوہ گر تھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ نے یہ بات سنی تو آپ ﷺ نے چہرے سے چادر ہٹائی اور آٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ ''اولئک الذین'' یہ وہ لوگ ہیں ''اذا مات فیھم رجل صالح'' جب ان میں کوئی نیک آدمی مرجاتا'' بنوا علی قبرہ مسجدا'' انکی قبر کو سجدہ گاہ بنالیتے، درگاہ بنالیتے ''وجعلوا فیہ تلک الصور'' اور اس میں یہ تصویریں اور مورتیاں بنالیتے ''اولئک شرار الخلق عنداللہ'' یہ لوگ بدترین کائنات ہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں۔ اسی طرح قرآن کریم میں ہے کہ'' ان الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین فی نار جھنم خٰلدین فیھا اولئک ھم شر البریۃ'' (سورۃ البینۃ آیت ۶) ان مشرکین کو قرآن نے کہا'' شر البریہ'' بدترین کائنات اور پیغمبر ﷺ نے بخاری جلد اول صفحہ ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳. اولئک شرار الخلق عنداللہ اتنے برے لوگ ہیں کہ رحمۃ للعلمین ان کو اپنی زبان مبارک سے بدترین کائنات کہہ رہے ہیں۔

## نبی کریم ﷺ حوض کوثر سے بھی مبتدعین کو بھگائیں گے

آپ ﷺ رحمتوں کے مقام پر جلوہ گر ہونگے اور حوض کوثر اور مقام محمود جو اللہ تعالیٰ نے آپکو دیا ہے "عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا" (سورۂ بنی اسرآئل آیت ۷۹) اس مقام محمود کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا

"لکل نبی دعوۃ یدعوا بھا و ارید ان اختبئ دعوتی شفاعۃ لامتی فی الاخرۃ" (بخاری ج ۲ ص ۹۳۲)

ہر نبی کو ایک دعا ایسی دی گئی کہ وہ جب کہے فوراً چل جائے۔ اسے خصوصی اتھارٹی کہتے ہیں کہ جیسے ہی مانگی جائے قبول ہو جائے۔ جب قوم سرکشی پر اتر آتی تو نبی قوموں سے تنگ آجاتے تھے اور ان کے لئے بددعا کر دیتے تھے حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں" وقال نوح رب لاتذر علی الارض من الکفرین دیارا" خدایا ان بے ایمانوں کا ایک گھر بھی قائم نہ رہے۔ "انک ان تذرھم یضلوا عبادک" ان کے چھوڑنے میں بندوں کی تباہی ہے۔ "ولایلدوا الافاجراً کفاراً" (سورۂ نوح آیت ۲۶، ۲۷) جو ان سے پیدا ہونگے وہ ان سے بدتر ہونگے۔ ساڑھے نو سو سال حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی۔ پہلے دن بددعائیں نہیں دیں۔ جب ایک ہزار سال پورے ہونے لگے اور وہ ٹس سے مس نہیں ہوئے تو خدا کے حضور پیش ہوئے۔ کہ خدایا ان مجرموں کو ذرا اب تباہ کردے، اللہ نے کہا ٹھیک ہے اور ان کی دعا قبول ہوگئی۔ صالح علیہ السلام بھی اپنی قوم سے تنگ آئے، لوط علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام بھی اپنی قوم سے پریشان ہوگئے اور ہر رسول اور پیغمبر نے اپنی

پیغمبرانہ صبر وتحمل سے، پیغمبرانہ صلاحیت اور شان سے تبلیغ دین اور دعوت الی اللہ کی حد کر دی لیکن جب بے ایمان ٹس سے مس نہ ہوئے تو آخر میں اللہ کے حضور روئے "فدعا ربه انی مغلوب فانتصر" (سورۂ قمر آیت ۱۰) خدایا میں تو عاجز آ گیا آپ مدد فرمائیں۔ ہر رسول اور نبی نے وہ خصوصی دعا استعمال فرمائی۔ ہمارے پیغمبر ﷺ کی شان دیکھیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ خصوصی دعا اور اتھارٹی محفوظ رکھی ہے۔ اپنی امت کی شفاعت کے لئے۔ امت کون ہے "وهی لمن مات" یہ حاصل ہوگی ہر اس شخص کو جو مر جائے میری امت میں سے "لا يشرك بالله شيئاً" (ترمذی ج ۲ ص ۷۰) اور اس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔ معلوم ہوا جنت میں جانے کے لئے شرک اعتقادی، شرک فعلی اور اعتقادی بدعت اور عملی بدعت سب سے بیزار ہونا ضروری ہے ۔ جنت الفردوس کوئی اسلام آباد میں پلاٹ نہیں ہے کہ جس کو تم چاہو اسکو دینے لگ جاؤ۔ جنت الفردوس خدا کی مرضی کا ایک مرکز ہے اور حضرت ﷺ فرماتے ہیں "اذا سئلتم الله الجنة" جب تم جنت کی دعا مانگو "فاسئلوه الفردوس" اس سے جنت الفردوس مانگو۔ آگے فرمایا مجھے امید ہے کہ میری پوری امت کو اللہ جنت الفردوس نصیب فرمائے گا۔ یعنی مانگو تم دیگا اللہ۔ اور سفارش میری ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن شرط کیا لگائی "وهی لمن مات لایشرك بالله شيئاً" کسی کی موت اور حیات پر نظام دین تبدیل نہیں ہوتا۔ موت کے وقت خدائی رحم اور رحمت درکار ہے۔ ہم ہر کلمہ گو مسلم کے لئے بہترین انجام کے امیدوار ہیں مگر شرک اور بدعت اپنی جگہ اٹل جرائم ہیں۔ وہ کسی کے لیے معاف نہیں۔ میں نہیں کہتا "ان الله لا يغفر ان يشرك به" اللہ تعالیٰ شرک معاف نہیں کرتا" ويغفر مادون ذلك لمن يشاء

"(سورۃ نساء آیت ۴۸) اس کے علاوہ جس کے لئے چاہے سارے گناہ معاف فرمائے۔ یہ تو ہو گیا شرک کا مسئلہ اب بدعت کا سنو، بس یہ ایک مثال سن لو بخاری شریف کتاب الحوض، صحیح مسلم کتاب الفضائل اور تمام کی تمام کتب احادیث میں یہ واقعہ اسی طرح موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں حوض کوثر پر کھڑا ہونگا کچھ لوگ وہاں سے گزریں گے جنہوں نے نمازیں پڑھی ہونگی اور بہت کچھ کام کئے ہونگے میں انکو نماز اور وضو کے آثار سے پہچان لونگا اور میں کہوں گا کہ یہ تو میرے لوگ ہیں ان کو جہنم کیوں لے جایا جارہا ہے "فیقال" تو مجھے کہا جائے گا "انک لاتدری ما احدثوا بعدک" آپ کو پتہ نہیں آپکے بعد انہوں نے کیا کیا بدعات نکالی ہے "یرجعون علی اعقابھم" یہ تو پلٹ کے چلے گئے انہوں نے تو ایک نیا دین قائم کرلیا تھا۔ جس کا آپکو آپ کے صحابہ اور آپ کے ائمہ دین کو کچھ پتہ نہیں چلا ہے۔ تو حضرت نے نہیں فرمایا۔ کہ خیر ہے نا محبت کے جذبات ہیں۔ خیر ہے۔ عقیدت تو بہت تھی ان میں فرمایا "فاقول" میں کہوں گا "سحقاً سحقاً" غرق ہو جاؤ، تباہ ہو جاؤ "اصحاب النار" یہ جہنم کے مستحق ہیں۔

(مسلم ج ۲ ص ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۲؛ بخاری ج ۲ ص ۹۷۵، ۱۰۴۵)

یہ شفاعت کی جگہ ہے، مقام محمود ہے اور رحمۃ للعلمین خود موجود ہیں اور امت پر رحمت تقسیم کر رہے ہیں اور مبتدعین کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ انہیں یہاں سے نکالو۔ نبی کریم ﷺ تو ان بدعتیوں کو حوض کوثر سے بھگا رہے ہیں اور ہمارے لوگ ان کو مسلمان کہنے پر تلے ہوئے ہیں۔

شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم صدر المدرسین دار العلوم دیوبند حضرت مولانا سید

حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ اکوڑہ خٹک کے استاذ تھے، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ کے استاذ تھے، استاذ المحد ثین مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کے استاذ تھے اور بڑی دنیا انکی شاگرد تھی ان کو ہم نے اور آپ نے شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم صدر المدرسین دار العلوم دیو بند نہیں کہا ہے دنیا نے کہا ہے۔ انہوں نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''الشہاب الثاقب'' کے آخری صفحہ پر اس حدیث کی بمعنی تشریح فرمائی ہے اور اس وقت مبتدعین کے کفر کا اعلان کیا ہے۔ الشہاب الثاقب عام چھپ چکی ہے اور موجود ہے جو چاہے اس میں دیکھ لے انشاء اللہ دل کی تسکین اور تسلی کا مداوا نصیب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بلاد اور عباد کو امن نصیب فرمائے اور مسلمانوں کے عقائد واعمال اور انکے انجام کی حفاظت فرمائے۔

''واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین''

# سترھواں خطبہ

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا ونبینا محمد عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیاالی اللہ باذنہ وسراجاً منیراصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم اما بعد!

فاعوذ باللہِ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم

و جاھدوا فی اللہ حق جھادہ ط ھوا جتبکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ط ملۃ ابیکم ابراھیم ط ھو سمّٰکم المسلمین لا من قبل و فی ھذا لیکون الرسول شھیدًا علیکم و تکونوا شھدآء علی الناس صلے فاقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واعتصموا باللہ ط ھو مولکم ج فنعم المولیٰ و نعم النصیر ○

(سورۂ حج آیت نمبر ۷۸)

وقال النبی صلیٰ اللہ علیہ وسلم بادروا بالاعمال فتناً کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمناً و یمسی کافراً و یمسی مؤمناً و یصبح کافراً یبیع

دینہ بعرضٍ من الدنیا (مسلم ج اص ۷۵)

اللھمّ صل علیٰ عبدک ورسولک ونبیّک محمد وعلیٰ
الہ واصحابہ وبارک وصلّ وسلّم

شرائع سمجھنا اور شرائع کے حکم اور اسرار جاننا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے شرائع بھیجے ہیں اور اس کے حکم اور اسرار بھی انہی پر منکشف فرمائے ہیں۔

## اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکامات دو قسم پر ہیں

اللہ تعالیٰ کے احکام اور تعلیمات دو قسم کی ہیں، ایک وہ جن کے فوائد ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے جیسے پاک کپڑے پہننا اور پاک جسم کے ساتھ رہنا اور غسل کرنا اور وضو کرنا وغیرہ۔ ہر شخص جانتا ہے کہ صفائی ستھرائی ایک اچھا عمل ہے اور میلا کچیلا رہنا یہ انسانی شرف کے منافی ہے اور ہر شخص کے لئے یہ جاننا بہت آسان ہے۔ یہاں تک کہ غیر مسلموں نے بھی اسلام کے بارے میں جو تصنیفات کی ہیں گو ان سے خیر کی کوئی امید اور توقع نہیں ہے لیکن انہوں نے بھی صفائی ستھرائی کو ایک بڑا اہم مسئلہ خیال کیا ہے۔

اس مسئلہ میں مسلم قوم دیگر قوموں سے بالکل الگ اور ممتاز ہے، آپ تعجب کریں گے کہ اور مذاہب کے اندر صفائی ستھرائی کے قواعد وضوابط نہیں ہیں، ہمارے یہاں اگر کوئی شخص کھانا کھا رہا ہو تو سب سے پہلے وہ ہاتھ دھو لیتا ہے اور جس طرح کسی کے سامنے احترام سے کھانا پیش کیا جاتا ہے تو ساتھ میں ہاتھ دھونے کے لئے مخصوص جگہ اور برتن بھی پیش کیا جاتا ہے۔ ایک شخص نے یہاں جمعہ کی نماز ادا کی اور پھر جمعہ کے بعد کھانا لگ رہا تھا

تو پھر کھانا کھانے کے لئے ہاتھ دھلوائے گئے تو اسے بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ آپ صفائی کا کتنا خیال کرتے ہیں حالانکہ اس پر تعجب کیا گیا ہے کہ نماز کے بعد اسی وضو سے ایک آدمی قرآن شریف پکڑ کر تلاوت کر سکتا ہے اور حدیث کی کتاب بھی پڑھ سکتا ہے اور دو رکعات نفل نماز بھی پڑھ سکتا ہے جب تک وہ باوضو ہے تو پھر آخر کھانا کیوں نہیں کھا سکتا ہے؟ بڑے محدثین کا اس پر بڑا مکالمہ ہوا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بہت ناراض ہیں کہ یہ سراسر اسراف در اسراف ہے کہ وضو کے ہوتے ہوئے دوبارہ ہاتھ دھلوائے جائیں۔ لیکن باقی حضرات کہتے ہیں کہ نہیں نماز کے بعد کافی دیر ہوگئی، آپ نے سنتیں پڑھیں، تقریر سنی، خطبہ سنا، فرض نماز ادا کی اس کے بعد پھر سنتیں پڑھیں، کافی دیر گزر گئی شاید اس دوران جسم کے کسی پسینے والے حصے کو ہاتھ لگا یا ہو یا اور کوئی چیز ہاتھ پر لگی ہو، کھانے کا مسئلہ زیادہ نظیف ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کھانے کیساتھ کوئی نامناسب چیز شامل ہو جائے، تو فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ ہاتھ دھوئے جائیں، یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر کوئی نہ دھوئے تو اس کے ساتھ کوئی شدت نہیں کوئی زور زبردستی نہیں اگر وہ ضروری نہیں سمجھتا تو ان کو بالکل اختیار ہے، یہ کوئی باقاعدہ سنت نہیں ہے آداب ہیں۔ ادب کے مسئلے میں تو ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی بہت دیر تک باوضو ہو اور بہت عبادت کر چکا ہو اور اب مزید کوئی نیک عمل اور عبادت کرنا چاہتا ہے تو وضو کرے

''ان الوضوء علی الوضوء نور'' (امداد الفتاح ص ۸۹)

کیونکہ اس سے نور بڑھ جائے گا اور عبادت میں چاشنی اور لذت آئے گی۔ وضو کے بہت سارے فوائد ہیں یہ فائدہ بھی ہے کہ آدمی باہمت اور تروتازہ رہتا ہے، جیسے مثلاً کسی کو اونگھ

آتی ہے اور سونے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو وہ فوراً وضو کر لیتا ہے۔ حالانکہ اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا، بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی کھڑے کھڑے نیند کی کیفیت شروع ہو گئی تو فرمایا کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا حدیث شریف میں ہے کہ

”ان الوضوء لایجب الا علی من نام مضطجعاً فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله“

(ترمذی ج اص ۲۴، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ص ۴۲)

اگر کوئی ایسی صورت میں سویا کہ لیٹ گیا اور جسم ڈھیلا چھوڑا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اسی پر فقہاء نے قیاس کیا ہے کہ اگر کوئی کسی ایسی چیز پر ٹیک لگا کر سویا کہ اگر وہ چیز ہٹائی جائے اور وہ شخص گر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ”او مستندا الیٰ شئ لو ازیل لسقط( ھدایه ج ۱ ص ۳۵) نیند کی ایسی بہت ساری قسمیں ہیں جس میں وضو برقرار رہتا ہے لیکن بشاشت طبع کے لئے بہر حال وضو ہونا چاہیے۔ اگر کوئی فجر کی نماز کے لئے وضو کرے اور اس وضو سے عشاء کی نماز پڑھنا چاہیے تو پڑھ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے پندرہویں صدی میں بھی ایسے باہمت اور صحت مند لوگ پیدا کئے ہیں کہ وہ فجر کے وضو سے عشاء کی نماز پڑھتے ہیں اور ساتھ ساتھ امامت بھی کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے

” وان تعدوا نعمت الله لاتحصوها“ (سورۂ نحل آیت ۱۸)

## دنیا کی حقیقت اور فکر آخرت

زندگی کی مثال تو موسم بہار جیسی ہے، موسم بہار بہت زور شور سے آتا ہے اور پھول، کلیاں اور شگوفے کھل جاتے ہیں کچھ دنوں کے بعد وہ کچھ نہیں رہتا، پشتو کا ایک بہت

بڑا شاعر ہے عبدالرحمن بابا کی ٹکر کا اس کا ایک بہت قیمتی شعر ہے

دصورت ټول خوشي په مستعارده

دانا نه کے مستعار باندے غرض

صحت اور زندگی کی ساری خوشیاں تو عارضی ہیں اور عقلمند آدمی عارضی چیزوں پر خوش نہیں ہوتا۔ اسے ڈر رہتا ہے کہ یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اسی لئے فرمایا کہ " اغتنم خمسا قبل خمس " پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو " حیاتک قبل موتک " (فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۰، کتاب الزہد والرقائق ص ۲، مستدرک للحاکم ح ۴ ص ۳۰۶، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۵۴، واصلہ فی البخاری ج ۲ ص ۹۴۹) زندگی کو موت سے پہلے

" ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلاتموتن الاوانتم مسلمون "

(سورۂ بقرہ آیت ۱۳۲)

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام تمہیں چن کر دیا ہے مت مرو مگر اس حال میں کہ مسلمان مرو، جائیداد ہو یا نہ ہو چودھراہٹ ہو یا نہ ہو، عہدہ اور ڈگری ہو یا نہ ہو لیکن ایمان کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ایک بادشاہ اگر شاہی تخت پر بغیر ایمان کے مرا تو نقصان عظیم آخرت میں اٹھائے گا، اور اگر ایک فقیر ایک گدڑی اور کشکول میں مرا لیکن ایمان لے آیا تو آخرت کا بادشاہ ہوگا اور وہ جو تخت وتاج میں حالت کفر میں مرا تو وہ مسکین اور فقیر محتاج ہوگا۔ تو آخرت کی کامیابی کا اصل معیار ایمان ہے اس کی حفاظت انتہائی ضروری ہے۔

تو شریعت کے مسائل دو طرح کے ہیں، ایک وہ کہ جس کی حکمت سب کو سمجھ آئے ،میں نے مثال بتائی وضو کرنا ہاتھ دھونا اور صاف ستھرا رہنا وغیرہ۔

" الطھور شطر الایمان "( مسلم ج ا ص ۱۱۸ )

صفائی کو تو اسلام میں ایمان کا حصہ کہا گیا ہے۔

## امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک زندیق سے وضو کی ترتیب پر مباحثہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے زمانے کے کسی زندیق نے کہا کہ تم مسلمان لوگ اپنے نبی کی خوب مخالفت کرتے ہو، اتنی مخالفت ہم لوگ نہیں کرتے جتنی تم کرتے ہو۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ ۵۰۵ھ اسلامی فلاسفر ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اور طرح کی عقل اور حکمت نصیب فرمائی تھی، تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ کیسے؟ تو اس نے کہا کہ قرآن کریم میں ہے

" یاایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلو وجو ھکم وایدیکم الی المرافق وامسحو ابرء وسکم وارجلکم الی الکعبین "( سورۂ مائدہ آیت ۶ )

اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے ہو تو چہرہ دھولو اور ہاتھ دھولو کہنیوں سمیت، اور سر کا مسح کرو او پیر دھولو ٹخنوں سمیت، بس یہ وضو ہے، وضو تو اس کو کہتے ہیں جو قرآن کی آیات میں ہے لیکن تم کیا کرتے ہو پہلے ہاتھ دھوتے ہو کلائیوں تک ،سنت طریقے سے جب بھی ہاتھ دھولیں گے تو کلائیوں تک دھوئیں گے، بعض حضرات دیکھے جاتے ہیں کہ جب کھانے کے لئے جاتے ہیں تو صرف انگلیوں کے سرے دھوتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوگی بلکہ یہ سنت کی شکل کو بگاڑنا ہے ہاتھ دھونے کا نمبر آئے گا " وھذا الغسل الی الرسغ ( ہدایہ ج ا ص ۳۱ ) کلائیوں تک دھونا ہے، یا تر ہونا چاہیے، یہ کوئی کھیل تماشہ اور مذاق نہیں ہے بلکہ یہ شریعت کا ایک قاعدہ ہے اس کے ہم آپ

سب پابند ہیں۔ تو اس شخص نے کہا کہ آپ یہاں تک ہاتھ دھو لیتے ہیں اور پھر منہ میں پانی ڈالتے ہیں تین دفعہ اور پھر ناک میں پانی ڈالتے ہیں تین دفعہ۔۔۔الخ، اپنے اللہ کی کتاب کے خلاف کرتے ہو؟ تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ واقعی فلاسفر تھے تو انہوں نے کہا کہ ہر قسم کے لاوے سے وضو ہوتا ہے یا پانی ہونا چاہیے اس نے کہا نہیں پانی ہونا چاہیے! تو آپ نے کہا کہ پانی کس کو کہتے ہیں، اگر پانی اتنا گرم ہو کہ چہرہ جل جائے تو یہ جائز ہوگا؟ ہم اس لئے ہاتھ سب سے پہلے پانی میں ڈالتے ہیں تا کہ حرارت کا پتہ چلے کہ آیا یہ پانی وضو کے لئے مناسب ہے یا نہیں؟ پھر اس میں یہ بھی خطرہ موجود رہتا ہے کہ کہیں اس میں زہر وغیرہ تو نہیں ہے تو منہ میں ڈال لیتے ہیں تا کہ جو پانی وضو کے دوران چہرے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس میں کہیں زہر کی ملاوٹ نہ ہو جو چہرے اور دوسرے اعضاء کو نقصان پہنچائے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ شیرین پانی کے ہوتے ہوئے کڑوے پانی سے وضو کرنا مکروہ ہے۔ یہ بعض جگہوں پر آپ لوگ دیکھتے ہونگے جو انہوں نے مسجدوں میں زہر کی لائن لگائی ہوئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد کی کمیٹی جاہل اور بے دین لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جنہیں اسلامی احکامت کا کچھ پتہ نہیں ہوتا، تو جب بے دین اقتدار والے بنیں گے تو ضرور وہی گا جو ہو رہا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پھر ہم ناک میں پانی ڈالتے ہیں یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا پانی بدبودار تو نہیں ہے اور جب انسان پوری طرح مطمئن ہو جائے کہ پانی نہ تو بہت گرم ہے نہ بدذائقہ ہے اور نہ ہی بدبودار ہے تو اب چہرہ دھویا جاتا ہے تا کہ اللہ کے حکم کی تعمیل صحیح طریقے سے ہو جائے۔

اس جواب پر اس شخص نے اسلام کی عظمت کو مانتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔

## ادلہ شرعیہ چار ہیں صرف قرآن وسنت نہیں

آج کل یہ باتیں بہت کثرت سے ہوتی رہتی ہیں کہ جی قرآن میں ہے اور قرآن وسنت سے جواب دیجئے وغیرہ ! بزرگوارم مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید مرحوم کو میں نے کہا تھا کہ عوام جب پوچھے کہ قرآن وسنت سے جواب دیں تو آپ کنز الدقائق اور ھدایہ سے جواب لکھا کریں کیونکہ وہ قرآن وحدیث کا خلاصہ ہے اور کہنے والے کو اگر آپ عربی کی کوئی عبارت بھی لکھ کر دے دیں تو بھی اس کو یہ پتہ نہیں چلتا یہ آیت ہے یا کوئی اور چیز ہے ایک پروپیگنڈہ ہے جو دل وجان میں شیطان کی طرف سے ڈالا گیا ہے۔ یاد رکھیں ہمارا دین صرف قرآن وسنت نہیں بلکہ قرآن وسنت، اجماع اور قیاس ان سب سے مل کر دین بنا ہے ان چاروں دلائل سے مل کر دین بنا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بھی چیز چھوڑ دی جائے تو انسان مقاصد سے بہت دور نکل جاتا ہے اسی لئے قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ "فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون" (سورۂ انبیاء آیت نمبر ۷) اہل ذکر سے بالاتفاق علماء کرام مراد ہیں۔

## اتفاق کی اہمیت اور ضرورت

اسلام کے مسائل ایک قسم کے وہ ہیں جن کا سمجھنا سب کے لئے آسان ہے اور کچھ مسائل ایسے ہیں جن کے سمجھنے کے لئے بڑے قسم کا علم اور بڑا ادراک، بڑی عقل اور دور تک جانا ضروری ہے حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی عمل کیا جائے تو بہترین طریقے سے کیا جائے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ لوگ چندہ دیتے ہیں

تو چندہ دینے کے لئے لوگوں کو پھلانگنے کی ضرورت نہیں بلکہ جب جمع کرنے والے سامنے سے گزریں تو چندہ ڈالنا چاہیے، اول تو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ چندہ کیا جائے لیکن یہاں بعض بزرگ نمازیوں نے درخواست کی تھی کہ محلے میں بھی آپ چندہ نہیں کرواتے، یہ ایک ذریعہ باقی ہے اس کو ختم نہ کریں اور اس سے بندگی اور عجز بھی واضح ہے اور یہ ہونا چاہیے اور دوسری بات یہ ہے کہ گھروں میں جب نہا دھو کر یہاں مسجد میں آیا کریں تو کوشش کریں کہ کوئی کاغذ کہیں جیب میں نہ آنے پائے کیونکہ اس سے آپ گنہگار ہو جائیں گے اگر جناح صاحب بھی ساتھ میں آجائے۔ ایک آدمی سے میں نے پوچھا کہ کبھی چندہ ڈالا ہے؟ تو اس نے کہا کہ نہیں میں تو نوٹ لاتا ہی نہیں ہوں بالکل صاف ستھرا ہو کر آتا ہوں۔ مسلمانوں میں یہ جذبہ ہونا چاہیے کہ یہ مسجدیں اور بڑے بڑے مدرسے اور دینی ادارے یہ کیسے چلتے ہیں ان کی بھرپور مدد کرنی چاہیے، دشمنوں نے جو پروپیگنڈے شروع کئے ہیں ان میں سے ایک پروپیگنڈہ یہ بھی ہے کہ ان مدارس کے پاس بڑا مال ہوتا ہے، ان کو ہر طرف سے ملتا ہے۔ میرا ایک جاننے والا تھا جو بہت مخلص ساتھی تھا انہوں نے یہ بات کہی تو میں نے کہا کہ آپ کو یہ پروپیگنڈہ کہاں سے پہنچ گیا؟ ظاہر ہے جب ہر کوئی یہ خیال کرے گا تو آہستہ آہستہ دین سے کٹے گا اور دور ہوتا جائے گا جذبہ تو یہ ہونا چاہیے کہ ہر مسلمان کہے کہ میرا حصہ اس کارِ خیر میں ضرور ہو۔ ہمارا ایک مخلص ساتھی ہے اور اس نے ایک بہت بڑی جگہ ہمیں دی ہے ایک دینی ادارے کی تعمیر کے لئے اور وہ خوب مالدار بھی ہے لیکن پیسہ نہیں دیتا، جب ہم ان کو کہہ دیتے ہیں تو وہ ایک دوسرے

مخلص ساتھی کا نام بتا دیتے ہیں کہ بھائی وہ تو کر رہا ہے نا، تو میں نے ایک دن ان کو کہا کہ انہوں نے ابھی ابھی جمعہ کی نماز پڑھی ہے پھر آپ نے کیوں پڑھی اور کچھ دیر بعد وہ عصر کی نماز بھی پڑھے گا لہذا آپ کو بالکل نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ ضرورت ہی نہیں۔ ہر شخص اپنی خیر کی بدولت جنت جائے گا ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار بنے گا، ایک شخص میں جب یہ جذبہ ہو بس ہر کوئی نماز پڑھ رہا ہے مجھے کیا ضرورت ہے، تو جناب یہ تو مر جانے کا جذبہ ہے، جذبہ تو یہ ہونا چاہیے کہ مجھے بھی نماز پڑھنی ہے۔

## صحابہ کرام کی دریادلی اور شوقِ انفاق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں ہمیشہ اس کوشش میں رہتا تھا کہ کسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نمبر لے لوں، لیکن یہ بہت مشکل تھا کبھی بھی ایسا نہیں ہو سکا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جنگ تبوک کے موقع پر اس قدر مال لے آئے کہ آپ ﷺ آلتی پالتی مار کر تشریف فرما تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مال لاتے گئے اور آنحضرت ﷺ کی جھولی میں ڈالتے گئے آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ سخاوت دریادلی دیکھ کر فرمایا۔

"وهو يقول ما على عثمان ما عمل بعد هذا"

(ترمذی ج ۲ ص ۲۱۱)

اے عثمان اگر اس نیکی کے بعد آپ اور کوئی نیکی نہ بھی کریں تب بھی آپ کی بخشش یقینی ہے۔ اس کے ساتھ وہ آیت بھی ذہن میں رکھیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

کہ یہ نبی اپنی طرف سے نہیں کہتا ہماری وحی سے بیان کرتا ہے " وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الاوحی یوحیٰ " ( سورۂ نجم ) یہ تو وحی کا پیغمبر ہے یہ جو بولیں گے وحی کا اعلان ہو گا۔ مسلمانوں کو اس بات کا عادی بنانا کہ وہ دین پر خرچ کریں یہ مذہب کا تقاضہ اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔

دنیا میں دو قومیں ہیں، ایک عرب اور دوسری قوم ہندوستان کی، عربوں کے یہاں براہِ راست اسلام آیا ہے اور کفر کا پہلا مقابلہ انہوں نے کیا ہے، ان جیسے سخی آسمان وزمین میں نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو سخاوت کی عظیم شان دی ہے اور ہندوستان کے لوگوں نے تمام کفریات، یہ ڈوگرے ہیں یہ گوتھڑے ہیں یہ ہندو ہیں یہ سکھ ہیں ان سب میں اسلام کو برقرار رکھا ان کو بھی درد ہے اس لئے وہ خرچ کرنے کو فخر اور سعادت سمجھتے ہیں۔

## انفاق فی سبیل اللہ کیوں ضروری ہے۔۔۔؟

ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی دولت عطا کی ہے لیکن اس نے گھر میں وہ دولت سنبھال کر رکھی ہوئی ہے تو ذرا سوچئے! اس شخص کی دولت اور فرعون وہامان کی دولت میں کیا فرق رہ جائے گا، قارون کے پاس اتنے خزانے تھے جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے کہ ستر مضبوط آدمیوں کی جماعت اس کی چابیاں نہیں اٹھا سکتی تھی

" ان قارون کان من قوم موسیٰ فبغیٰ علیھم واٰتینٰہ من الکنوز ما ان مفاتحہ لتنوا بالعصبۃ اولی القوۃ ( سورۂ قصص آیت ۷۶ ) اور

فخسفنابہ وبدارہ الارض (آیت ۸۱)

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا، جب اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی اور ان کی بات نہیں مانی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو اس کے مال سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

شیخ سعدی رحمۃ علیہ کہتے ہیں:

قارون هلاك شد كه چهل خانه گنج داشت
نوشیرواں نمرد که نامی نیکو گذاشت

چالیس بڑے ہال قارون کے خزانوں سے بھرے تھے اور پھر بھی نہ بچ سکا، اور نوشیرواں نے کچھ انصاف کیا تھا کہ وہ عادل بہت تھے۔

بار دنیا میں رہے غمزدہ یا شاد رہے
ایسا کچھ کر کے چلے تاکہ بہت یاد رہے

کچھ کام آدمی زندگی میں ایسے کرے کہ ان پر اس کو فخر ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور وہ احسان فرمائے تو آخرت کے اندھیرے میں وہ اس کے لئے روشنی اور نور ہو۔ ایسا عمل کر کے جائے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمالیں تو بوقت روح نکلنے کے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان کا اکرام کرائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بعض ملائک کو تاکید ہوتی ہے کہ وہ ایسے آدمی کی روح بہت احتیاط سے قبض کر کے لائیں، فرشتے کہتے ہیں کہ ہم اس طرح ان کی روح قبض کر کے آجائیں گے جیسے ایک گھر سے کوئی دوسرے گھر میں جا رہا ہو پتہ بھی نہیں چلنے دیں گے۔

## حالت نزع کا ایک حیرت انگیز واقعہ

فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلوت خانے میں بیٹھے ہوئے تھے کچھ مسودہ لکھ رہے تھے اس دوران ایک ملنگ باچا (فقیر) آیا انہوں نے سلام کیا تو فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کا جواب دینے کے بعد آنے کی وجہ پوچھی کہ ملنگ کیسے آنا ہوا خیر تو ہے ! تو ملنگ نے کہا کہ جی خیر ہے، آپ نے ان کو بیٹھنے کے لئے کہا لیکن انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ بیٹھنا چھوڑ دو میں آپ کو ایک تماشہ دکھانا چاہتا ہوں، حضرت نے کہا کہ کیا تماشہ دکھانا چاہتے ہو، انہوں نے کہا کہ آپ نے سب سے آسان موت کس کی دیکھی ہے؟ تو آپ نے کہا کہ اموات تو بہت دیکھی ہیں لیکن یاد نہیں کہ کونسی اور کس کی موت آسان تھی، تو انہوں نے کہا کہ ادھر دیکھو، کلمہ پڑھتا ہوں، انہوں نے سر نیچے رکھا اور آنکھیں بند کیں اس دوران مکمل خاموشی چھا گئی، حضرت حیران ہوئے جب سر اٹھا کر دیکھا تو وہ فوت ہو چکے تھے۔ فرید الدین عطار اپنی دعاؤں اور نصیحت میں کہتے تھے کہ ایسی موت عزت کی موت ہے ،آرام اور راحت کی موت ہے، قابل رشک اور مبارک موت ہے۔

موت کے بعد انسان کو کئی مراحل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان میں پہلا اور خطرناک مرحلہ قبر کا مرحلہ ہے۔ جب آنحضرت ﷺ قبر کا تذکرہ فرماتے تھے تو داڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا مرحلہ ہے اگر اس میں کوئی کامیاب ہو جاتا ہے تو اگلے مراحل میں بھی کامیابی یقینی ہے اور اگر اس میں کوئی ناکام ہوا تو باقی مراحل میں بھی اس کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ مرحلہ ایک اجمالی امتحان ہے مگر بہت سخت ہے،

کیونکہ اس میں انسان اکیلا ہوتا ہے لیکن جس نے نیک اعمال کئے ہوں اور محمد عربی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا پورا احترام کیا ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ آسان فرما دیتے ہیں۔

## اسیران ثلاثہ کا ایمان افروز واقعہ

حدیث شریف میں ہے کہ تین ساتھی تھے ایک ساتھ سفر پہ نکلے، سفر کے دوران وہ مختلف جنگلوں اور دشتوں سے ہوتے ہوئے جب ایک مقام پر پہنچے تو اچانک ایک سخت قسم کی آندھی چلی، اور باد و باران کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا جس میں کڑک، بجلی اور طوفان بھی اپنے زور وشور پر تھا، یہ لوگ اس تباہی اور بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے ایک پہاڑ کے عقب میں بنے ہوئے ایک غار میں پناہ لینے کے لئے وہاں پہنچے، غار میں داخل ہوئے اتنی دیر نہیں ہوئی تھی کہ اچانک اوپر سے ایک چٹان گرتے ہوئے سیدھی غار کے منہ میں آگئی جس سے غار کے لئے استعمال ہونے والا راستہ (سرنگ) مکمل طور پر بند ہو گیا اور اس طرح یہ لوگ غار کے اندر بند ہو گئے۔ اب یہ لوگ حیران ہو گئے اور ظاہر ہے سخت پریشان بھی تھے کہ اب کیا کیا جائے، کیونکہ اس جنگل اور بیاباں میں نہ تو کوئی مدد کے لئے آسکتا ہے اور نہ کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے پتھر غار کے منہ سے ہٹایا جائے، اور نہ ان کے اندر اتنی طاقت تھی کہ وہ اس چٹان کو وہاں سے ہٹاتے کیونکہ وہ ایک دیو قامت اور بڑی جسامت والا پتھر تھا، خیر کچھ دیر سوچنے کے بعد ان لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ہم سب بڑی مشکل میں پھنس گئے ایک صورت ہے شاید مشکل ہٹ جائے، ہم میں سے ہر ایک اپنے سب سے بہترین عمل کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے اعمال سے جو خالص

اللہ کی خوشنودی کے لئے انجام دیئے گئے ہوں بہت خوش ہوتے ہیں ( کیونکہ انسان نیک اعمال سے قیمتی بنتا ہے، ایک شخص کو آپ کہتے ہیں کہ یہ ہمارا چپڑاسی ہے دوسرے کو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے استاد ہیں، اس طرح سلوک میں بھی فرق کرتے ہو، ایک آدمی کو دیکھ کر آپ راستہ بدلتے ہیں دوسرے آدمی کو آپ دیکھ کر بڑی مشکل سے اس کے پاس پہنچ کر ہاتھ ملانے کی کوشش کرتے ہیں ) تو وہ تینوں حضرات باری باری اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کرنے لگے، ان میں سے ایک نے کہا۔

رب کریم ! میں ایک چرواہا تھا اور بھیڑ بکریاں جنگل میں چراتا تھا اور میرے بوڑھے ماں باپ تھے جب میں شام کو گھر لوٹ آتا تھا تو سب سے پہلا کام یہ ہوتا تھا کہ بھیڑ بکریوں سے دودھ نکال کر سب سے پہلے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پلاتا تھا اور ان سے فارغ ہو کر پھر اپنے بچوں کو پلاتا تھا۔ ایک دن میں بھیڑ بکریاں لیکر گھاس کی تلاش میں بہت دور نکل گیا اور جب واپس آیا تو بہت دیر ہو گئی تھی اور گھر پہنچ کر دیکھا تو ماں باپ دونوں سو گئے تھے۔ میں نے جام میں دودھ نکالا اور بھرا ہوا جام لے کر ان کے سرہانے کھڑا رہا جبکہ چھوٹے چھوٹے بچے بھوک سے سخت نڈھال تھے اور رو، رو کر میرے پیروں میں گر گر کر بلک رہے تھے لیکن میرا معمول تھا کہ ماں باپ پہلے اور اولاد بعد میں اور میں نے مناسب بھی نہیں جانا کہ ان کی نیند میں خلل ڈالوں اور ان کو جگاؤں میں اسی طرح کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور جب صبح ان کی آنکھیں کھل گئیں تو میں نے ان کو دودھ پلایا۔ یا اللہ اگر ماں باپ کا یہ احترام اور یہ عزت اور ادب میں نے خاص تیری رضا کے لئے کیا ہے کہ آپ کا حکم ہے کہ ماں باپ کا بہت احترام کریں۔ جب اس نے یہ دعا مانگی تو وہ چٹان اپنی جگہ

سے تھوڑی سی ہٹ گئی اور ہوا اور روشنی آنے لگی۔اس کے بعد دوسرا ساتھی آگے بڑھا اور یوں کہنے گا

ربِ کریم! میرے چچا کی بیٹی تھی اور اس سے میری بہت محبت تھی میں نے ہر طرح کوشش کی لیکن میں اس کو حاصل نہ کرسکا، ایک دن اس نے مجھ سے سو دینار مانگے، میں نے بہت محنت اور مشقت سے اسے سو دینار جمع کر کے دئے اور اس طرح وہ راضی ہوگئی لیکن جب اس فعل کا وقت آیا تو اس نے مجھے دیکھا لور مجھ سے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور اس کو ناراض مت کرو اور گناہ سے بچو، اس کا یہ کہنا تھا کہ میں فوراً الگ ہو گیا اور باہر چلا گیا۔ اے اللہ اگر تیرا نام سن کر اور تیرے خوف اور ہیبت کی وجہ سے میں نے یہ گناہ چھوڑا ہے تو یہ پتھر غار کے منہ سے ہٹا دے۔ یہ کہتے ہی وہ چٹان تھوڑی اور پیچھے ہٹ گئی لیکن ابھی بھی نکلنے کا راستہ میسر نہیں آیا، تو تیسرا آگے بڑھا اور اس نے کہا

ربِ کریم !ایک مزدور آدمی میرے پاس مزدوری کرتا تھا اس نے صبح سے شام تک مزدوری کی، شام کو جب میں نے اس کو اجرت دی تو وہ یہ کہہ کر ناراض ہو گیا کہ یہ تو بہت کم ہے اور اپنی رقم لئے بغیر روانہ ہو گیا جبکہ میرے اور اس کے درمیان اسی رقم کی بات طے ہوئی تھے۔ایسے میں میں بہت پریشان ہو گیا کہ ایک حقدار کا حق میرے پاس ہے میں اسے کیسے سنبھالوں گا۔ وہ ایسا زمانہ تھا جس میں خوفِ خدا غالب تھا، وہ سوچنے لگا کہ اس رقم کا کیا کیا جائے۔ چنانچہ اس نے اس رقم کو تجارت میں لگایا اور اس کی ایک بکری خرید لی، دن گزرتے گئے اور اس بکری نے بچے دئے یہ سلسلہ چلتا رہا وقت گزرتا گیا اور اس ایک بکری سے ایک بکریوں کا ریوڑ تیار ہو گیا۔ مالک نے اس ریوڑ کی بہت حفاظت کی کیونکہ اس

کی نظر میں یہ پورا ریوڑ اسی مزدور کا تھا اور وہ انتظار میں تھا کہ کب وہ کہیں سے واپس آئے تو یہ میں اس کے حوالے کروں۔ ایک دن وہ مزدور تلاش بسیار کے بعد واپس آیا کیونکہ وہ بہت مسکین تھا اور جب اس کے پاس کھانے وغیرہ کے پیسے ختم ہوگئے تو اس نے سوچا کہ چلو اسی آدمی کے پاس جاؤں جہاں میری تھوڑی سی مزدوری باقی ہے۔ چنانچہ وہ آیا اور جب جان پہچان ہوگئی تو اس نے اس شخص سے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا کہ آپ کے پاس میری اجرت باقی ہے وہ میرے حوالے کردیں میرے حالت بہت خراب ہیں اور فاقے کی نوبت آگئی ہے۔ اس رحم دل شخص نے بکریوں کے ریوڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جاؤ یہ پورا ریوڑ تمھارا ہی ہے اسے لے جاؤ۔ وہ مزدور بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ آپ میرے ساتھ مذاق نہ کریں بس جو میری مزدوری بنتی ہے وہ مجھے دے دیں۔ مالک نے اس کو پھر کہا کہ میں مذاق نہیں کررہا یہ ریوڑ آپ ہی کا ہے اور آپ جب چاہیں اسے یہاں سے لے جاسکتے ہیں، جب اس مزدور نے بات نہیں مانی کیونکہ اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ میرا تھوڑا سا مال اتنا کیسے بڑھ سکتا ہے تو اس رحم دل شخص نے اسے پورا واقعہ سنایا کہ یہ ریوڑ اس نے کس طرح تیار کیا ہے۔ اس مزدور کو بات سمجھ آگئی اور وہ خوشی خوشی بکریوں کا وہ ریوڑ لے کر وہاں سے روانہ ہوگیا۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ عمل میں نے خالص آپ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کیا ہے تو ہم پر سے یہ مصیبت ٹال دے۔ اس کے یہ کہتے ہی چٹان مکمل طور پر ہٹ گئی اور وہاں سے نکلنے کا راستہ میسر آیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الجامع الصحیح میں اس واقعہ کو آٹھ یا دس مقامات پر ذکر کیا ہے اور ساتھ میں لکھا ہے کہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال میں وزن پیدا کریں اور اپنے اعمال کی قدر و

قیمت اللہ تعالیٰ کے یہاں منوائیں۔ (بخاری ج ا ص ۳۰۳، ۳۱۳، ۴۹۳)

## انفاق اور زکوۃ کے ظاہری ثمرات

حدیث میں ایک شخص کا واقعہ آتا ہے کہ ایک دن آسمان پر انتہائی کالے بادل منڈلا رہے تھے اور بارش ہونے کو تھی کہ اچانک بادلوں سے ایک آواز آئی کہ اس میں کسی آدمی کا نام لیا جارہا تھا اور کہا جارہا تھا کہ اس آدمی کی زمین کا خاص خیال رکھا جائے۔ اس زمانے کے ایک نیک آدمی نے جب یہ سنا تو بہت حیران ہوئے کہ بادلوں میں کسی کا نام لیا جارہا ہے۔ پھر اچانک بادلوں میں سے ایک ٹکڑا الگ ہوا اور ایک سمت جانے لگا، یہ نیک آدمی بھی اس ٹکڑے کے پیچھے روانہ ہوگیا بادلوں کا وہ ٹکڑا ایک زمین کی طرف جاکر رکا اور وہاں برسنا شروع ہوگیا، اس زمین پر ایک آدمی اپنے ہاتھ میں بیلچہ لئے ہوئے تھا اور پانی کو اپنی زمین کے تمام کونوں تک پہنچا رہا تھا۔ بارش جب ختم ہوگئی تو یہ نیک آدمی اس شخص کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ آپ کیا کرتے ہیں اور آپ کے معمولات کیا ہیں؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ کوئی خاص کام تو نہیں کرتا بس ایک معمول ہے کہ جب فصل آجاتی ہے اور کٹ جاتی ہے تو میں اس کے تین حصے کر لیتا ہوں، ایک حصہ اللہ کے نام پر غریب اور فقراء میں تقسیم کرتا ہوں، دوسرا حصہ اپنے گھر، بچوں اور اپنی ضروریات کے لئے استعمال میں لاتا ہوں اور تیسرا حصہ اس زمین میں بیج ڈالنے کے لئے اپنے پاس رکھتا ہوں۔

(مسلم ج ۲ ص ۴۱۱، الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۷)

اس زمانے میں زکوۃ ایک بٹہ تین کے حساب سے ادا کرتے تھے، اب تو سو میں

ڈھائی فیصد ہے جبکہ زکوۃ کو بھی ہمارے دور کے حکمرانوں نے سیاست کا ایک حصہ بنالیا ہے

## لاوڈ اسپیکر پر پابندی آئمہ پر تنقید ! ایک نامناسب اقدام

نیک آدمی کی زمین پر بارش برسنے کے لئے بادلوں کو خصوصی حکم ملا ہے اور یہاں تو تمام بادل کراچی میں بن رہے ہیں حکم یہ ہے کہ یہاں نہ برسنا کیونکہ بجائے اس کے کہ دہشت گردوں کو سنبھالیں خطیبوں کے اوپر پابندی لگائی جارہی ہے کہ آپ لاوڈ اسپیکر نہ چلائیں یہ ساراجوش خروش آپ لوگوں نے ہی پیدا کیا ہے۔

اے چشمِ اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہاہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

کتنے لوگ قتل ہوگئے کتنے مارے گئے کتنی اہم شخصیات اٹھائی گئیں، تو بجائے اس کے کہ ان کا نوٹس لیکران کے خلاف آئینی کاروائی کرتے تاکہ امن کا ایک خاکہ تیار ہوتا اور لوگ اپنے شہروں، صوبوں اور اپنے علاقوں میں سکون کی زندگی گزارتے وہ ساراخمیادہ مسجدوں پر گرگیا۔ محض اس وجہ سے کہ ایک چھوٹی سی بات کہ جس سے کبھی اشتعال پیدا ہونے کا اندیشہ ہے بالائی لاوڈ اسپیکر بند کرنے کے احکامات جاری کردئے گئے۔ اس کو اتنابڑاایشو بنایا گیا کہ جیسے پاکستان کی سلامتی کاانحصار صرف لاوڈ اسپیکر کے بند کرانے پر ہے دین جب بیان ہوتا ہے تو ان کا دائرہ کار صرف سامعین تک محدود نہیں ہوتا بلکہ جو دور بیٹھے حضرات ہیں اور کسی وجہ سے شرکت سے قاصر ہیں ان تک پہنچانا بھی فرض ہے یہی مفہوم احادیثِ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو موجود ہیں وہ سن لیں اور

ان لوگوں تک پہنچائیں جو موجود نہیں ہیں

''بلغو اعنی ولو اية'' (مشکوٰۃ ص ۳۲)

اس حدیث کی تشریح میں نے ''پیغام مسرت'' نامی رسالہ میں کی ہے اور اس میں جناب نبی کریم ﷺ کے ارشاد کا مطلب جمہور محدثین نے یہی لیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو خیر کی آواز آگے بڑھائیں اور جہاں تک طاقت ہو شر کی آواز پست کریں۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں ہے کہ خطباء اور آئمہ جمعے کی مبارک وقت میں خیر بیان کرتے ہیں یا شر؟ وہ منبرِ رسول ﷺ پر بیٹھ کر قرآن کی آیت پڑھتے ہیں حدیث سناتے ہیں اور فقہ کے مسائل بتاتے ہیں ان چیزوں کو آپ لوگ شر بیان کرنا کہتے ہیں میرے حساب سے تو یہ کلمۂ کفر ہے اگر اس سے توبہ نہ کی گئی تو وہ دن دور نہیں جب ان حکمرانوں کی اللہ تعالیٰ سخت قسم کی پکڑ فرمائیں گے۔ یاد رکھیں کہ جب قرآن وسنت اور چودہ سوسالہ اسلامی ہدایت کے گنجینہ خیر کو شر سمجھا جائے تو پھر اندیشہ ہے کہ آسمان سے آگ کی بارش ہو اور خود اپنے جسموں سے سانپ اور بچھو پیدا ہونے لگیں اور یہ وقت کوئی دور نہیں ہے۔

لطیفہ: ایک شخص بہت تیز دوڑ رہا تھا تو کسی نے پوچھا کہ آپ اتنی تیزی سے دوڑتے کیوں ہو؟ تو اس نے کہا کہ حکومت کی پالیسی تبدیلی ہوگئی ہے اور لوگوں کو پکڑ رہی ہے، تو لوگوں نے کہا کہ پکڑیں گے تو ان کو جنہوں نے کوئی جرم کیا ہو تم نے کونسا جرم کیا ہے ؟ تو اس شخص نے کہا کہ نہیں اصل میں جو مجرم ہوتے ہیں جرم کرنے والے وہ تو ان کے ساتھ ہی ہوتے ہیں بلکہ جو مجرم نہیں ہیں اور جنہوں نے کوئی جرم ہی نہیں کیا ہو وہ پکڑے

جا رہے ہیں یہ کہتے ہی پھر دوڑنا شروع کیا۔

اللہ رب العالمین ہمارے دوستوں کو بھی عقل دیں غیرت دیں اور مفاد پرستی سے محفوظ فرمائے اور حکومت کو بھی دینی شعور نصیب فرمائے اور ہمارے اس شہر اور صوبے کو اللہ تعالیٰ امن کا مرکز بنادے اور جو واقعی امن میں خلل پیدا کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی گرفت فرمائے اور ان کو قوم اور مخلوق کے سامنے شرمندہ فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

# احسن البرہان

فی

اقوال شیخنا مولانا مفتی محمد زر ولی خانؒ

ضبط و ترتیب

محمد ہمایوں مغل

جلد دوم

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان